کلامِ حامد

(نعت و منقبت)

مولوی حامد بخش حامد بدایونیؒ

کلامِ حامدؔ

(نعت و منقبت)

مشمولات

مدحِ رسولِ مکرم (بے نقط) ۱۳۰۰ھ

گلزارِ نظمِ حامد ۱۳۰۱ھ

گلشنِ شاداب منقبت ۱۳۰۴ھ

مع

پیش لفظ۔ پروفیسر آلِ احمد سرور

مولوی حامد بخش حامدؔ بدایونی

(وفات۔ ۱۹۰۶ء)

مُرتبہ

عبداللہ ولی بخش قادری

دوسری بار

نام کتاب .... کلامِ حامدؔ (نعت و منقبت)

شاعر .... مولوی حامد بخش حامدؔ بدایونی رح

مرتّب و ناشر .... عبداللہ ولی بخش قادری

کتابت .... اظہر علی فریدی بدایونی

تعداد .... ڈھائی سو

قیمت .... پچاس روپے

طباعت .... لیتھو آرٹ پریس دہلی

تقسیم کار

صدر دفتر: مکتبہ جامعہ لمیٹڈ جامعہ نگر، نئی دہلی 110025

شاخیں

مکتبہ جامعہ لمیٹڈ اردو بازار دہلی 110006

مکتبہ جامعہ لمیٹڈ پرنس بلڈنگ بمبئی 400003

مکتبہ جامعہ لمیٹڈ یونی ورسٹی مارکیٹ علی گڑھ

عرضِ مُرتب

ہمارے پردادا مولوی محمد بخش اپنے زمانے کے اکابرینِ شہر میں ایک ممتاز حیثیت رکھتے تھے۔ وہ عالم و فاضل تھے اور ایک مُدت تک صدر الصدور رہے اور اس سے سبک دوش ہونے کے بعد بدایوں میں آنریری مجسٹریٹ بنائے گئے۔ وہ چھے بھائیوں میں سب سے بڑے تھے اور اُن سے چھوٹے مولوی علی بخش خاں شررؔ تھے۔ یہ سب بھائی محلہ سوتھہ میں آباد رہے۔ وہیں اپنے گھر کے سامنے اُنھوں نے ایک مسجد تعمیر کرائی۔ اُس مسجد کے دالان کے درمیانی در کے اوپر نصب پتھر پر یہ اشعار کندہ ہیں ؂

محمد بخش ایں مسجد بنا کرد — بفضلِ خالقِ شاہنشۂ خلق
سرانجامش زحامد بخش گردید — جبیں بسائیندہ قدسی ہمۂ خلق
علی بخش شررؔ تاریخ بنوشت — بناشد کعبۂ مسجدہ گہ خلق

۱۲۸۱ ہجری

ہمارے پردادا کی اکلوتی اولاد ہمارے دادا مولوی حامد بخش تھے۔ اُنھوں نے اپنی خاندانی حیثیت کو استحکام بخشا۔ صدر الصدور کے عہدے پر فائز رہے، خان بہادر کا خطاب پایا، میونسپل بورڈ بدایوں کے وائس چیئرمین بنے جبکہ حاکمِ ضلع چیئرمین ہوا کرتا تھا اور آنریری مجسٹریٹ بھی رہے۔ وہ ایک رئیس، عالم اور شاعر تھے۔ اُن کی بالغ نظری کا اندازہ اِس طور بھی ہوتا ہے کہ اُنھوں نے ایک فلور مِل، قائم کی تھی جو شہر اور اس کے نواح میں اپنی نوعیت کی پہلی کوشش تھی، لیکن ۱۹۰۶ء میں اُن کی ناگہانی وفات نے اُسے اپنے آغاز ہی میں ختم کردیا۔ وہ سوتھہ محلہ میں حضرت سرخ شہید کی زیارت کی حریم میں اسٹیشن سے آنے والی سڑک کی جانب مدفون ہیں۔ برابر ہی ہماری دادی کی قبر ہے۔ ان کا نعتیہ اور منقبتیہ کلام بھی خوب مقبول ہوا اور خاندانی ورثے کا گراں قدر سرمایہ قرار پایا۔ حصولِ آزادی اور خاتمۂ زمینداری کے ساتھ ساتھ خاندان کا شیرازہ

بوجوہ منتشر ہوا اور انحطاط کا شکار بھی۔ کلامِ حامدؔ بھی حوادث کی زد میں آکر تقریباً ناپید ہوگیا۔
ایک عرصے سے اِس محرومی کا احساس دامن گیر تھا۔ اِدھر متعدد عزیزانِ گرامی نے بھی اِس طرف توجہ دلائی بالخصوص تارکانِ وطن نے۔ قسمت نے یوں یاوری کی کہ برادرم محمد طیب بخش نے کلام کے نسخے فراہم کر دیئے، لائق شاگرد محمد اظہر فریدی نے شوقیہ طور پر خود کتابت کی اور طباعت کی ذمہ داری بھی قبول کر لی اور برادرِ محترم پروفیسر آلِ احمد سرورؔ نے اس نیک کام کو انجام دینے کے لئے نہ صرف حوصلہ افزائی فرمائی بلکہ 'پیشِ لفظ' سے بھی نوازا۔ اِس طور کلامِ حامدؔ کو مرتب کرنے کی سعادت میرے نصیب میں آئی۔ کلامِ حامد جس قدر اور جس صورت میں دستیاب ہوا، اسی طرح بلا تخفیف و ترمیم شائع کیا جا رہا ہے۔ البتہ قدیم اِملا کو حسبِ ضرورت بدل دیا گیا ہے تاکہ آج کے قاری کو کوئی دشواری نہ ہو۔
یہ روح پرور تحفہ اعزاء و احباب کی خدمت میں پیش ہے۔ خدا اس کی برکت سے ہمیں اپنے اسلاف کی پاکیزہ عادات اور نیک روایات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

عبد اللہ ولی بخش قادری

یکم اپریل ۱۹۸۹ء

۴۴۔ اے، اوکھلا، ڈاکخانہ جامعہ نگر،
نئی دِلّی ۲۵۔۱۱۰۰

پیشِ لفظ

اپنے اسلاف کے کارناموں کو یاد رکھنا، اُن کے چراغ سے چراغ جلانا، اُن کے فکر و فن، علم و حکمت کا جائزہ لینا اور اُس کی قدر و قیمت متعیّن کرنا، اخلاف کے لئے ضروری ہے۔ یہ نہ ہو تو زندگی کے تسلسل، علم و ادب کے ارتقا، تہذیب کی خوب سے خوب تر کی جستجو کا عرفان نہ ہو، ماضی کا احساس نہ ہو تو حال کے آشوب میں اپنی شناخت نہ ہو سکے۔ میں ماضی پرستی کی بات نہیں کر رہا ہوں، ماضی کے احساس اور عرفان کی بات کر رہا ہوں۔

مدینۃ الاولیاء بدایوں ایک تاریخی شہر ہے۔ صدیوں سے یہاں کے علماء، صوفیائے کرام، مشائخ، سلاطین، ادیبوں اور شاعروں نے لیلائے زیست کے گیسو سنوارے ہیں۔ فکر کی بلندی، فقر کی مستی، رشد و ہدایات کی جلوہ سامانی، عشق کی تازہ کاری اور لالہ کاری سبھی کا یہاں ایک جلوۂ صد رنگ ہے۔ یہاں کا قدیم نام بودھا مؤ، گوتم بدھ کے ایک چیلے کی یاد دلاتا ہے۔ قطب الدین ایبک کا جانشین شمس الدین التمش بدایوں کا گورنر رہا تھا اور اُسی نے یہاں ایک جامع مسجد تعمیر کی تھی جو آج بھی مسجد شمسی کے نام سے مشہور ہے۔ کئی سید سلاطین یہاں کی خاک میں ابدی نیند سو رہے ہیں۔ حضرت نظام الدین اولیاء کا وطن بدایوں تھا۔ بچپن میں وہ دہلی چلے گئے اور دہلوی کہلائے۔ حسن سنجری (حضرت امیر خسرو کے ہم عصر) سلطان جی (حضرت خواجہ حسن شیخ شاہی) حضرت بدر الدین شاہ ولایت، مُلا عبد القادر، ظہور اللہ خاں نوا، مذاق میاں (مولانا شاہ دلدار علی) بے خود بدایونی، فانی بدایونی غرض کتنی ہی بجلیاں اس برسے ہوئے بادل میں آسودہ ہیں۔ حالی کا یہ شعر دہلی پر ہی نہیں بدایوں پر بھی صادق آتا ہے ؎

چپے چپے پہ ہیں یاں گوہرِ یکتا تہِ خاک
دفن ہوگا کہیں اتنا نہ خزانہ ہرگز

مجھے خوشی ہے کہ برادرِ عزیز عبد اللہ ولی بخش قادری، استاد شعبہ تعلیم جامعہ ملیہ اسلامیہ دہلی

نے اپنے دادا اور میرے نانا مولوی حامد بخش حامد کے نعتیہ و منقبتیہ کلام کو دوبارہ شائع کرنے کا ڈول ڈالا ہے۔ یہاں اپنے خاندان کے متعلق چند اشارے بے محل نہ ہوں گے۔ مولوی محمد بخش اور اُن کے بھائی مولوی علی بخش شررؔ دونوں سر سید کی طرح صدر الصدور رہے تھے۔ حیاتِ جاوید میں محمد بخش کی طرف بھی اشارہ ملتا ہے۔ مولوی علی بخش شرر تو سر سید کے ایک مخالف کی حیثیت سے بہت مشہور ہوئے۔ آپ کے والد مولوی سلطان بخش کے چھ لڑکے تھے۔ محمد بخش، علی بخش، احمد بخش، محمود بخش، نثار بخش اور سعید بخش۔ محمد بخش کے لڑکے حامد بخش تھے۔ بچپن میں میں نے سُنا تھا کہ مولوی علی بخش شررؔ پہلے عشقیہ شاعری کرتے تھے۔ اپنے پیر و مرشد کے کہنے سے انھوں نے اپنا عشقیہ دیوان رد کر دیا اور بعد میں نعتیہ شاعری کی۔ مجھے علی بخش شررؔ کی ایک بیاض اُن کے کاغذات میں ملی تھی جس میں تقریباً اسّی شعرا کے کلام کا انتخاب تھا۔ مولانا آزاد لائبریری کے مخطوطات کے ذخیرے میں اُن کے عشقیہ اور نعتیہ کلام کا ایک مخطوطہ بھی ملا ہے۔ ان دونوں کی اشاعت زیرِ غور ہے۔ مولوی حامد بخش حامدؔ کے نعتیہ کلام کے غالباً چار دیوان شایع ہوئے تھے اور ایک چھوٹا سا دیوان صنعتِ غیر منقوط میں اُس کے علاوہ تھا۔ انھیں اپنے چچا مولوی علی بخش خاں شررؔ سے شرفِ تلمذ حاصل تھا۔ ہمارے گھر میں میلاد کی محفلوں میں اس نعتیہ کلام کے اکثر اجزا پڑھے جاتے تھے اور ہم لوگ بیت بازی میں بھی ان کے اشعار کو کام میں لاتے تھے۔ مولوی محمد بخش اور ان کے بھائی مولوی علی بخش نے تو سرکاری ملازمت کی مگر مولوی حامد بخش نے کوئی ملازمت نہیں کی۔ وہ شہر کے ایک ممتاز رئیس تھے اور ان کی اچھی خاصی زمینداری تھی۔ اس زمانہ میں ضلع کا کلکٹر میونسپل بورڈ کا چیرمین ہوتا تھا مگر وائس چیرمین کوئی ممتاز شہری ہوتا۔ مولوی حامد بخش بھی میونسپل بورڈ کے وائس چیرمین رہے تھے۔ مولوی حامد بخش کے پانچ لڑکے اور چار لڑکیاں تھیں۔ بڑے لڑکے مولوی وحید بخش میونسپل بورڈ کے چیرمین بھی رہے۔ یہ بڑے طنطنے کے آدمی تھے۔ دوسرے لڑکے مولوی سمیع بخش کا انتقال کوئی چالیس سال کی عمر میں ہو گیا۔ تیسرے مولوی قوی بخش تھے جو عبد اللہ ولی بخش قادری کے والد تھے۔ چوتھے مولوی پیغمبر بخش جو ڈپٹی کلکٹر تھے اور پانچویں مولوی ابراہیم بخش جو حافظِ قرآن تھے۔ مولوی حامد بخش کی چوتھی

اور سب سے چھوٹی صاحبزادی میری والدہ تھیں۔

نعتیہ کلام کی ایک روایت تھی اور بدایوں میں اس روایت کو خاصا فروغ ہوا۔ بدایوں کے شرفا کے اکثر خاندان یا تو مارہرے کے قادری سلسلے میں بیعت تھے یا مولوی فضلِ رسولؒ کے سلسلے میں۔ یہاں علاوہ ربیع الاوّل کی محفلوں کے اولیائے دین اور صوفیائے کرام کے عرس بھی ہوتے رہتے تھے۔ ان عرسوں میں اکثر شعرا اپنا تازہ نعتیہ کلام یا منقبت سناتے تھے۔ نعت میں قصائد بھی لکھے جاتے تھے اور غزلیں بھی۔ تاریخ گوئی کا بھی خاصا رواج تھا چنانچہ شہر میں جب کوئی واقعہ ہوتا اس کو کسی تاریخ کے ذریعے محفوظ کر لیا جاتا۔ مزاحیہ شاعری کا بھی رواج تھا۔ چنانچہ قاضی ٹولے کے ایک شاعر علی حاتم اس سلسلے میں خاصے مشہور تھے۔

بدایوں میں نعتیہ شاعری کے معیار کا اندازہ لگانے کے لئے مفتی اکرام احمد لطف کا یہ شعر کافی ہے جو اقبال کی زمین میں ہے ؎

رُخِ مصطفےٰؐ ہے وہ آئینہ کہ اب ایسا دوسرا آئینہ
نہ ہماری بزمِ خیال میں، نہ دکانِ آئینہ ساز میں

مجھے یقین ہے کہ حامد بدایونی کے نعتیہ و منقبتیہ کلام کی اس اشاعت کا ادبی حلقوں میں قرار واقعی خیر مقدم کیا جائے گا۔ عقیدت اور محبت کے یہ پھول آج بھی ہمارے لئے وہ خوشبو رکھتے ہیں جو سدا بہار ہے۔ عبداللہ ولی بخش قادری ہم سب کے شکریے کے مستحق ہیں کہ انھوں نے بزرگوں کی اس یادگار کو وقت کے ہاتھوں محو ہونے سے بچا لیا۔ نعتیہ و منقبتیہ شاعری کی روایت میں یہ کلام ایک خوشگوار اضافہ کہا جا سکتا ہے۔

آلِ احمد سرور

سرسید نگر، علی گڑھ
۲۲ر فروری ۱۹۸۹ء

گلزارِ حامد۔ اصل و فرع

بدایوں میں ہمارے شجرۂ نسب ملّا عبداللہ مکی رح سے شروع ہوتا ہے وہ حضرت ابوبکر صدیق رض کی ساتویں پشت میں تھے اور ۶۱۶ھ ہجری میں مکہ معظمہ سے ہجرت کر کے بدایوں آئے تھے۔ آپ نے جس جگہ سکونت اختیار کی تھی وہ "سرائے ملّا" مشہور ہوئی۔ آج بھی وہ جگہ "ملّا سرائے" ہی کہلاتی ہے اور ہمارے آبائی قبرستان کی حیثیت رکھتی ہے۔ انھوں نے ۱۷ رجب ۶۲۷ھ ہجری کو وصال فرمایا۔ وہ شیخ احمد خیاط رح کے جوار میں مدفون ہیں۔ ان کی آٹھویں پشت میں شیخ شمس الدین جھجھار خاں بعہد شہنشاہ اکبر مقربانِ شاہی میں تھے۔ انھوں نے ۹۵۰ھ ہجری میں دگنبد ملّا سرائے "تعمیر کرایا جو آج بھی موجود ہے۔ یہ چار بھائی تھے ان کے تیسرے بھائی شیخ ابو محمد کی چھٹی پشت میں شیخ اکرام اللہ محشر ہوئے جنھوں نے ۱۲۲۷ھ ہجری میں انتقال فرمایا۔ آپ مشاہیر وقت میں سے تھے۔ آپ کی منقبتِ غوثِ پاک رح بہت مقبول ہوئی جس کے اشعار یہ ہیں جو اکثر بزرگوں سے بارہا سنے ہیں۔

غوثِ اعظم بمنِ بے سر و ساماں مددے ۔۔۔ قبلۂ دیں مددے، کعبۂ ایماں مددے
ما گدایم و تو سلطانِ دو عالم ہستی ۔۔۔ از تو داریم طمع، یا شہِ جیلاں مددے
انتظارِ کرم تست۔ بحشر مارا ۔۔۔ اے خدا جوئے و خدا بین و خدا داں مددے

آپ کے اہلِ خاندان نے ۱۸۵۷ھ کی جنگِ آزادی میں نمایاں حصہ لیا۔ اُن کے بھتیجے شیخ نبی بخش اور اُن کے صاحبزادگان شیخ فیض بخش اور شیخ ظہور بخش کو بغاوت کے جُرم میں پھانسی دی گئی مگر بڑے بھتیجے شیخ سلطان بخش کو کبر سِنی کی بنا پر معاف کر دیا گیا جن کا انتقال ۱۲۲۷ھ ہجری میں ہوا یہی ہمارے مورثِ اعلیٰ ہیں۔ ان کے چھ بیٹے تھے۔ سب سے بڑے ہمارے پردادا

مولوی محمد بخش اور ان کے پانچ بھائی بترتیب مولوی علی بخش خاں شررؔ، مولوی محمود بخش مولوی ممتاز بخش، مولوی احمد بخش اور مولوی سعید بخش۔ یہ سب ممتاز حیثیت کے مالک تھے، پہلے تین صدر الصدور بھی رہے۔ ان سب نے 'سوتھ محلہ' میں سکونت اختیار کی۔ مولوی محمد بخش کی اکلوتی اولاد ہمارے دادا مولوی حامد بخش تھے۔ اُن کے پانچ بیٹے ہوئے اور چار بیٹیاں۔

(۱) مولوی وحید بخش

ایک مدت تک میونسپل بورڈ بدایوں کے چیئرمین رہے۔ آنریری مجسٹریٹ تھے۔ 'خان بہادر' کا خطاب پایا۔ اپنی جوانی میں پولو کے اچھے کھلاڑی رہے تھے۔ بڑی وجیہہ اور پروقار شخصیت کے مالک تھے۔ ۱۹۴۱ء میں انتقال فرمایا۔ حضرت فرخ شہید صاحبؒ کی حریم واقع سوتھہ محلہ میں مدفون ہیں۔ ان کے پانچ بیٹے ہوئے:

۱۔ قیوم بخش:— وکیل تھے۔ حافظہ بہت اچھا تھا۔ اکثر و بیشتر نعتیہ اور منقبتیہ اشعار وردِ زبان رہتے تھے۔ ان کی شادی تسکین فاطمہ بنت مولوی غفور بخش سے ہوئی تھی۔ قیوم بھائی اپنے والد کے برابر مدفون ہیں۔ انھوں نے اپنی ایک ہی اولاد یادگار چھوڑی،

رفیع بخش:— وہ مقامی اسلامیہ انٹر کالج میں لکچرر تھے۔ اُن کی شادی نعیمہ خاتون (بنت مولوی معتبر علی صدیقی مولوی ٹولہ بدایوں سے ہوئی۔ وہ ۲۷ر نومبر ۱۹۸۴ء کو وفات پا گئے اور اپنے دادا اور والد کے قرب میں مدفون ہوئے۔ اُن کے بہاریہ کلام کا مجموعہ 'لفظ د بیان'، اور نعت و منقبت کا مجموعہ 'ماہ و نجوم' ہے۔ ان کی یادگار ایک بیٹی شہناز (زوجہ محمد بخش) اور چار بیٹے عزیز رفیع (انجینئر) علی رفیع (ڈاکٹر) وارث رفیع (انجینئر)

اور ملک رفیع (انجینیر) ہیں۔ علی رفیع کی شادی فرح بنت طیب بخش سے ہوئی ہے۔

۲۔ حمید بخش :- وہ محمد میاں کہلاتے تھے۔ خوش دل اور ملنسار تھے۔ شکار کا شوق تھا۔ رام کولا شگر ملز (اتر پردیش) میں ملازم رہے۔ وہیں انتقال فرمایا۔ ان کی وفات کے کچھ عرصے بعد جملہ اہل خانہ کراچی چلے گئے۔ اُن کے بڑے بیٹے امین بخش سب ڈویژنل ایجوکیشن آفیسر ہیں۔ اُن کی شادی اسماء خاتون (بنت فخر الحسن عباسی بدایونی) سے ہوئی ہے۔ اُن کی پانچ لڑکیاں اور دو لڑکے ارشد امین اور فراز امین ہیں۔ دو بیٹیوں کی شادی ہو گئی ہے۔ چھوٹے بیٹے معید بخش (سرکاری ملازم) کی شادی رضیہ خاتون بنت رضوان بخش سے ہوئی ہے۔ اُن کے ایک بیٹی اور دو بیٹے عادل معید اور ضیاء معید ہیں۔ بھائی محمد میاں کی بڑی بیٹی نور جہاں (زوجہ محمد احمد بدایونی) اور چھوٹی بیٹی نعیمہ (زوجہ محمد اختر قادری بدایونی) بھی کراچی میں رہتی ہیں۔ ان کی تین بیٹیاں اور ایک بیٹا ہے۔ دو بیٹیاں شادی شدہ ہیں۔ چند سال ہوئے تو مجھلی بیٹی حمیرہ (زوجہ عبدالرشید صدیقی بدایونی) کا انتقال ہو گیا۔ ان کی یادگار تین بیٹے اور دو بیٹیاں ہیں۔ بڑے بیٹے کی شادی نعیمہ کی بیٹی سے ہوئی ہے۔ دو سال ہوئے کہ بھائی محمد میاں کی اہلیہ عزیزہ بیگم (بنت مولوی سمیع بخش) بھی وفات پا گئیں۔

۳۔ فرید بخش :- ایم۔ اے۔ اور زود گو شاعر۔ حصول آزادی کے کچھ عرصے بعد والدہ اور دونوں چھوٹے بھائیوں کے ہمراہ کراچی منتقل ہو گئے۔ ان کی بیوی ہماری پھوپھی زاد بہن نعیم بنت مولوی اکرم احمد ہیں۔ ان کے چار بیٹے ہیں۔ سلیم فرید، اسلم فرید

مسلم فرید، ناصر فرید اور دو بیٹیاں رعنا اور فرزانہ۔ سلیم میاں کی شادی عتیق بھائی کی نواسی (نائلہ کی بیٹی) سے ہوئی ہے۔ اُن کے دو بیٹے سعد سلیم اور فہد سلیم ہیں۔ مسلم فرید کی شادی اشرف میاں کی بیٹی غزالہ سے ہوئی ہے۔ رعنا کی شادی افتخار احمد (ابن شکور حسین بدایونی) سے ہوئی ہے اور فرزانہ کی اشرف میاں کے بیٹے عبداللہ محمود سے۔

۴- رشید بخش :- سائنسداں ہیں۔ اُن کی بیوی عتیق بھائی کی مجھلی صاحبزادی سلمہ ہیں۔ اُن کے ایک بیٹا طاہر رشید ہے۔ اور پانچ بیٹیاں۔ اُن کی ایک بیٹی ثمینہ کی شادی افضال بھائی کے بیٹے انوار حسین قادری سے ہوئی ہے۔ دیگر کے نام روبینہ (شادی شدہ) روما، کرن، جویریہ (زیر تعلیم) ہیں۔

۵- احید بخش :- بینک کی ملازمت سے وابستہ ہیں۔ ان کی بیوی جناب اکبر الدین بدایونی کی صاحبزادی ہیں۔ اُن کے ایک بیٹی عائشہ ہے اور پانچ لڑکے قیصر احید، راشد احید، ظفر احید، بلال احید اور علی احید۔

(۲) مولوی سمیع بخش

اُنھوں نے چالیس سال سے بھی کم عمر میں انتقال فرمایا۔ اپنی یادگار دو بیٹے اور چار بیٹیاں چھوڑیں۔

۱- عثمان بخش :- تقریبًا والد کے ہی برابر عمر پائی۔ اُن کی شادی ہماری پھوپھی زاد بہن تطہیر فاطمہ (بنت مولوی کرم احمد) سے ہوئی تھی۔ یادگار ایک بیٹی مریم خاتون (زوجہ ڈاکٹر افضال حسین قادری) ہیں جو کراچی میں رہتی ہیں۔

۲- فاروق بخش :- اپنے بچوں کی تعلیم کے سلسلہ میں علی گڑھ منتقل ہو گئے تھے۔ تین سال گزرے کہ انتقال فرما گئے۔ ہم انھیں "بھیا" کہتے تھے۔ انھوں نے اپنی زندگی سلامت روی سے گزاری اور اپنی وضع پر قائم رہے۔

بھابی (ازائرہ خاتون بنت رحمان بخش قادری) علی گڑھ میں رہتی ہیں۔ بھیا کے بڑے بیٹے ڈاکٹر عمر فاروق فیض عام ڈگری کالج شاہجہاں پور میں کیمسٹری پڑھاتے ہیں ان کے تین بیٹیاں ہیں۔ چھوٹے بیٹے طارق فاروق نے ہندوستان اور ہندوستان سے باہر ممالک میں اعلیٰ تعلیم حاصل کی ہے اور بیرونی ممالک میں ہی برسرِ روزگار رہتے ہیں۔ ان کے تین بیٹے ہیں فیصل، فراز اور یوسف۔ بھیا کی دو بیٹیاں ہیں۔ عذرہ خاتون اور نوشابہ خاتون۔ عذرہ اپنے شوہر ڈاکٹر شوکت وارثی کے ہمراہ ریاض میں مقیم ہیں جو شاہ سعود یونیورسٹی میں ریاضی کے پروفیسر ہیں۔ اُن کے ایک بیٹی ہے سعدیہ اور ایک بیٹا عزالی۔ نوشابہ کے شوہر مسعود علی، مسلم یونیورسٹی علی گڑھ میں انجینیر ہیں۔ اُن کی بچیوں کے نام افشاں، فرحانہ اور عمرانہ ہیں۔

بیٹیاں ـــ: مجھلے تاؤ کی چار بیٹیوں میں سے سب سے چھوٹی کا کم عمری میں انتقال ہو گیا تھا۔ اُس سے بڑی بیٹی خورشیدہ خاتون کی شادی ڈاکٹر افضال حسین قادری سے ہوئی وہ عین جوانی میں وفات پاگئیں۔ سب سے بڑی عزیزہ خاتون تھیں اور مجھلی بیٹی میری بڑی بھابی تمیزہ خاتون ہیں

(۳) مولوی محمد قوی بخش

تاریخ پیدائش ۱۳۰۲ھ ہے۔ ۱۹۰۸ء میں یونیورسٹی آف الٰہ آباد سے اسپیشل ورناکلر اگزامینیشن میں کامیابی حاصل کی تھی۔ اُردو اور فارسی کی اچھی استعداد رکھتے تھے اور انگریزی داں تھے۔ وہ خاندان اور حلقۂ احباب میں ایک منتظم اور منصف کی سی حیثیت رکھتے تھے۔ ایک عرصے تک مقامی اسلامیہ انٹر کالج کے منیجر اور اعزازی سکریٹری رہے۔ اُن ہی کے دور میں وہ انٹر کالج بنا۔ میں نے انھیں ایک عابد، زاہد شخصیت پایا۔ ۱۷ اپریل ۱۹۵۲ء ان کا دستِ شفقت ہمارے سر سے

اٹھ گیا۔ ملّا سرائے، میں چبوترے پر مدفون ہیں۔ انھوں نے چار بیٹے اور دو بیٹیاں اپنی یادگار چھوڑے۔

۱۔ غنی بخش ـــــ: 'بڑے بھائی' نے انٹرمیجیٹ تک تعلیم حاصل کی۔ مجھلے تاؤ کی مجھلی بیٹی تمیزہ خاتون سے شادی ہوئی۔ کئی بچے ہوئے مگر شیر خوارگی کے عہد میں ہی فوت ہو گئے۔ پرتاب پور شکر فیکٹری میرواد (اترپردیش) سے بحیثیت 'ویہمنٹ آفیسر' سبک دوش ہونے کے بعد کچھ مدّت بدایوں میں مقیم رہے، پھر ۱۹۶۹ء میں کراچی چلے گئے اور وہیں ۱۹۷۶ء کے آغاز پر انتقال فرمایا۔ بڑی بھابی وہیں حمید میاں کے پاس رہتی ہیں۔

۲۔ وصی بخش ـــــ: آگرہ یونیورسٹی سے بی۔ اے، ایل۔ ایل۔ بی کیا۔ کچھ عرصہ وکالت کی، پھر الٰہ آباد میں کورٹ آف وارڈس کے 'لامنصرم' رہے۔ اور اس کے بعد راشنگ کے محکمے سے وابستہ ہوئے۔ اُن کی شادی ہماری پھوپھی زاد بہن تصویر فاطمہ (بنتِ کرم احمد) سے ہوئی۔ مجھلی بھابی کا حافظہ بہت اچھا تھا اور کتب بینی کی دلدادہ تھیں۔ انھوں نے ۲۱ مئی ۱۹۶۶ء کو بدایوں میں وفات پائی اور مجھلے بھائی نے ۸ اکتوبر ۱۹۷۹ء کو علی گڑھ میں انتقال فرمایا۔ اُن کے بڑے بیٹے جلیل بخش نے لائبریری سائنس کا ڈپلوما حاصل کیا ہے اور مولانا آزاد لائبریری، مسلم یونیورسٹی علی گڑھ سے وابستہ ہیں۔ اُن کی شادی سید معین الدین مارہروی کی بیٹی فرزانہ سے ہوئی ہے۔ ایک بیٹی غزالہ اور دو بیٹے عدنان اور فرمان ہیں۔ ہمارے چھوٹے بھتیجے ہارون بخش نے بی۔ کام کی ڈگری حاصل کی ہے۔ اور علی گڑھ میں ایک پرائیویٹ فرم میں اکاؤنٹنٹ ہیں۔ اُن کی شادی ہماری بھانجی شگفتہ (سید احمد بدایونی) سے ہوئی ہے۔ اور ایک تین سال کی بیٹی ارم ہے۔ اُن کے مجھلے بیٹے خلیل بخش شعروشاعری

کے دلدادہ ، ایک 'مردِ آزاد' ہیں۔ ہماری ایک بھتیجی عابدہ خاتون کا عین جوانی میں انتقال ہوگیا (زوجہ محمد نسیم شمسی) اس کی ایک بیٹی 'ہما' یادگار ہے۔ بڑی بھتیجی زہرہ خاتون (زوجہ محمد انوار فرشوری ساکن بدایوں ، ہیڈ ٹی۔ ای ریلوے) ہیں۔ ان کے چار فرزند ہیں محمد سہیل فرشوری ، منظر انور ، مظہر انور اور فوزی مجھلی بھتیجی ریحانہ خاتون (زوجہ شفیق الحسن قادری ، ساکن بدایوں ، مشغلہ کاروبار) ہیں اس کے تین بیٹیاں ہیں ، فاطمہ خاتون ، ثریا خاتون عارفہ خاتون اور دو بیٹے ہیں خلیق الحسن اور دانش۔ چھوٹی بھتیجی رقیہ خاتون ہیں (زوجہ حسیب احمد صدیقی ، ساکن بدایوں ، وابستہ انتظامی اسٹاف ، جامعہ ملیہ اسلامیہ دہلی)

۳۔ رضی بخش —— : انھوں نے اسکول کی سطح کی تعلیم تک مکمل نہیں کی اور کچھ عرصہ تکنیکی کام سیکھنے میں لگایا مگر آنکھوں کی خرابی کی وجہ سے اسے بھی چھوڑنا پڑا اور زمینداری کا کام سنبھالا۔ میں نے اپنے ہوش میں انھیں گھر کا مہتمم پایا۔ والد صاحب کے انتقال کے بعد گھر کا شیرازہ بکھر گیا اور انھیں فکر معاش علی گڑھ لے گئی۔ ہماری چھوٹی بھابی خدیجہ خاتون (بنت مولوی انعام رسول ، سید باڑہ بدایوں) اور 'بھائی صاحب' نے میری اور دونوں چھوٹی بہنوں کی تربیت کا پورا حق ادا کیا۔ چھوٹی بھابی بڑی سلیقہ مند خاتون تھیں۔ ۲۱ر دسمبر ۱۹۷۳ء کو علی گڑھ میں بھائی صاحب نے داغِ مفارقت دیا۔ اور یکم جنوری ۱۹۸۲ء کو چھوٹی بھابی نے آگرہ میں وفات پائی۔ ہمارے چار بھتیجے ہیں۔ محی بخش ایگزیکٹو انجینئر ہیں۔ اُن کی شادی شہناز (بنتِ رفیع بخش) سے ہوئی ہے۔ اُن کے ثمینہ اور عمران دو بچے ہیں۔ عاصم بخش (آگرہ جل نگم) میں اکاؤنٹنٹ

ہیں اور وہیں ان کی شادی مُجیحہ (بنت ایم۔ ایچ۔ اے عثمانی) سے ہوئی ہے۔ شبول اور حناد و بچے ہیں۔ محمد ہاشم نے ہوٹل ڈپلوما حاصل کیا ہے۔ اور راج نواس لکھنؤ سے وابستہ ہیں۔ ان کی شادی اپنی خالہ زاد بہن کی بیٹی ثریا سے ہوئی ہے۔ سب سے چھوٹے بیٹے محمد سالم انٹرمیجیٹ کے طالب علم ہیں۔

۴۔ عبداللہ ولی بخش:۔ ۸ رجون ۱۹۲۷ء تاریخ پیدائش مطابق ہائی اسکول سرٹیفکیٹ ایم۔ اے (فلسفہ) ایم۔ ایڈ، الٰہ آباد یونیورسٹی سے کیا۔ ۱۹۵۲ء میں شگیمہ (بنت مولوی معتبر علی صدیقی) رفیقہ حیات ملیں۔ پانچ سال مجیدیہ اسلامیہ کالج الٰہ آباد میں استاد رہنے کے بعد ۱۹۵۳ء میں جامعہ ملیہ اسلامیہ دِلّی سے وابستہ ہوا اور ۱۹۸۷ء میں بحیثیت ریڈر، فیکلٹی تعلیم سبک دوش ہوا لیکن توسیع ملازمت ہوگئی ہے۔ تصنیف و تالیف مشغلہ ہے۔ مجھے بڑے بھائی نے بیٹا گردانا، مجھلے بھائی کے زیر سرپرستی اعلیٰ تعلیم حاصل کی اور اسکول کا زمانہ 'بھائی صاحب' کی نگاہ داشت میں گزرا۔ میری تعلیم و تربیت میں تینوں بھائیوں اور بھابیوں کا بڑا ہاتھ رہا ہے۔ میرے دو بیٹے ہیں۔ شعیب عبداللہ۔ تاریخ پیدائش ۹ رمئی ۱۹۵۳ء (پی۔ ایچ ڈی فزکس، لکچرر مسلم یونیورسٹی علی گڑھ) اور حسن عبداللہ تاریخ پیدائش ۱۶ رجون ۱۹۵۹ء (انجینئر، وابستہ مرکزی وزارت آبی وسائل)۔ ان دونوں کے درمیان بیٹی ہے رخسانہ۔ تاریخ پیدائش ۱۵ رجون ۱۹۵۷ء۔ (بی۔ ایس سی ہوم سائنس۔ بی۔ ایڈ۔ اُس کی شادی ۴ ر مارچ ۱۹۷۹ء کو ہوئی رزوجہ سید محمد افضل نقوی، انچارج ٹریک یونٹ، آل انڈیا ریڈیو وطن سہسوان بدایوں)۔ میرے دو نواسے ہیں فیضان (تاریخ پیدائش

۲ر جنوری ۱۹۸۰ء) اور فرحان (تاریخ پیدائش ۲ر نومبر ۱۹۸۳ء)
اور ایک نواسی سعدیہ (تاریخ پیدائش ۱۵ر مئی ۱۹۸۶ء)۔

بیٹیاں :— ہماری بہنوں میں بڑی بہن امینہ خاتون ہیں۔ ان کے شوہر سید احمد (سوتھ محلہ بدایوں) ریلوے میں ملازم تھے۔ دو سال ہوئے انتقال فرما گئے۔ اُن کے بچوں اور بچیوں کے نام ہیں۔ تسیم احمد بی۔ ایس سی۔ بی۔ ایڈ۔ (شادی شدہ۔ تین بچیاں ہیں) علیم احمد (استاد، مدرسہ شمس العلوم بدایوں) فہیم احمد (بی۔ اے) سرفراز احمد، سلیم احمد اور ندیم احمد (زیر تعلیم۔ سہیلہ انجم (زوجہ سید حسن، محلہ سوتھ بدایوں، دو بیٹے اور تین بیٹیاں) شگفتہ انجم (زوجہ ہارون بخش۔ ایک بچی ارم) سعدیہ انجم (زوجہ امتیاز الحسن، لاہور۔ ایک بچی حرا) نکہت اور زینت۔
چھوٹی بہن مغنیہ خاتون ہیں۔ اُن کے شوہر بدر الحسن اختر بدایونی ساکن لاہور ہیں۔ وہ بینک منیجر کے عہدے سے ابھی حال ہی میں سبک دوش ہوئے ہیں۔ دو بیٹے ہیں: امتیاز الحسن، (قومی سطح کے باسکٹ بال کھلاڑی پولس افسر) اور شہود الحسن (زیر تعلیم)۔ ایک بیٹی ہے تہمینہ اختر (زیر تعلیم)

(۲) مولوی پیغمبر بخش

بدایوں کے پہلے دور کے گریجویٹ تھے۔ ڈپٹی کلکٹر بنائے گئے۔ تمام عمر سلامت روی کے ساتھ نہایت پاک صاف زندگی گزاری۔ عبادت گزار ہمیشہ رہے لیکن رٹائرمنٹ کے بعد علوم دینی سے شغف بڑھ گیا تھا ملاسرائے میں مدفون ہیں۔ ان کے بڑے بیٹے عتیق بخش حصولِ آزادی کے بعد اپنے اہل وعیال کے ساتھ کراچی چلے گئے تھے۔ ان کی شادی مولوی کاظم الدین (سوتھ بدایوں) کی بیٹی سے ہوئی تھی۔ ان کی یادگار تین بیٹیاں ہیں نائلہ، سلمہ اور سلیمہ۔ تینوں کی شادی ہو گئی ہے۔
مجھلے بیٹے عبدالرحمان محمد بخش (عرف نصیر میاں) لاہور میں رہتے ہیں

ابھی حال ہی میں موسمیات کے محکمے سے بحیثیت ایک افسر سبکدوش ہوئے ہیں۔ ان کی شادی وہیں ہوئی ہے۔ ایک لڑکی ثمینہ اور دو لڑکے محمد عمران اور محمد سلمان ہیں۔ چھوٹے بیٹے عبدالقدوس حامد بخش (بی۔اے۔بی۔ایڈ) ہیں۔ وہ شادی شدہ ہیں اور لکھنؤ میں رہتے ہیں۔

بیٹیاں ــــ : بڑی بیٹی قطورہ خاتون اپنے چھ بیٹوں تابش، آصف، نیرّ، صہیب حارث اور فروغ کے ساتھ لاہور میں رہتی ہیں۔ ان کے شوہر محمد مرغوب صدیقی مجیدی بدایونی، پاکستان کے نامور صحافی تھے۔ ان کی چھوٹی بہن رحمت کا دو سال ہوئے بدایوں میں انتقال ہو گیا۔ اس سے قبل مجھلی بہن صفورہ نے بدایوں ہی میں وفات پائی تھی۔

(۵) مولوی محمد ابراہیم بخش

حافظ قرآن تھے۔ انھوں نے شہید صاحب کی درگاہ کے اندر اپنے والدین کی قبروں کے متصل "مدرسہ ابراہیمیہ" قائم کیا تھا۔ وہاں بچوں کو قرآن پاک حفظ کراتے اور ان کی کفالت بھی کرتے۔ میں نے یہ روح پرور سماں دیکھا تھا کہ وہ مسجد محمد بخش میں تراویح پڑھاتے ہوتے اور پہلی صف میں بیشتر اُن کے شاگرد ہی ہوتے۔ حصولِ آزادی کے بعد وہ حیدرآباد سندھ چلے گئے اور وہیں اپنے چھوٹے بیٹے کے پاس انتقال فرمایا۔ "حافظ جی چچا" ایک اچھے شکاری تھے اور جوانی میں کسرت کا شوق رکھتے تھے۔ دو بیٹے ہوئے اور ایک بیٹی۔

اسحاق بخش ــــ : اسکول کی نچلی تعلیم کو خیرباد کہہ دیا۔ ان کی شادی زبیدہ خاتون (بنت مولوی معتبر علی صدیقی) سے ہوئی۔ چند سال ہوئے پہلے بھابی اور پھر اسحاق بھائی کا انتقال ہو گیا۔ ان کے چار لڑکے ہیں۔ اخلاق بخش (ایم۔اے اردو) اور شاہد بخش (ایم۔اے معاشیات) بدایوں میں برسر روزگار ہیں اور دونوں کی شادیاں ہو گئیں۔ برادرم مجتبیٰ بخش

سوختہ محلہ بدایوں کی صاحبزادیوں سے ہوئی ہے۔ شاہد میاں کے ایک بیٹی اور دو بیٹے ہیں۔ سلمان بخش اسکول کی سند کے بعد تجارت کی طرف مائل ہیں اور چھوٹے بیٹے مغیث بخش نے ایم۔ کام کی ڈگری حاصل کی ہے۔ ان کی بیٹی نصرت جہاں کی شادی ماسٹر عبدالقیوم متوطن سہسوان سے ہوئی ہے۔

مشہود بخش ـــ: اشرف میاں کہلاتے ہیں۔ ایک عرصہ حیدر آباد سندھ میں قیام کے بعد کراچی میں رہتے ہیں۔ دورانِ ملازمت اعلیٰ تعلیم حاصل کی اور آج کل ایک بڑی فرم میں ملازم ہیں ان کی شادی سیدہ خاتون دبنت مولوی شفیع احمد) سے ہوئی تھی۔ ان کا انتقال ہوگیا۔ اشرف میاں کے تین بیٹے ہیں: عبداللہ محمود، محمد علی عارف اور عبدالعلیم آصف۔ اور دو بیٹیاں ہیں فاطمہ اور غزالہ۔ محمود میاں کی شادی فرید میاں کی بیٹی فرزانہ سے ہوئی ہے اور فاطمہ کی شادی مولوی رضوان بخش کے صاحبزادے سے اور غزالہ کی شادی فرید میاں کے بیٹے مسلم فرید سے ہوئی۔ اشرف میاں حج بیت اللہ کی سعادت سے سرفراز ہیں۔

بیٹی ـــــ: خدیجہ نام ہے۔ اشرف میاں کے پاس رہتی ہیں۔ اور حج بیت اللہ کی سعادت سے بہرور ہیں۔

ہماری پھوپھیاں

بڑی پھوپھی ـــ: ہماری بڑی پھوپھی کی شادی مولوی زاور حسین سے ہوئی تھی۔ جو ہمارے دادا کے بھانجے تھے۔ وہ سپرنٹنڈنٹ سالٹ تھے۔ ٹیک دوش ہونے کے بعد سوختہ محلہ میں رہتے تھے۔ ہمارے بزرگوں میں وہ پہلے شخص تھے جنھیں میں نے انگریزی لباس اختیار کرتے پایا۔ بزرگ سنج طبیعت کے مالک تھے۔ ان کے دو بیٹے ہوئے

اور ایک بیٹی۔ بڑے بیٹے ابرار حسین قادری (استاد، شعبہ جغرافیہ، مسلم یونیورسٹی علی گڑھ) تھے۔ انھوں نے ۱۹۳۰ء میں حیاتِ شیخ شاہی تصنیف کی تھی۔ نیک طبیعت انسان تھے۔ علی گڑھ میں انتقال فرمایا۔ ان کے بڑے بیٹے اشفاق حسین قادری کراچی یونیورسٹی میں معاشیات کے پروفیسر اور ایک اہم شعبے کے سربراہ ہیں۔ ان کی شادی سلطانہ (بنت ڈاکٹر افضال حسین قادری) سے ہوئی ہے۔ دو لڑکے اور تین لڑکیاں ہیں۔ دوسرے بیٹے بدر قادری لاہور میں بیرسٹر تھے۔ چند ماہ قبل وفات پاگئے۔ اُن کی بیوی لیاقت صاحب کی صاحبزادی ہیں جو ان کے چچا کی سی حیثیت رکھتے تھے۔ اُن کے دو لڑکے اور ایک لڑکی ہے۔ ابرار صاحب کو ہم لوگ 'صالح بھائی' کہتے تھے۔ اُن کی صرف ایک بیٹی تھیں جن کا گذشتہ سال انتقال ہو گیا۔ کراچی میں رہتی تھیں۔ ان کا نام خدیجہ تھا۔ ان کی شادی سبط احمد ٹونک والا (قاضی ٹولہ بدایوں) سے ہوئی تھی۔ ہمارے بڑے پھوپھا کے چھوٹے بیٹے ڈاکٹر افضال حسین قادری تھے۔ انھوں نے کیمبرج یونیورسٹی سے ڈاکٹریٹ حاصل کی تھی اور مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کے شعبۂ حیوانیات میں ریڈر رہے۔ حصولِ آزادی کے بعد کراچی یونیورسٹی میں پروفیسر ہوئے۔ پاکستان کے عالمی شہرت رکھنے والے سائنس داں تھے۔ اس کے علاوہ ان کی حیثیت ایک اسلامی مفکر کی بھی تھی۔ وہ نعتیہ شاعری بھی کرتے تھے۔ ان کی پہلی شادی خورشیدہ بہن سے ہوئی تھی جنھوں نے جوانی میں انتقال فرمایا اور دو بیٹیاں سلطانہ اور خالدہ یادگار چھوڑیں۔ سلطانہ کا ذکر آچکا ہے۔ خالدہ کی شادی ہمایوں منظور (فرزند منظور حسین بیرسٹر وطن بدایوں) سے ہوئی جن کا جوانی میں انتقال ہو گیا۔ خالدہ کے دو بیٹے اور تین بیٹیاں ہیں۔ وہ کراچی میں رہتی ہیں۔ افضال بھائی کی دوسری شادی مریم خاتون سے ہوئی۔

اُن کے دو بیٹے ہیں جمال حسین تقوی اور انوار حسین کاظمی اور دو بیٹیاں راشدہ اور نادرہ ہیں۔ سب کی شادیاں ہوگئی ہیں۔ راشدہ کے شوہر شاز زبیری صاحب ایک ممتاز صحافی ہیں اور راشدہ خود بھی ایک مقبول خاتون کالم نویس اور مضمون نگار کی حیثیت رکھتی ہیں۔ مریم اپنے بیٹوں کے ساتھ کراچی میں رہتی ہیں۔ ہمارے بڑے پھوپھا کی بیٹی کا نام لئیق فاطمہ تھا جو صراحی کہلاتی تھیں۔ اُن کی شادی مولوی شفیع احمد سے ہوئی تھی۔ جو اُن کی والدہ کے ماموں زاد بھائی تھے۔ دونوں کا انتقال علی گڑھ میں ہوا۔

منجھلی پھوپھی ــــ: اُن کی شادی مولوی غلام شہود سے ہوئی تھی جو ہمارے دادا کے بھانجے تھے۔ نعتیہ شعر کہتے تھے۔ مضطر تخلص تھا۔ دو دیوان شائع ہوئے، اُن کی ایک بیٹی بلقیس فاطمہ ہوئیں۔ اُن کی شادی مولوی مشفع احمد سے ہوئی، جو مولوی شفیع احمد کے چھوٹے بھائی تھے۔ وہ وکیل تھے اور شہر کی سماجی اور سیاسی زندگی میں نمایاں طور پر حصہ لیتے تھے۔ بلقیس آپا جیسی کفایت شعار، سلیقہ مند اور محبت کرنے والی بہن ہمیں کوئی اور نصیب نہیں ہوئی۔ اُن کی یادگار صرف ایک بیٹی سیّدہ (زوجہ مشہود بخش) تھیں۔ بلقیس آپا کا انتقال حیدرآباد سندھ اور مشفع چچا کا انتقال کراچی میں ہوا۔

بچلی پھوپھی ــــ: ان کا نام طفیل فاطمہ تھا۔ اُن کی شادی ہمارے دادا کے بھانجے مولوی مظفر علی برق کے بڑے بیٹے مولوی مطاہر علی سے ہوئی جو ریلوے میں ملازم تھے۔ وہ ہمارے خسر مولوی معتبر علی صدیقی صاحب کے بڑے بھائی تھے۔ ہم سب اپنی بچلی پھوپھی کو 'بو' کہتے تھے۔ وہ اپنے والد کے نعتیہ اشعار اکثر و بیشتر پڑھا کرتی تھیں۔ اُن کے اکلوتی اولاد مولوی مبشر علی صدیقی تھے۔ جنھوں نے اردو کے ایک ادیب اور سپاہی کی حیثیت سے نام آوری حاصل کی۔ وہ گورنمنٹ انٹر کالج کے پرنسپل کی حیثیت سے ریٹائر ہوئے۔ ان کے انتقال کو دو سال کا عرصہ گزر گیا۔ اُن کی واحد یادگار 'سلیم مبشر اردو میڈیم ماڈل اسکول' ہے جہاں بچیوں کی پانچویں جماعت تک تعلیم ہوتی ہے جو کہ اُن کے مکان واقع گلی وحید بخش محلہ سوتھ میں قائم ہے۔ انھوں نے اپنا تمام اثاثہ مع مکان اِس اسکول کو دے دیا جو کہ اُنھوں نے

اپنی بیوی کی یاد میں قائم کیا تھا۔

چھوٹی پھوپھی ـــــ ان کا نام تنویر فاطمہ تھا جن کی شادی اپنے ماموں حافظ محمد احمد کے بڑے بیٹے مولوی کرم احمد سے ہوئی۔ ہمارے چھوٹے پھوپھا پوسٹ ماسٹر رہے۔ وہ ایک فرشتہ صفت انسان تھے۔ اُن کے بڑے بیٹے مولوی ابن احمد تھے۔ ان کا انتقال ہوگیا۔ وہ بھی پوسٹ ماسٹر رہے۔ اُن کے بیٹے اقبال احمد انجینئر ہیں اور رانچی میں اپنے متعلقین کے ساتھ رہتے ہیں۔ اُن کی بڑی بیٹی نسیم (زوجہ تنویر احمد، ساکن مولوی ٹولہ بدایوں، چیف انجینئر نگریا شگر ملز) ہیں اور چھوٹی بیٹی نجمہ (زوجہ سید مجتبےٰ علی محلہ سوتھ سادات بدایوں انجینئر نگریا شوگر ملز بدایوں) ہیں۔ نسیم کے چار بیٹے ہیں: توقیر احمد، شہاب احمد، ہمایوں احمد اور فروغ احمد اور ایک بیٹی صبا تنویر۔

نجمہ کے دو لڑکے ہیں، بابر مجتبےٰ اور عنبر مجتبےٰ اور تین لڑکیاں نازیہ، عظمےٰ اور ہما۔

منجھلے بیٹے پروفیسر آلِ احمد سرور ہیں جو ایک دانشور اور عالمی شہرت رکھنے والے اردو کے تنقید نگار اور صاحبِ طرز ادیب ہونے کے علاوہ ایک بالغ نظر و خوش فکر شاعر ہیں۔ اُن کی تحریریں درجہ استناد کی حیثیت رکھتی ہیں اور وہ کثیر التصانیف بھی ہیں۔ ہماری بھابی زاہدہ سرور، مولوی رحمان بخش قادری کی بڑی صاحبزادی ہیں۔ اُن کے بڑے بیٹے صدیق احمد ایک معروف جرنلسٹ ہیں اور چھوٹے بیٹے جاوید احمد ایک ماہر نفسیات ہیں جو جرمنی میں مقیم ہیں۔ ایک بیٹی مہ جبیں (زوجہ ڈاکٹر عبدالجلیل، جامعہ نگر نئی دہلی) ہیں۔ اُن کے بیٹے عبدالجمیل (عرفی میاں) نے سائنس میں ڈاکٹریٹ حاصل کی ہے، بڑی بیٹی رخشندہ نے انگریزی میں ایم۔اے کی ڈگری حاصل کی ہے منجھلی بیٹی تابندہ ایم۔بی۔بی ایس کے آخری مرحلے پر ہے، اور چھوٹی بیٹی زریں گیارہویں جماعت کی طالبہ ہے۔

چھوٹے بیٹے ڈاکٹر اولاد احمد صدیقی (پروفیسر معاشیات، مسلم یونیورسٹی علی گڑھ)

ہیں۔ وہ معاشیات کے عالم ہونے کے علاوہ اردو علم و ادب میں بھی دلچسپی رکھتے ہیں۔ میرے ہم سن و ہم دم ہیں۔ اُن کی شادی شاہدہ خاتون بنت حکیم عبداللطیف) سے ہوئی ہے۔ ایک بیٹا ہے فیض احمد فیضی (انجینئر، مقیم دبائی) بڑی بیٹی تنویر (زوجہ محمد عرفان، انجینئر ساکن علی گڑھ مقیم دبائی) نے نباتیات میں ایم۔ ایس۔ سی کیا ہے اور چھوٹی بیٹی لالہ رُخ بی۔ اے کی طالبہ ہے۔

دیگر اعزاء

چند عزیزوں کا نام ضمناً آگیا ہے۔ یہاں اُن کا تعین مقام مقصود ہے۔

مولوی محمود بخش:۔ ہمارے پردادا مولوی محمد بخش کے بھائیوں میں تیسرے تھے۔ اُن کے بیٹے مولوی غوث بخش ہوئے اور اُن کے فرزند مولانا یعقوب بخش راغب۔ اُن کے بچپن میں ہی والد کا سایہ سر سے اُٹھ گیا۔ اور انھوں نے ہمارے دادا کے سایۂ عاطفت میں تعلیم و تربیت حاصل کی۔ عم محترم ایک عربی کے عالم، اور نجوم کے ماہر کی حیثیت رکھتے تھے شاعر بھی تھے۔ کلیاتِ راغب" ۱۹۷۰ء میں منظر عام پر آیا۔ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ میں دینیات کے استاد رہے۔ اُن کے صاحبزادے طیب بخش ہیں۔ ہم دونوں اسکول کی منزل پر ہم جماعت رہے ہیں اور رفاقت برقرار ہے۔ بھائی طیب مقامی اسلامیہ انٹر کالج میں انگریزی کے لکچرر رہے۔ انگریزی کے علاوہ عربی کی بھی اچھی استعداد رکھتے ہیں۔ علامہ شبلی کی تصنیف "سیرت النبی" کا انگریزی میں ترجمہ کیا ہے۔ اردو کے ادیب ہیں۔ اُن کے بیٹے ڈاکٹر سعد طیب مسلم یونیورسٹی علی گڑھ میں سائنس کے لکچرر ہیں۔ اُن کی چار بیٹیاں ہیں: مسعودہ (زوجہ فیض مراد خاں علی گڑھ) سعودہ (زوجہ ماسٹر سلطان، رام پور)، فوزیہ، فرح (زوجہ ڈاکٹر علی رفیع)

مولوی سعید بخش:۔ ہمارے پردادا کے سب سے چھوٹے بھائی تھے۔ اُن کے چار بیٹے ہوئے:

(۱) غفور بخش ۔ : اِن کے تین بیٹے ہوئے، منعم بخش ، ایزد بخش ، حبیب بخش اور ایک بیٹی
تسکین فاطمہ (زوجہ قیوم بخش)

(۲) ستار بخش ۔ : اُن کے تین بیٹے ہوئے، رحمان بخش قادری (خان بہادر، ایم۔ بی۔ ای کلکٹر) ریحان بخش اور رضوان بخش ۔ رحمان بخش صاحب کی صاحبزادیاں : زاہدہ سرور (زوجہ پروفیسر آل احمد سرور) و زائرہ خاتون (زوجہ فاروق بخش)، اور زہرہ خاتون (شادی شدہ)۔ صاحبزادگان : صابر بخش قادری، اقبال بخش قادری، ریحان بخش کا جوانی میں انتقال ہو گیا ۔ رضوان بخش کے ایک بیٹی اور تین بیٹے ہیں ۔

(۳) شکور بخش ۔ : ان کے دو بیٹے ہوئے، مصطفےٰ بخش فائق اور مرتضےٰ بخش ۔ فائق صاحب کی اولاد نے حصولِ آزادی کے بعد ترکِ وطن کر دیا ۔ اُن کے بارے میں معلومات نہیں ہے ۔ مرتضےٰ صاحب کے دو بیٹے ہیں ۔ مجتبےٰ بخش اور صغیر بخش ۔ دونوں صاحبِ اولاد ہیں ۔

(۴) رزاق بخش ۔ : اِن کے تین بیٹے ہوئے جواد بخش ، واجد بخش اور واحد بخش ۔

مجھے پورا احساس ہے کہ بزرگوں اور عزیزانِ گرامی کا یہ تذکرہ نہایت تشنہ ہے اور سہو و خطا کا بھی قوی امکان رکھتا ہے ۔ تاہم اس توقع کے ساتھ پیش کیا گیا ہے کہ اس کی طرف سے بے اطمینانی، کسی بیدار ذہن کو اس کا حق ادا کرنے کی طرف رجوع کرے گی ۔ اِس جرأتِ کار کا منشا خود آگاہی ہے، غرورِ باطل نہیں اور اس طرح شیرازہ بندی کو بھی تقویت حاصل ہوگی ۔

میری خواہش ہے کہ سال میں ایک بار ہر سربراہ اپنے متعلقین کے بارے میں اُس معلومات سے مطلع کرنے کی زحمت گوارا فرمائے جس میں وہ سب کو شریک کرنا چاہتا ہے ۔ سالانہ یا کچھ اور بڑے وقفے کے بعد اسے چھپوا کر تقسیم کیا جا سکے گا ۔ اِس طور ہم سب ایک دوسرے سے بہتر طور پر باخبر رہ سکیں گے ۔ میرا یہ بھی خیال ہے کہ ہیں 'اہم تاریخیں' (ولادت شادی وغیرہ) کلامِ حامد' کے ختم پر درج کرتے رہنا چاہیے ۔ یہ تحفظ کی ایک آسان صورت ہے ۔

خدا ہمیں اپنے اسلاف کی صالح روایات کی پیروی کرنے اور اُن کے نقشِ پا سے اپنی زندگی استوار کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

عبداللہ ولی بخش قادری

۲۰ مارچ ۱۹۸۹ء

ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ

از تصنیف فخر العلما جناب مولوی حامد بخش صاحب در نعت سید عالم یعنی

مدح رسول کریم

حسب اجازت جناب مولوی محمد امتیاز احمد صاحب تاثیر و علی احمد خان صاحب اسیر

در مطبع نسیم سحر واقع بدایوں مطبوع شد

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہ

ا

وہ حمد و مدح کا ہر دم ہمارا کام ہوا — کہ سلکِ لعلِ گہر مطلعِ کلام ہوا

ہوا وہ لمعۂ طورِ کرم درِ سرور — کہ مہرِ ساطع و لامع دلِ عوام ہوا

ہوا سرورِ ملک کو کہا دمِ اسریٰ — ہمارا سرور و سالار کو سلام ہوا

اساسِ عالم و آدم رسولؐ ہمکو ملا — کمالِ داورِ عالم کا رحم عام ہوا

محلِ دعا کا وہ دارِ رسول ہمکو ملا — ہوا سوال کہ حاصل ہر اک مرام ہوا

ہوا وہ اکرم و اعلیٰ سرِ رہِ اسریٰ — کہ سر گروہِ رسل کا ہوا امام ہوا

سہارا دو ہر اِک ملا ہمرہ درودِ رسول — کہ وصلِ صل علیٰ آلہ الکرام ہوا

ملا وہ کاسہ مدام ظہور کا ہمکو — سرورِ سرمد و آرامِ دل مدام ہوا

درِ رسول کا واصل ہوا اگر طالع — سرا مدِ صلحا وہ الیٰ اللہ دوام ہوا

ہمارا دل سوئے دار السلام گو کہ ڈرا — کھلا وہ کاکلِ سرور کہ طرۂ دام ہوا

کلام حامدِ مداح کو کہو الہام
کہ مدح کا ملکہ اس کو لا کلام ہوا

ح

درِ رسول مدار وصالِ اہلِ صلاح ‏ ‏ ہوا محلِ درود و سوالِ اہلِ صلاح
مدام روح کو رکھا رسول کا دالہ ‏ ‏ ہوا سلوک مددگار حالِ اہلِ صلاح
مرامِ دل ہوا حاصل وہ دردِ روح ملا ‏ ‏ ہوا درود مدارِ کمالِ اہلِ صلاح
عدوِ رسول کا ہوگا عدوِ اہلِ سلوک ‏ ‏ کہ ہو ملالِ محمد ملالِ اہلِ صلاح
کھلا ہوا درِ دار السلام ہو دمِ مرگ ‏ ‏ کمال کا ہو سرور مآلِ اہلِ صلاح
ہوا محال کہ وصلِ رسول ہو ہر دم ‏ ‏ رہا وہ حوصلہ ماہ و سالِ اہلِ صلاح

ملا سہارا وہ آلِ رسول کا حامد
کہ ہو محمد و عالم وہ آلِ اہلِ صلاح

د

کرو ورد ہر دم کلامِ محمد ‏ ‏ کہ ہو مورد رحمِ عامِ محمد
وہ طالعِ ملا سر کرو وہ ملک کو ‏ ‏ ہوا وہ مدارِ الہامِ محمد
ملا وہ محل اسکو اسریٰ کا اعلیٰ ‏ ‏ کہ حاصل ہوا ہر مرامِ محمد
دمِ عرصۂ عدل داور امم کو ‏ ‏ کھلا سو طرح رحمِ عامِ محمد

رہا اس کا محکوم ملکِ دو عالم — مسلّم ہوا حکمِ عامِ محمدؐ

ملا اہلِ اسلام کو رحمِ داور — ہوا وہ سرورِ دوامِ محمدؐ

رہا وہ مرامِ دعا ہر ملک کو — کہ ہو ہم کو حاصل سلامِ محمدؐ

گوارا ہو مسلم کو گر ردِّ مولد — وہ ہو موردِ صد ملامِ محمدؐ

ہوا لمعۂ مردمگ ہر ملک کا — ملا سرمہ گردِ گامِ محمدؐ

ملا مرگ کا ہر عدو کو سہارا — ہوا وہ ہر اسِ حسامِ محمدؐ

سر آمد ہوا وہ ہر اک مدح گو کا
رہا دردِ حامد کلامِ محمدؐ

ر

ہمارا سر کھلا ڈال اس کو لا کر — ہوا گردِ رہِ سرورؐ اڑا کر

کھلا آہِ رسا در ہر سما کا — دکھا ہم کو ملک کا دل ہلا کر

ہوا ہم کو ہر اسِ سوئے اعمال — کرم کر دو رسولؐ اللہ آ کر

ہوس اور مہر ملک مال ہو دو — الٰہا ہم کو اس در کا گدا کر

سرِ راہِ رسولؐ اللہ محمد ہو — ادھر رکھ دو ہمارا مردہ لا کر

کھلا دارِ رسول اللہ کا در — دلا اس دم سوالِ مدعا کر

حرم سرورؐ کا دکھلا ہم کو ہر سال — الٰہا وہ سرورِ دل عطا کر

اگر سالک کو ڈر اعمال کا ہو — کہو مدحِ رسولؐ اللہ لکھا کر

وصالِ سرورِ عالم ہو حاصل — دلا اصرار و الحاح و دعا کر

دم سرد اور آہِ گرم ہو دل   دکھا سرماد گرما کو ملا کر

ہوا اوّل سوالِ روحِ حاضر
کہ مداحِ رسولِ دوسرا کر

س

رحم سرورِ کا ہوا اگر ہمارا دادرس
آسرا سرورؐ کا ہر دم ہمکو وہ ہمدم ملا
دور ہو درد اور رسولؐ اکرم کا صدقہ ہوا
گو کہ ہو سوئے عمل دہر اسہارا ہو ملا
دارِ سرورؐ روح اور دل کا مداوا وہ ہوا
سرورؐ نام دلا دو ہمکو آرام دوام
آسرا رحم رسول اللہؐ کا ہر دم رہا
عدل گناہ و داورِ داد کا ڈر ہو گا دور
اس کرم اس رحم کا ہو ہمکو کس طرح
سوائے اعمال اور ہر دم دردِ دل ہمکو رہا

دور ہو درد و الم ہو گا وہ مولا دادرس
روح کا آرام ہوگا اور دل کا دادرس
اس الم کا رسول اللہ ہوگا دادرس
رحم داور دادرس سرکارِ والا دادرس
دادرس اسکا کرم اسکا دلاسا دادرس
آسرا دادرس سہارا اور دلاسا دادرس
دردِ ہر دل کو ہوا اسکا مداوا دادرس
گر ملا ہمکو رسولِ دوسرا سا دادرس
در محشر کا ہم کو الٰہا دادرس
رحم اسکا دادرس اور عدل اسکا دادرس

گو محشر ہو کہ اعمالِ حاضر کا مگر
سرورِ ہر دوسرا کو اسکا لکھا دادرس

ص

ہمارا ہوا طول طومارِ حرص
وگر رحم داور کا ہم کو ملا
ملا روح کو در حرم کا کھلا
ملا ہم کو دارِ رسول اللہ ﷺ
ارادہ حرم کا ہو ہمراہِ روح

کرا اللہ مدد و دہر کارِ حرص
کرو سالکو دور اطوارِ حرص
ہوا دل ہمارا رہا دارِ حرص
ہوا ہر ملک کو سرو کارِ حرص
دلا ہو کہ اسوارِ ہوارِ حرص

ملا ہم کو گر محل گردِ حرم
ہوا حاسد اول عدوِ الٰہ

مدد دہر کو ہو کا کمدارِ حرص
کہ اولادِ آدم کو ہو عارِ حرص

دکھا دو اگر اس طرح کا کلام
عطارد کو حاصل ہوا اسرارِ حرص

ط

اگر کرم ہو محمد کا دالِ راہِ صراط
حسام دارِ عدو کو ہوا لگہ ہم کو
ہوا مددِ امام ہمرہ رسول اللہ ﷺ
درود کو درِ دار اسلام ہم کو ملا
ملا وہ لمعہ اسلام کا مہ ساطع
ہوا درود مددگار ہم کو سہل ہوا

کمال سہل ہوا مر محالِ راہِ صراط
ملا وہ ساطع و لامع ہلالِ راہِ صراط
ہمارا دور ہوا کل ملالِ راہِ صراط
ہوا کمال سرور یالِ راہِ صراط
کہ ہوگا دور سوادِ کمالِ راہِ صراط
مرو در مرحلہ ماہ سالِ راہِ صراط

ملک کو حکم ہوا ہو مساعدِ مسلم — ہوا رسول کو معلوم حالِ راہِ صراط
رسول آؤ کہ ہو سالماً ورود مرور — سکھا دو ہم کو دعا و سوالِ راہِ صراط

مدد کو سرورِ دیں ہر دو سرا کا رحم ملا
سرورِ دل ہوا حامد وصالِ راہِ صراط

ع

رحم و کرم ہو سرورِ عالم دمِ وداع — آ کر رگِ گلو کو ہلا دم دمِ وداع
آرام ہو دوام کا گر ہو وصالِ مرگ — رہرو ادھر ہو روح ادھر ہمدم دمِ وداع
دورہ ہوا وہ درد کا دل گھوم کر گرا — گرد درِ رسولِ مکرم دمِ وداع
صدمہ ہو ہم کو اس المِ دل کا اور آہ — اگر ہو درد روح کا ہمدم دمِ وداع
دورِ درِ حرم ہوا رو رو کر آہ درد — ہم کو ہوا ہلالِ محرم دمِ وداع
دل کا ہوا وصال سرورد کو آملا — سرور کا دار اطہر و اکرم دمِ وداع
درد و الم کا معرکہ ہر دم ہوا کمال — دل کو رہا ہجوم کا عالم دمِ وداع
علمِ رسول حالِ الم کا رہا گواہ — اسرار دل کا وہ ہوا محرم دمِ وداع
طالعِ عمر کھلا ہوا سرِ راہِ حرم وصال — دل حمد کہہ کے لال ہوا اکرم دمِ وداع
کھا کر الم ہمارا ہوا مرگ کا وصال — اکلِ طعام ہم کو ہوا سم دمِ وداع
حامد کو ہو درود مگر روشنی حرم — سرور کا حکم ہو گا مسلم دمِ وداع

ک

امر محال ہو تنگ ہر سما کو روک — وہ آہ گرم روک دلا ہمیں ہوا کو روک

معلوم کس طرح کہو اسریٰ کا طول ہو
صدمہ ہر اک سما کو ہوا دہ کہ ہر ملک
دارِ رسولِ اطہر و اکرم کا در کھلا
سر دُور گو درد دل کا ہو معلوم کسطرح
اطوا یا اہلِ مگر کو مرد و در کھہ دِ لا

معلوم ہر ملک ہوا دو رسما کو روک
گرم صدا ہوا کہ سہام دعا کو روک
آہِ رسا کو روک دلا ہر صدا کو روک
ہوگا ملک کا حکم کہ آہِ رسا کو روک
سر درد وہ سر دُور ہر دو سرا کو روک

گرد درسول کو، درد دِل ہو دُور
حامدؔ ادہر کو آہ و رسمِ دوا کو روک

گ

مہر سما اصل رسولِ ہدیٰ الگ
وہ دُکھ ہوا کہ روح الگ دل رہا الگ
دار السلام گو کہ کھلا ہو دمِ وصال
آرام ہوگا گردِ حرم سر کو گر ملو
کس طرح حرمِ مہر کا صدمہ امم کو ہو
کس طرح ہوگا وصل گر اگر دہ گھوم کر

اور لمعہ عطا رد و ماہ و سہا الگ
ہک عدم کا طور الٰہا ملا الگ
کسطرح ہوگا دارا امام الوریٰ الگ
دل کا ہمارا درد الگ اور دوا الگ
ہوگا گردہ سر در ہر دو سرا الگ
راہ در رسول الگ اور سما الگ

ہر مدح گو کو دار ارم گر عطا ہوا
حامدؔ کا ہوگا سر در عالم صِلا الگ

ل

دارِ سرورؐ کا ہوا ہمکو مصلا حاصل
حرصِ اعمال گروہِ صلحا لا حاصل

مدح لکھکر ہو عطارد کو صلہ کا دعوا
ہو اگر طورِ کلام اسکو ہمارا حاصل

دردِ دل دور ہو ہو روح کو آرام کا ل
گر مدد اسکو گرے درِ مولا حاصل

وصل گر سرورِ عالم کا ہو سالک کو محال
کہہ دو ہو مدح سرا اسکو وہ ہوگا حاصل

کسطرح ہوگا ہراس وہ الم راہِ صراط
کہ ہوا سرورِ عالم کا سہارا حاصل

والہِ طولِ اَمَل وہ سرِ مو ہو کس طرح
دل کو گر کاکلِ سرورؐ کا ہو سودا حاصل

روحِ حامد کو رسولِؐ دوسرا کا ہو وصال
مدح کا ہو وہ صلہ اسکو الٰہا حاصل

م

ہو حاکمِ ملکِ دوسرا سرورِؐ عالم
کر دو کرم در حسیم و عطا سرورِؐ عالم

ہر صانع و طالع کو ہوا اسکا سہارا
وہ ہم کو مددگار ملا سرورِؐ عالم

احوالِ دو عالم کا ہوا اسکا مخبر
احمد کو سرِ لوح لکھا سرورِؐ عالم

حاکم ہو ہر اک ملک کا محکوم ہمارا
کر دو اگر اس در کا گدا سرورِؐ عالم

دل گرمِ محامد ہو ہوا سرد ہو ہم کو
کر دو علمِ حمد کھڑا سرورِؐ عالم

مرحمت عطا اسمِ مکرم ہوا ہم کو
دل کا ہوا الم دور حرم ہم کو دکھا دو
دعوانہ سواطع کا ہو معدوم دمک کا

سردار ہمارا وہ ہوا سرورِؐ عالم
اس درد کو کردو وہ دوا سرورِؐ عالم
دو لمعہ روا اسکو دکھا سرورِؐ عالم

ہمراہ رکھو اسکو کہ ہر دم ہو وہ مسرور
دو مدح کا حامد کو صلا سرورِ عالم

واو

دلا محوِ رسولؐ دوسرا ہو
مرامِ دل ہو حاصل ہر ملک کا
ہر اس اعمال کا معدوم ہو کل
اگر گردِ رہِ سرور ہو حاصل
کہو اول کہ اللّٰہم صلِّ
وصالِ روح ہو آکر الٰہا
کہو کس طرح اول اور اکمل
اگر ہو روح محو درود کا کل
محل وہ در ہوا کامل عطا کا
الم ہو کس طرح سوءِ عمل کا

کہ حاصل ہر طرح کا مدعا ہو
درِ سرورؐ کا گر آکر گدا ہو
رسولؐ اللہ کا آسرا ہو
ہمارا دور دردِ لا دوا ہو
اگر ردِ دعا کا ڈر لگا ہو
دمِ مرگ اس حرم کا در کھلا ہو
رسولؐ اللہ کا ہمسر دوسرا ہو
معطر ہر سحر ہو ہر مسا ہو
کہ سو سو طرح کامِ دل روا ہو
اگر دل کو سہارا رحم کا ہو

صلا مداح کا کم ہو وہ حامد
اگر دار السلام اس کو عطا ہو

ھ

کھلا طالع دلا ہمکو ملا دار رسول اللہ
دم اسریٰ ہوا ہر رو سر سدرہ رہا آگر
کھلا وہ کس کو گر ملک کو سہارا وحی دم اسریٰ
ہر اک سو وہ عمل ہو محو ہر طالع ہو صالح
ملا سالک کو عمدہ سلسلہ داماد سرور کا
دم عدل علم مرحوم ہر طالع ہوا آگر

ہوا ملک و ملک محکوم سرکار رسول اللہ
وہ سردار ملک ہمراہ ہوا رسول اللہ
ہوا معلوم کس کو حال اسرار رسول اللہ
ملا ہم کو سراسر رحم سرکار رسول اللہ
محمد ہو گا وہ کرار و علم دار رسول اللہ
ہوا رحم و کرم ہر دم مددگار رسول اللہ

کلام اس طرح کا لکھ کر محرک دل ہوا ہر دم
کہ حامد اس کو گر اہدائے سرکار رسول اللہ

قطعۂ تاریخ دیوان بے نقط از مصنف

لکھا وہ کلام حامد
الہام ہوا وہ مصرع سال

ہو گا محمود اور مطہر
سرور کا سرور و سلک گوہر
۱۳۰۰ھ

خمسہ غزل بے نقط

رسولِ مکرم کا در ہو ہمارا
وہ ہوگا سہارا سراسر ہمارا
ملک ہوگا کس طرح ہمسر ہمارا
مددگار طالع ہو اگر ہمارا
محمدؐ کا در ہوگا اور سر ہمارا

ہلاکِ سوادِ کدر دل کو ہر دم
ہوا درد حاصل الم اسکا ہمدم
دوا کر دوا کر ملال اسکا ہو کم
مطہر کر اس کو رسولِ مکرم
کرم کر ہوا دل مکدر ہمارا

سلام اسکو لکھا درود اسکو لاحد
وہ الحمدللہ رہا وردِ سرمد
ہوا وہ ہر اک مدح گو کا سر آمد
رہا کلک سرگرم مدحِ محمدؐ
ہوا اسم مداحِ سرورؐ ہمارا

کہو کس طرح ہو الم ہم کو کل کا
کہ ہوگا مددگار وہ ہر محل کا
الم دور ہوگا ہر اک صدمہ ہلکا
اگر ہوگا ڈر ہم کو سوئے عمل کا

مددگار ہوگا وہ سرورؐ ہمارا

کھلا مدعا روح کا ہم کو ہر دم — کہ ہو محو دادِ رسولِ مکرم
ہمارا سوال اس طرح ہوگا ہمدم — حرم کو دکھا ہم کو ممدوحِ عالم

کہ مسرور ہو دل سراسر ہمارا

صلا مدح کا کم عطا ہو ہمارا — محمدؐ کو کس طرح ہوگا گوارا
کرم اس کا ہوگا ہمارا سہارا — ذرا مدحِ احمدؐ بلا وہ دل آرا

کہ مصرع ہوا سلکِ گوہر ہمارا

وہ اسم مطہر ہوا درد دل کا — رہا وہ عمل روح کا درد دل کا
دمِ مرگ ہمدم بلا درد دل کا — مدام اسمِ احمدؐ رہا درد دل کا

ارم کا ہوا گل کدہ گھر ہمارا

حصارِ کرم کا وہ محصور ہوگا — دمک گر ہو حاصل وہ مسرور ہوگا
سواد و کدر دل کا گل دور ہوگا — دکھا دو وہ رد لمعۂ طور ہوگا

محمدؐ ہوا دل مکدّر ہمارا

دوا ما اگر وہ ملک کا سر آمد
مگر کس طرح ہو ادا مدحِ لاحد
ہوا گو محمدؐ کا مدّاحِ سرمد
رہا جو صکہ کس کو ہو مدحِ احمدؐ

ہوا اس کا مدّاح داور ہمارا

دل و روح کو ہو سرور اس کرم کا
اگر ہو ارادہ معظّم حرم کا
ہمارا اگر کر دو کام اک دو دم کا
ملک حالِ دل کہہ دو در دوطم کا

درود و سلام اس کو کہہ کر ہمارا

ملا آسرا ہم کو آہِ رسا کا
کھلا دل کو حاصل دوا ذو دلا کا
سحر گاہ ہر دم سہارا دعا کا
رہا وہ محل کا گلِ مشک سا کا

ہوا دوجہ دل معطّر ہمارا

ہوا آہ پر سال اہمالِ حامد
محرک ہوا دل کا احوالِ حامد
رہا شدّہ سوختہ اعمالِ حامد
ہوا اللہ الحمد امسال حامد

حرم کا ارادہ مکرّر ہمارا

تاریخِ ختمہ

ارادہ ہوا دل کا اور روح کا ‖ کہ کاملِ صلا مدح کا ہو حصول

سو حامدؔ لکھا مادہ سال کا ‖ ہوا وصل مصرع سر وید رسولؐ

١٣٠٠ھ

قصیدۂ بے نقط

ملکِ مہر ہوا حاکمِ سرکارِ حمل ‖ مالکِ ملکِ لوامع کا ہوا دورِ عمل

حکم صادر ہوا معدوم ہو عالمِ الم ‖ اور ہو سرد ہوا گرم مداوائے علل

اور ہر اک مہلکِ مردم ہو ممدِّ ارواح ‖ داروئے دردِ ہو ہر سمِ ہلاہل ہو عسل

کوہ و صحرا ہو سرورِ دلِ درد آلود ‖ دورِ سودا ہوا گر سر کو ملو گردِ رمل

دور ہو دردِ الم دل کو ہو آرام و سرور ‖ کام حاصل ہو ہر اک امر اہم ہو اسہل

دل کو الہام ہوا کھول گرہ ہو مسرور ‖ دوڑ کر آ کہ ملا مولدِ سرور کا محل

لکھ وہ مطلع کہ دلِ حور و ملک کو ہو سرور ‖ کلک مامور ہوا اسکا کہ دے مدح اُدُ گل

مطلع ثانی

سرِ اسرارِ احدؐ اصلِ اصولِ اوّل ‖ ماہرِ علمِ صمد اعلم و اعلیٰ اکمل

وہ سرورِ دلِ سرور ہوا مولد کا عمل ‖ کہ ہوا دارو ہر درد و مداوائے علل

سرمۂ حور کرم وہ درِ دارِ سرور ‖ سرمۂ مردمکِ حور ہو گردِ اکحل

گرمدِ کارِ اہم ہو دمِ عدلِ داور ‖ وعدۂ اعطا کا ہوا اور حکم ہوا احمدؐ کو کہ سن

ہو گلِ دارِ محمدؐ کا اگر ماءُ الورد ‖ حور کو حکمِ ملک ہو کہ کرے عطرِ حلل

ہوا گر مسِ گلِ گنبدِ دارِ رسول
کس کا طالع کہ درِ وصلِ احد کھولا ہو
کلمۂ احمدِ مرسل کا کلامِ اللہ
درِ سرورؐ کا گدا ہوا گر اس کا طالع
سرمۂ گردِ درِ سرورؐ کا ہو جسکو حاصل
اس کا وہ جرم کہ ہر کردہ کہ بارِ دِ سوال
اُڑ کے لاؤ اگر عطرِ گلِ دارِ سلام
راہ رو ہوگا وہ رہوارِ محمدؐ اسرع
سوئے اعمال ہوا دور بلا رحمِ رسول
دمِ اسریٰ ہوا وہ ہمرہِ رہوارِ رسولؐ
مدعا ہوگا کرم وعدۂ ما اوحیٰ کا
ہمکو حاصل ہوا عمدہ عملِ وردِ درود
منجِ کامل کا ارادہ ہو عطارد کا اگر
حال کا گر ہو گدائے درِ سرور کا سوال
کسکو محروم رکھا گر ہو مداحِ رسول
دمِ اسریٰ ہوا رہوار وہ اسکا اسرع
حمد کس طرح ادا ہو وہ ہوا رحم و کرم
گر ہوا رحم مداوائے اسرائے دمِ صور
ماحصل مدح کا معلوم ہوا حامد کو
ہو وہ حاصل صلحا کا ہوا الہام ہم کو
ہمکو حاصل ہو دمِ مرگ وصالِ سرور

حُلّۂ حور معطر ہو ہوا عطر وہ گل
دمِ اسریٰ ہوا احمد کا وہ آرام محل
حکمِ اسلام وہ کامل ہوا ردِّ ملل
کاکلِ حور کا ملکہ ہو ہر اک مو کمّل
گردہ مردمکِ حور و ملک گر ہو کحل
وہ کرم اسکا کہ ہو ہم کو عطا نا اَسئل
ڈالو اس طرح گلِ راہِ حرم ہو ولدل
گامِ اول دمِ اسریٰ ہو سماوات اول
محو و محکوک ہمارا ہوا طومارِ عمل
عسکرِ حور و ملک اسکو ملا دل کا دل
کس کا ادراک ہو کامل کہ معما ہو وہ حل
کہ ہر اک دردِ رحم کا آرام ہوا دردِ انکو ہو کل
ہوگا معلوم کلام اسکا سراسر مہمل
دور ہر طرح کا ہو عسر کہ ہوا اہلِ دول
وہ صلا اسکو ملا دور ہوا طولِ امل
ہمرہ اسکا ہوا گر روحِ ملک کو ہو کسل
کہ ملا ہمکو محمدؐ سا اکرمِ مرسل
کس طرح ہو دلِ طالع کہ دھڑک اور دہل
ہوگا مداح کو کار آمدِ اصلاحِ عمل
دور ہو حرص وہ ہوا سودِ عمل طولِ امل
اور عطار روح کو ہو دارِ محمدؐ کا محل

تاریخِ قصیدہ

طرح واحد کا لکھا عمدہ کلامِ اطول	للہ مدح بلا وہ کہ ہوا دل معمور
اس طرح مادہ سال کا الہام ہوا	لکھ دو حامد کہ رہا سرورِ عالم کا سرور ۱۳۰۰ھ

رباعیات

مداحِ رسولؐ گروہ اکرم ہوگا	ہر مدح سرا ملک کا ہمسر ہوگا
کر ورد درود دور کر اور کلام	مولد ہوگا فرودِ سرور ہوگا
آرام ہو دل کو کام لو مرہم کا	گر مدحِ رسولؐ ہو عمل ہر دم کا
گر لکھو مرادِ سرود سدرہ حامد	مطلع ہو وہ مدحِ سرورِ عالم کا
مداحِ رسول گر سوئے در آمد	ہر مصرع مدح سلکِ گوہر آمد
اہدائے درِ کلام کردم حامد	دل داد صدا کہ دارِ سرور آمد
وہ مدد اہوا رسول اللہ	روح کو ہر طرح سرور ہوا
عکسِ کاکل ہوا دو الملک	درد دل کا ہمارا دور ہوا

قطعہ حسین کا ہر مصرع اول بے نقط و مصرع ثانی منقوط محض ہے

سرور دوسرا کرد آگر [illegible] زینتِ فیض بخشش جنت

ہم کو دکھلا دو سرورِ عالم — نیتِ فیض بخشش جنت
تو بلا دو ادھر رسول اللہ — شفقتِ فیض بخشش جنت
وعدہ و سرّ کلام ما اوحیٰ — غیبتِ فیض بخشش جنت
گر بلا ہم کو دور کر حاسد — غیبتِ فیض بخشش جنت
حامدِ مدح گو کو دکھلا دو — شفقتِ فیض بخشش جنت

رباعی منقوطِ محض

بے غیض نبی نے بخشی جنت بخشی — ذی فیض غنی نے بخشی جنت بخشی
جب غیظ غضب نبی پہ زشتی ذنب — تب فیضِ خفی نے بخشی جنت بخشی

بے چین جبینِ نبیؐ نے جنت بخشی — خوش تختِ نشیں نبی نے جنت بخشی
حامدِ فیض بیت نے بخشی زینت — بین یقین نبیؐ نے جنت بخشی

حمد دادر دادار اکہ دو حمد ادِ حامد در راہ محمود و موہم مسعود گل سُرور کر دُو ابل لا دو دادا آرامِ دل مدادا رنج آدم

قطعہ تاریخ طبع دیوان بہ صنعتِ مہمل نتیجہ فکر عدیم النظیر جناب مولوی محمد امتیاز احمد صاحب تاثیر سلمہ اللہ القدیر مالکِ مطبع

کلامِ مدحِ سرورِ اللہ اللہ — صلا عمدہ ملا ہو حامد کو حاصل
ہوا الہام دل کو مصرعِ سال — سرورِ مدحِ سرور مرہمِ دل
۱۳۰۲ھ

ماشاء الله لا قوة الا بالله

ناظم نظم جہان رانیا یش کرنسخہ زیبا مجموعہ محامد اعنی

نظم حامد
گلزار ابد

از جناب مولانا مولوی حامد بخش صاحب

حسب اجازت جناب مولوی محمد فیاض احمد صاحب ناشر و مولوی علی احمد خان صاحب اسیر

در مطبع نسیم سحر واقع بدایون مطبوع شد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ردیف الف

مضمون دکھاتا ہے ہمیں حمدِ خدا کا
کیا مطلعِ ابرو ہے رسول دوسرا کا

خالق نے بنایا نہیں بیکار قمر کو
ہے چہرۂ محبوب کی تصویر کا خاکا

گو دل میں ہے یارب مرے عصیاں کی سیاہی
آنکھوں میں تو جلوہ ہے مدینہ کی ضیا کا

منھ جانبِ کعبہ ہے تو دل سوئے مدینہ
یہ خاص طریقہ ہے نمازِ صلحا کا

یارب میں گنہگار ہوں لیکن ترا محبوب
رحمت کا ذریعہ ہے وسیلہ ہے دعا کا

ہو حق کی عجب دھوم پسند آئی خدا کو
جنت میں ہے میلہ شہِ دین کے فقرا کا

شادابیِ جنت کی ہے قرآں میں جو تعریف
فیضان ہے سب باغِ مدینہ کی صبا کا

جب پیشِ خدا جانے کی طاقت سے ہوئی یاس
تب میری دعا نے درِ محبوب کو تاکا

کس طرح اٹھے بارِ گنہ مجھ سے الٰہی
دفتر ہے مرے سر پہ محمد کی ثنا کا

گو سینہ ہے شق نعرہ اللہ غنی سے
رستہ تو کھلا دل میں مدینہ کی ہوا کا

مایوس ہوں کیوں رحمت خالق سے گنہگار
آخر تو ہے شافع بھی کوئی روز جزا کا

خورشید و قمر کو جو ضیا دی ہے خدا نے
ہے عکس محمدؐ کی وہ نقش کف پا کا

حامد یہ نئی طرز پسند آئی خدا کو
دوہرا مجھے انعام ملا حمد و ثنا کا

ظہور آخر ہے اول نور ہے محبوب یزداں کا
وہی مطلع وہی مقطع ہے اس عالم کے دیوان کا

بندھا ہے اسمیں مضمون مدحت محبوب یزدان کا
بڑھایا سدرہ طوبیٰ سے مطلع میں نے دیوان کا

شب اسریٰ یہ عالم ہے ترے دعوت کے سامان کا
کہ نقشہ حلقہ قوسین میں ہے چشم حیران کا

مہ نو بن کے جو آئینہ گردوں میں چمکا ہے
شب اسریٰ پڑا ہے عکس وہ تیرے گریبان کا

یہ طفل اشک گھر سے چشم کے باہر نہ نکلا تھا
بتایا کس نے رستہ اسکو طیبہ کے بیابان کا

ہوا ہے حلقہ قوسین روشن روئے حضرت سے
بنا یہ دائرہ ہالہ بنا ہے ماہ تابان کا

شہ والا کی آمد سے ہوا ہے غیرت جنت
مرے مرقد میں حوروں نے در فردوس سے جھانکا

غبار معصیت سب جھاڑ کر پایا در جنت
تبرک لائے تھے رومال ہم حضرت کے درباں کا

شب اسریٰ آسماں پہ گئے آپ یوں چشم کو اک میں
دل مومن میں جیسے جلوہ گر ہو نور ایماں کا

تصور ہے ترے رخ کی یہ مژگاں کیا ہوئیں روشن
مری آنکھوں پہ عالم ہے چراغ زیر داماں کا

فلک پر روح پہنچی عاشق رخ کی جو حضرت کے
ثواب اسکو ملک ہم دیتے ہیں لاکھوں ختم قرآں کا

جھگڑتے ہیں کہ پہلے کون قرباں ہو در شہ پر
چلوں روضہ میں حضرت فیصلہ کردیں دل و جاں کا

تصور میں لبِ جاں بخشِ حضرت کے جو روتا ہوں
تو میری چشم سے جاری ہے چشمہ آبِ حیواں کا

جگر میں داغِ عشق اور دل میں ٹھہرا ہے خیال انکا
ٹھکانا کر لیا دونوں نے اپنے اپنے مہماں کا

ملائک آ کے حامد لے گئے دیوانِ ثالث کو
ہدیہ خدمتِ حضرت میں پہنچایا ثنا خواں کا

یہ تیرِ عشق نے دل میں کیا اثر پیدا
ہوئے حضورؐ کے آنے کو لاکھ در پیدا

مثالِ دانۂ تسبیح انبیاؑ تھے تمام
امام سب کے ہوئے سید البشرؐ پیدا

جو دیکھا حق نے کہ کھولے کنارے قوسین
تو اس صدف کا نبیؐ کو کیا گہر پیدا

یہ کیا سبب ہے کہ ظلمت ہے اسکی نورانی
ہوا ہے آپ کے سایہ سے کیا قمر پیدا

الٰہی آئے قیامت ہی ہجرِ طیبہ میں
کسی طرح تو شبِ غم کی ہو سحر پیدا

ملے جو خاک درش کا انکو کحلِ بصر
یقین ہے دیدۂ انجم میں ہو نظر پیدا

مثالِ نقطہ کہ ہو جس سے دائرہ قائم
وہ منتہی بھی ہیں اور سب سے پیشتر پیدا

پلٹ کے آیا نہ سینہ میں دل مدینہ سے
ہوئی تھی مثلِ نظر خواہشِ سفر پیدا

نجات دیگی ہمیں حبِّ اہلِ بیتِ نبی
یہ وہ سفینہ ہے جس میں نہ ہو خطر پیدا

کہونگا سوزِ جگر مثلِ شمع روضہ میں
ہزار بار زباں ہو گی تا سحر پیدا

عیاں ہو گیا شبِ اسریٰ میں نقشِ پائے نبی
کہ دل میں پیرِ فلک کے ہے رہگذر پیدا

نبیؐ کی منزلِ قوسین جسکا برجِ شرف
ہوا ہے آمنہ کے گھر میں قمر پیدا

جبیں پہ صندلِ خاکِ مدینہ ملتا ہوں
صدائے صور سے ہوگا نہ دردِ سر پیدا

کرامتیں ہیں یہ مضمون نعت حضرتؐ میں
زمین شعر سے حامدؔ ہوئے گہر پیدا

ہے گوہر مضمون جو ہے بحر سخن کا
بیعانہ ہے وہ کوثر و تسنیم و لبن کا

ہو نزع میں بھی ورد زباں نام محمدؐ
یارب ہو یہ تسبیح جو دھاگے میرا من کا

نعت رخ شہؐ میں ہے بہار گل مضمون
جو صفحۂ دیواں ہے وہ تختہ ہے چمن کا

دب جائے غبار رہ طیبہ میں تن زار
حاجت ہو نہ تربت کی نہ محتاج کفن کا

ہم شہر خموشاں میں پڑھیں نعت کا دیواں
تحفہ یہ لیا ساتھ ارادہ ہے وطن کا

محتاج تکلف کا نہیں شاہد مضموں
انداز نرالا ہے یہ بے ساختہ پن کا

کعبہ نے لیا سر پہ سیہ پوش ہے اب تک
گرتے نہ دیا سایہ زمیں پر ترے تن کا

دی دل میں جگہ پیر فلک نے شب اسریٰ
ایماں کی جگہ نور لیا تیرے بدن کا

ملتے نہ گہر ہم کو کلام ازلی کے
کھلتا نہ اگر قفل ترے درج دہن کا

ہے تازہ بہار گل گلزار رسالت
قوسین میں نقشہ ہے خیابان چمن کا

بھاری وہ نہ ٹھہرا ورق نعت نبیؐ سے
میزان میں ہے گو نامۂ عصیاں کئی من کا

رکھا نہ قدم اڑ کے گیا توسن حضرت
زینہ یہ بنانا تھا بہت چرخ کہن کا

مضمون عرق روئے نبیؐ کے ہیں نکلتے
خوشبو ہے نئے شیشہ ہے دل عطر سمن کا

کام آئے صلہ میں ترا فردوس یہ رضواں
راضی ہو جو مداح کوئی شاہ زمنؐ کا

سو بار گیا عرش تلک پیک تصور
مضمون نہ ملا توسن حضرت کے چلن کا

حامدؔ ترا انداز سخن سن کے عطارد
کہتا ہے مقلد ہوں میں اس موجد فن کا

عشق حضرت میں اثر ضعف کا دلبر آیا
لب تلک دم ابھی مرا ٹھوکریں کھا کر آیا

یاد زلف میں مرا دیدۂ تر بھر آیا
راہ فردوس میں جب چشمۂ کوثر آیا

باغ طیبہ سے نہ میرا دل مضطر آیا
کون ہے جو چمن خلد سے جا کر آیا

امتی حشر میں جو قبر سے باہر آیا
آبرو دیکھی کہ صدف سے کوئی گوہر آیا

دونوں ابروئے نبی کا ہے برابر اعجاز
مصحف رو میں یہ آیہ ہے مکرر آیا

تھا ازل سے جو رکھا حلۂ خلعت طیار
ٹھیک تیرے قد رعنا کی برابر آیا

جلد آ دل میں نہ کر چشم کی منزل میں مقام
اے خیال نبوی پاس ترا گھر آیا

دل ہے سنگ در دولت کے تصور سے غنی
بن گیا لعل جو گھر میں مرے پتھر آیا

بزم مولد میں ملا شربت دیدار نبی
لے ادب سے ترا حصہ دل مضطر آیا

مرغ سدرہ کو ہوا رشک ملا وہ رتبہ
غار پر بیضہ جو رکھنے کو کبوتر آیا

اے ملک نعت کے محشر میں ہے واجب تعظیم
اٹھ کھڑے ہو مرے اعمال کا دفتر آیا

شب اسریٰ اسے چمکایا مہ بطحا نے
بخت امت کا جدا ہونے کو اختر آیا

نظم تسبیح دو عالم کا بنے گا جو امام
صدف عالم امکان سے وہ گوہر آیا

آنکھ دکھلانے لگا عشق حباب زرقہ
آب تسنیم کا جب ہاتھ میں ساغر آیا

خس و خاشاک مدینہ سے ہوا اڑ کے دل صاف
شکر ہے کام ہمارا تن لاغر آیا

پھاڑ کر نعت کے دیوان کا بنے گا جزدان
اے جنوں ہاتھ اگر دامن محشر آیا

ذرۂ رشتہ یہ جو گرے قدسیوں کے تار نظر
میں یہ سمجھا کہ تن زار کو بستر آیا

آیا روضہ سے تو مشکل ہے اٹھے اپنے قدم
پاؤں پر ضعف سے جھک کر جو مرا سر آیا

دل تو گنبد سے ملا روح کلس سے لپٹی
دور سے سامنے جب روضۂ انور آیا

حق نے دکھلایا صباحت پہ ملاحت کا شرف
آپ سے پہلے جو یوسف سا پیمبر آیا

سیکڑوں کوس ہے جو ذرۂ طیبہ سے قمر
دن میں ہونے کو مقابل وہ مقرر آیا

روح مومن کو ملا کیوں تن خاکی یا رب
صاف آئینہ گیا ہو کے مکدر آیا

تھا جو بگڑا وہ بنا آکے در حضرت پر
زور پہ میرے مقدر کا مقدر آیا

اہل محشر کو ہو مژدہ کہ ہوا ختم حساب
دیکھو حامد وہ لیے نعت کا دفتر آیا

جو طفل اشک مری چشم سے نکل آیا
ادب سے روضۂ انور میں سر کے بل آیا

شب فراق نبی میں بلا کی ظلمت ہے
نظر فلک پہ قمر کی جگہ زحل آیا

نظر پڑا نہ کہیں نقش پا مدینہ میں
کہ آیا جو ترا عاشق وہ سر کے بل آیا

نبی کے مطلع ابرو کا اور حسن بڑھا
کہ مستزاد ہوا جو جبیں پہ بل آیا

دل شکستہ میں مہماں ہوا خیال نبی
ہمارے کام یہ ٹوٹا ہوا محل آیا

اگرچہ طول زماں ہو گیا شب اسریٰ
مگر نہ دور کواکب میں خلل آیا

کیا جو قابل گلگشت حق نے باغ جناں
تو سیر کرنے کو محبوب بے بدل آیا

جو دور آپ کو کھینچا ریاض طیبہ سے
تو نخل کا ہکتاں میں کبھی نہ پھل آیا

ملوں گا قبر میں یاران رفتہ سے جا کر
خوشی کا روز ہے کپڑے نئے بدل آیا

نجات امت عاصی کا لکھ دیا فرمان
شہ سریر شفاعت کا جب عمل آیا

سحر ہوا اس شب غم کی جو روز حشر آئے
نہ آیا آج تو کس کام کا جو کل آیا

جو خواب چشم میں آیا دمِ خیالِ نبیؐ — طمانچے مارے فرشتے نے کہ بے محل آیا
لحد میں ہم تو نکیرین فکرِ نعت میں تھے — تمہارے آنے سے اوقات میں خلل آیا
ہماری روح تو سیدھی گئی مدینہ کو — دوادوش سے ترے ہاتھ کیا اجل آیا
لکھی تھی نعت تو پڑھتے درود لائے ملک — جو روزِ حشر مرا نامۂ عمل آیا
رکاب تھامتے کیوں کر براق کی جبریل — کہ ایک جست میں سدرہ ملک اچھل آیا
جو دیکھا دور سے روضہ تو مثلِ فوارہ — مژہ پہ شوق سے خونِ جگر اچھل آیا
گیا خیال جو نعتِ غلافِ روضہ تک — لباسِ شاہدِ معنی میں عطر مل آیا

ہزاروں سننے کو محشر میں ساتھ ہیں قدسی
بڑے جلوس سے حامد لیے غزل آیا

کونسا حشر کے دن خوف کا ساماں نہ ہوا — پر یہ حضرتؐ کا کرم تھا میں ہراساں نہ ہوا
ربنا اغفر جو کہا محو ہوئے سارے گناہ — ایک فقرہ کا مرا دفترِ عصیاں نہ ہوا
جب خیال انکا گیا دل میں غضب آگ لگی — خیر گذری میری گھر میں مرا مہماں نہ ہوا
حشر میں اشکِ ندامت نے بجھایا اسکو — ایک چھینٹے کا مرے مہر درخشاں نہ ہوا
اڑ گئے رنگِ رخ و تاب و تواں ہوش و حواس — کون ہے جو ترے وحشی سے گریزاں ہوا
ابر کو دعوے ہم چشمی نہ اثر کیسا — کچھ ہنسی کھیل ہوا دیدۂ گریاں نہ ہوا
مجھ سے ناچیز کا کام آگیا لاشئی ہونا — حشر میں کوئی مرے حال کا پرساں نہ ہوا
کیوں نہ اقرار گناہوں کا کروں رب کریم — میں بھی کیا کوئی فرشتہ ہوا انساں نہ ہوا

عیشِ دنیا کے طلبگار نہیں تیرے گدا
کہ وہ مومن نہیں عالم جسے زنداں نہ ہوا

بحرِ دنیا میں فنا کا نہیں ڈر مثلِ حباب
غم نہیں کچھ بھی جو گھر میں مرے ساماں نہ ہوا

خوب سوجھی کہ ہوا پہلے سے آ کر روپوش
مہرِ بطحا سے مقابل مہ کنعاں نہ ہوا

شق ہوا بدر سزا حسن کے دعویٰ کی ملی
کیوں وہ شکلِ مہِ نو سر بگریباں نہ ہوا

روح میری ہوئی خود جا کے درِ شہ پہ فدا
شکر ہے موت کا شرمندۂ احساں نہ ہوا

گو نہ دیکھا رخِ شہ یاد کیا انکا کلام
دل محدث تو ہوا حافظ قرآں نہ ہوا

دل اڑا اجل کے مگر رہ گئی حسرت باقی
شمعِ روضہ کا ترے دودِ پریشاں نہ ہوا

مثل کس طرح سے ممکن ہو کہ حضرتؐ کے سوا
کوئی اول سببِ عالم امکاں نہ ہوا

دلِ سوزاں تہِ مژگاں نہ کیا آہ سے سرد
گل ہوا سے یہ چراغ تہِ داماں نہ ہوا

شکر ہے پاس مدینہ تھا وہیں پہنچی روح
آفتِ جان سفرِ روضۂ رضواں نہ ہوا

فکرِ تبدیل نہیں جامۂ عریانی کی
کبھی محتاج قبا کا تنِ عریاں نہ ہوا

حج مبرور نہ رہے عید مبارک اس کو
جو منا میں ترے آثار پہ قرباں نہ ہوا

پھینک دوں گا دلِ نالاں جو رہِ طیبہ میں
جرسِ قافلۂ ریگ بیاباں نہ ہوا

تا دلا ترفعوا اصواتکم آیا دل کو
یہ ادب تھا ترے روضہ میں کہ نالاں نہ ہوا

واں یہ رحمت مری ٹوٹی ہوئی توبہ مقبول
یاں یہ جرأت کہ خطا سے میں پشیماں نہ ہوا

تیرے دیوانۂ ابرو کا ہے انگشت نما
کہ مہِ نو کا کبھی چاکِ گریباں نہ ہوا

گو عطارد بھی ثنا خوانِ نبیؐ ہے لیکن
رشک ہے اسکو کہ حامد سا سخنداں نہ ہوا

روضہ میں نکلا لب سے وہ نالا — سن کے ملک نے دل کو سنبھالا

ہم نے وہ نالہ دل سے نکالا — چکر میں گردوں کو ڈالا

اِن ھُوَ اِلاّ وحیٌ یُوحیٰ — نطق نبیؐ ہے سب سے نرالا

بے ہوشی ہے یادِ نبی میں — جب سے ہم نے ہوش سنبھالا

دل میں ہے ان کا روئے منور — ہے وہ اندھیرے گھر کا اجالا

خوف ہوا کیا جب ہجرِ نبی میں — حشر کا دن ہے دیکھا بھالا

غنچہ کے ہے ورقوں میں لطافت — نعت نبیؐ کا ہے وہ رسالہ

حسرتِ مردہ کا ہے جنازہ — نالوں کے سر پر دل نے نکالا

یاد جو آیا خارِ مدینہ — پھوٹ کے رویا دل کا چھالا

میرے گناہوں کی یہ سیاہی — ابرِ کرم ہے دھونے والا

روضہ کا گنبد دور سے چمکا — شوق نے ہاتھوں دل کو اچھالا

پیار کیا عاشق کو تیرے — قبر نے ہم کو بغل میں پالا

آہِ سرد اور اشکِ خنک سے — دل کو پڑا ہے ہردم پالا

روضہ میں وہ ماہِ عرب ہے — گنبد ہے اس چاند کا ہالا

نعت کے بدلے لیں گے حامد
خُلد اِن شاء اللہ تعالیٰ

سامنے وہ مصحفِ رُو آگیا — دیدۂ تر وقتِ وضو آگیا

آپ کو اے چرخ ستمگر نہ کھینچ
اب تو میری آہ میں تو آگیا

یاد رخ شاہ میں گریاں رہا
چشم گل تر میں لہو آگیا

مست مے حب نبی ہم ہوئے
نشہ یہ بے جام و سبو آگیا

آئیگا کب گیسوئے حضرت نظر
دل میں کدر جب سر مو آگیا

نزع میں اے لطف خیال نبی
غم نہیں مرنے کا جو تو آگیا

شہ سے نہ خلوت میں ہوئی عرض حال
سامنے محشر کا غلو آگیا

کیا تجھے دیکھے کوئی اے مہر حشر
سامنے وہ روئے نکو آگیا

سرخ ہیں مژگاں کہ دل چاک کا
بہ کے کوئی تار رفو آگیا

چشم میں دل آیا ہے اشکوں کے ساتھ
آب کا خیمہ لب جو آگیا

رونے سے ہے چرخ ستمگر کو رحم
لو مرے چھینٹے میں عدو آگیا

نعت کا دیوان تو عطار دکھا
بحث کو حامد سے جو تو آگیا

دیکھ لوں نزع میں اے شہ خوش نما
آپ دکھلائیں ذرا آئینہ رو اپنا

مثل کیا آپکا ہو ختم ہوئی یکتائی
ساتھ سایہ کبھی نہ لایا قد دلجو اپنا

بحر رحمت میں ملا جاکے بنا در یتیم
جب گرا شرم گناہ سے کوئی آنسو اپنا

جستجو کرتا ہے جنت میں ترے روضہ کی
گھومتا طائر جاں پھرتا ہے ہر سو اپنا

عشق ابروئے نبی میں نہ چلی ناوک آہ
کہ مہ نو بھی بچانے لگا پہلو اپنا

کیوں نہ میزاں میں گناہوں کا سبک ہو پلہ
کہ ہوا تیرِ دعا اس میں ترازو اپنا

خاکِ طیبہ یہ جمی سر پہ کہ جھاڑے سو بار
موئے سر سے نہ گھٹا بارِ سرِ مو اپنا

آپ طیبہ کو چلا چھوڑ گئے تنہا ہم کو
کون ہمدم ہو دلا جب نہ ہوا تو اپنا

چاہ میں نہرِ مدینہ کی ہوا اتنا جو وصال
قصر ہے گلشنِ جنت میں لبِ جو اپنا

جان فدا کرتے درِ شاہ پہ مرتے سو بار
ہے یہ حسرت کہ اجل پر نہیں قابو اپنا

آہِ سوزاں نہ جلا دے تجھے اے پیرِ فلک
ہم ہیں مجبور ہوا پر نہیں قابو اپنا

ضعف میں اور تو ہمت نہ کسی کی پائی
سر کو دیتا ہے سہارا کبھی زانو اپنا

چشم میں وہ دردِ دنداں ہیں رواں ہیں آنسو
گر پڑا آبِ گہر پہ کئی چلو اپنا

ہجرِ طیبہ میں یہ ہے آہ فغاں کی کثرت
کہ زباں سے کبھی ملتا نہیں تالو اپنا

پارۂ عنبرِ اشہب ہوئے خوشبو سے نجوم
شہ نے کھولا شبِ اسریٰ میں جو گیسو اپنا

نعت کے بعد ثنا اتنے لکھے تھے دیوان
لایا محشر میں تو شل ہو گیا بازو اپنا

خاکِ طیبہ وہ معطر تھی بدن کو جو ملی
ہو گیا جامۂ عریانی بھی خوشبو اپنا

دیکھے امت بھی شبِ قدر دعائیں ہوں قبول
چھوڑیں حضرت رخِ روشن پہ جو گیسو اپنا

شہ نے ہر قطرہ بنایا ہے فلک پر اختر
پھینک کر آبِ وضو کا کوئی چلو اپنا

سوزِ دل روضہ میں کس طرح بیاں ہو حامد
کہ زباں بند ہے اور خشک ہے تالو اپنا

کیا کہوں مدینہ میں قدسیوں سے کیا پایا
جس جگہ قدم رکھا کوئی دل پڑا پایا

ساتھ اشک کے بہہ گیا دل مدینہ کو
طفلِ بے زباں ہم نے اسکا رہنما پایا

تھی مسافر مسکیں روح دل میں جب آئی
کوئی دم ٹھہرنے کو خانہ خدا پایا

سیکو روضۂ شہ میں حاضری کی خدمت تھی
ہر ملک کو محشر میں صورت آشنا پایا

روح عاشق حضرت جا چکی مدینہ کو
موت سے کوئی پوچھے آکے تو نے کیا پایا

دل ہمارا جب ٹوٹا تب کھلا در عرفاں
اس شکست میں ہم نے فتح کا مزا پایا

بیخودی ہوئی رخصت آکے روضۂ شہ میں
ہوش اپنا مدت میں گم کیا ہوا پایا

چشم تر کے رستہ سے دل میں لایا وہ نہیں
شکر ہے کہ یہ وحشی راہ پر لگا پایا

رحم کی توقع تھی پیر چرخ سے لیکن
اور بڑھ گئی طاقت آہ کا عصا پایا

تھے جو منتہا معراج اس لیے ازل میں بھی
نام شہ کا آدم نے عرش پر لکھا پایا

خوف روز محشر سے جان تلاش کو پہنچی
روضۂ منور کے پردہ میں چھپا پایا

خوف روز محشر سے کانپتا تھا دل لیکن
آپ کی عنایت سے حسب مدعا پایا

دل گیا جو سینہ سے جان تلاش کو پہنچی
روضۂ منور کے پردہ میں چھپا پایا

ایک شمع کا جلوہ ہر طرف تھا روضہ میں
آئینہ لگا دل کا ہم نے جابجا پایا

شہر خامشاں میں کیا جی ہمارا گھبرائے
کوئی ہموطن دیکھا کوئی آشنا پایا

نعت کا ہر اک مصرعہ نخل تازہ ہے حامد
ہم نے عرصۂ محشر سب ہرا بھرا پایا

الٰہی دونوں حرم کا جلوہ نظر سے پنہاں کبھی نہ کرنا
جو دل کو کعبہ بنا دیا ہے تو میرا سینہ مدینہ کرنا

ہمارا وقت اخیر آیا فراق اے بیکسی نہ کرنا
نہ چھوڑے مرقد میں بھی رفاقت خیال بیگانگی نہ کرنا

جو دشت طیبہ سے اٹھ چلے ہم تو ضعف نے روک کر کہا ہو برہم
کہا یہ لغزش نے پاؤں پڑ کر قصد ایسا کبھی نہ کرنا

ہوئی بدن سے جو روح رخصت تو ہم کو کر دی گئی نصیحت
مسافر و ہم کو ہے کس کی الفت کسی سے پھر دوستی نہ کرنا

اجل سے وعدہ کیا ہے ہم نے کہ آکے لیجائینگے پیمبرؐ
حضورؐ تشریف جلد لائیں خجل ہمیں یا نبیؐ نہ کرنا

ہماری جاں کو ہے شوق طیبہ اسکو چلنے سے روک رکھنا
نہ آسکے وہ ہمارے لب تک یہ زور بے طاقتی نہ کرنا

ہنسا تھا شبنم پہ پھول کھلا کر خزاں نے مارا طمانچہ آکر
کسی کے رونے پہ اے گل تر کبھی پھر ایسی ہنسی نہ کرنا

رہ مدینہ میں کیوں ادب سے ہمارا روکا ہے شور افغاں
سو وہ بھی مثل جرس ہے نالہ کبھی تو کرنا کبھی نہ کرنا

جدا نہ ہو وقت بیکسی میں کہ عشق حضرت کی ہے نشانی
نہیں مناسب ہے تجھکو اے غم ہمارے دل کی خوشی نہ کرنا

جو ضبط عشق نبیؐ ہے اے دل تو کیوں یہ غل ہے کہ یا محمدؐ
خفی ہے حضرت کا جب تصور تو پھر یہ ذکر جلی نہ کرنا

چلا ہے ذہن رسا فلک پہ کہ لائے تشبیہ ابروئے شہ
نہ منہ چھپانا نہ چھپ کے آنا ہلال پہلو تہی نہ کرنا

تجھی کو زخم جگر ہے زیبا یہ عشق حضرت میں مسکرانا
جو غم کی صورت دہن گیا ہے تو میرے دل کی ہنسی نہ کرنا

پڑا نہ ابرو پہ بل نبیؐ کی جو آئی امت دم شفاعت
دہی ہے نسبت علیہ سے اس کا قبلہ سے ہے زیبا کجی نہ کرنا

نہ ہو سکا ضبط شور فغاں جب پہنچا روضہ میں وہ بھولا
میں دلکو سمجھا گیا تھا کلام دیوانگی نہ کرنا

جھکا تھا بے اذن شہ در پہ ہوا نہ سجدہ کبھی میسر
اب اس بڑھاپے میں پیر گردوں پھر ایسی بے دانشی نہ کرنا

جو روز محشر نہیں ہے کافی کلام حامد رہا ہے باقی
تو شب کو محفل بنا کے سنتا حضور رخصت ابھی نہ کرنا

شیکہ سے روضہ میں گذر کر گیا
خوب دل زار جگر کر گیا

سینہ میں کیا ڈھونڈتی ہیں حسرتیں
دل تو مدینہ کو سفر کر گیا

لخت جگر پر ہے رواں طفل اشک
کشتی میں دریا سے اتر کر گیا

دور جو امت سے رہا شور حشر
یا شہ دین آپ کا ڈر کر گیا

قبر میں احسان ہے ترا شورِ حشر
آمدِ حضرت کی خبر کر گیا

صابر و شاکر تھا یہ مہمانِ روح
خانۂ خاکی میں بسر کر گیا

تیرے تصور کو کھلی دل میں راہ
تیرِ غمِ عشق جو گھر کر گیا

قافلہ کے ساتھ مدینے چلا
شوق مرے دل کو خبر کر گیا

عرض کی حاجت نہ ہوئی حشر میں
لطفِ نبی ﷺ سب پہ نظر کر گیا

ابر کو رقت ہے مرے حال پر
سبزۂ تربت کو جو تر کر گیا

کرکے ستم چرخ ہوا سرنگوں
نالہ مرا کچھ تو اثر کر گیا

حشر میں تھے نعت کے سب منتظر
پل سے جو حامد میں اُتر کر گیا

اُمتی ہنگامۂ محشر سے گھبرائیں گے کیا
بہرِ تسکیں رحمتِ عالم نہ آجائینگے کیا

دل میں تھی حضرت کی صورت آگیا زنگ کیا
آئینہ میلا ہوا اُن کو دکھلائینگے کیا

اس قدر سمٹے خجالت سے کہ غنچے ہو گئے گر
اس سے بڑھ کر تیرے آگے پھول شرمائینگے کیا

خارِ طیبہ کی خلش کے لطف سے غافل ہیں یہ
آبلے شاکی ہوں ایسے پاؤں سو جائینگے کیا

چوٹ میں دل کی مزہ ملتا سو طیبہ کو گیا
ہم چلے ملکِ عدم کو تو کہ ہے کھائینگے کیا

ٹھہری ہے رخصت مدینہ سے تو روضہ میں کھڑے
سوچتے ہیں ہم دلِ مضطر کو سمجھائینگے کیا

مدح خواں ہوں قبر میں آئیں گے سنکر نکیر
دیکھتا ہوں تحفۂ جنت مجھے لائینگے کیا

بیخودی ہے یادِ حضرت میں ہماری چشمِ تر
چھینٹے شکوے کے نہ دے ہم ہوش میں آئینگے کیا

جوشِ گریہ میں چلے نالے فلک پر کس لیے
عین بارش میں یہ جا کر آگ برسائیں گے کیا

لختِ دل ہیں چشمِ تر میں سوزِ غم سے کیا خطر
تر ہیں آبِ سرد میں یہ پھول مرجھائیں گے کیا

عمر بھر رکھا کراماً کاتبین کو دوش پر
گٹھڑیاں دفتر کی اپنے ہم سے اٹھوائیں گے کیا

لے چلے نقشہ ترے روضہ کا قدسی کھینچ کر
قصرِ جنت ہیں اسی صورت کا بنوائیں گے کیا

چشمۂ فیض و کرم دریائے رحمت ہیں نبی
جامِ کوثر کیلیے امت کو ترسائیں گے کیا

لے چلیں حوروں کو غازہ خاکِ طیبہ کا ضرور
ہاتھ خالی گلشنِ فردوس میں جائیں گے کیا

جان کھانے کو ہماری آئے کیوں دردِ الم
یہ پرانی ہے مٹھائی وہ مزہ پائیں گے کیا

لے نہیں چلتے غزل دربارِ شہ میں سب کے ساتھ
منتظر حامد ہو کیوں خود تم کو بلوائیں گے کیا

دل سے تا چرخِ بریں نالہ ہمارا اٹھا
خوب اللہ کے گھر کا یہ منارا اٹھا

دودِ دل لے کے جو آہوں کا شرارا اٹھا
طفلِ اشک آئے یہ کہتے کہ غبارا اٹھا

کم قیامت سے نہ تھا روزِ فراقِ طیبہ
فتنۂ حشر کہاں سے یہ دوبارا اٹھا

ناتوانی کا اثر ہجر مدینہ میں یہ ہے
درد بھی لے کے مرے دل کا سہارا اٹھا

عشق حضرت میں پلک ڈوب گئے اشکوں سے
عین دریا سے نہ اونچا یہ کنارا اٹھا

رتبہ کیا امتِ مرحومہ کا ہے روزِ جزا
جو اٹھا قبر سے اللہ کا پیارا اٹھا

بزم ہے آمدِ شہ کی تو مرا نالۂ دل
سرِ قعد سنتے ہی مولد کا ات را اٹھا

چشم میں سینہ سے دل آیا ہے روضے میں ترے
آج بیمار یہ دکھ درد کا مارا اٹھا

نعت کے ہم نے ورق پھاڑ لیے محشر میں
ضعف سے نامۂ اعمال نہ سارا اٹھا

ہے فلک نعت و انوار میں طیبہ کی زمیں
ہاتھ سے ذرہ اٹھایا تو ستارا اٹھا

چھوڑ کر خواب لحد طالبِ دیدار ترا
جاگتا تا بہ ابد کر کے گوارا اٹھا

پھول میں جالیوں کے شاخ لگائی تازہ
ملکے شیکہ سے نہ پھر ہاتھ ہمارا اٹھا

روزِ غم میں یہ مرا بیٹھ گیا رعب اسیر
فتنۂ حشر کو جب میں نے پکارا اٹھا

نوکِ مژگاں سے گرے دیدۂ تر کے آنسو
قد آدم ہے یہ فوارہ ہزارا اٹھا

پھر نہ اٹھا دلِ بیتاب زمیں پر جو گرا
ہاتھ سے ہم نے اٹھایا تو نہ پارا اٹھا

دوش پر اپنے ملک کیوں نہ اٹھائیں حامد
کہ جنازہ درِ حضرت سے ہمارا اٹھا

تولد جب ہوا خیر البشر کا
ذرا سا منہ نکل آیا قمر کا

نہیں اٹھنا عبث دردِ جگر کا
خدا جانے ارادہ ہے کدھر کا

ہوئی کیا روزِ غم کی آمد آمد
کہ چہرہ زرد ہے شمعِ سحر کا

ہزاروں دل کے آئینے ہوئے صاف
غبار اٹھا جو تیری رہ گذر کا

اسی پر رو دیا اے شمع تو نے
دیا تھا ساتھ میرا رات بھر کا

کیا نقصان ہمارا کیا اجل نے
نہیں گا کے آستاں سے سر نہ سرکا

نہ کر اے چارہ گر تدبیر ناسور
یہ در ہے کوچۂ زخمِ جگر کا

تری مسواک ندان کو میں سمجھا
شجر سینچا ہوا آبِ گہر کا

نہیں ہے ابر شاید اڑ گیا ہے
کوئی ٹکڑا مرے داماں تر کا

بنا سایہ حرم کا کاکلِ حور
ملا ہے کچھ ادھر کا کچھ ادھر کا

گیا میں آپ سے طیبہ میں پہنچا
اجل پوچھے گی رستہ میرے گھر کا

نہ چھوٹے فکر سے بعدِ فنا بھی
رہا کھٹکا لگا عمرِ دگر کا

غبارِ فرشِ روضہ جھاڑنے کو
ملائک لائے ہیں دامن نظر کا

ولا اشکوں کا آب و دانہ لے ساتھ
ارادہ ہے جو طیبہ کے سفر کا

ثنا گردن پہ لطفِ موئے سر کی
وظیفہ ہے مرا پچھلے پہر کا

اثر ہے ضعف کا نالوں میں میرے
اٹھا سکتے نہیں احساں اثر کا

نیا پیدا ہوا ادراک ستم گر
بنا ہے آسماں دود جگر کا

زیارت کرتی ہیں رضواں کی حوریں
کہ درباں بن کے آیا تیرے در کا

مرا محشر میں حامد پوچھنا کیا
کہ میں مداح ہوں خیر البشر کا

ورقِ مدحتِ گیسو نہ اٹھا
ضعف سے بارِ سرِ مو نہ اٹھا

ہوگئی صبح کہ پیری آئی
طالعِ خفتہ ابھی تو نہ اٹھا

بارِ غم دل پہ یہ تھا مرقد میں
بسترِ خاک سے پہلو نہ اٹھا

ضعف کا ہے یہ اثر رونے میں
جو گرا خاک پہ آنسو نہ اٹھا

غنچہ گل دہنِ شہ کے حضور
سو حجابوں میں چھپا رو نہ اٹھا

تیری امت پہ ستم سے ہے خجل
جھک کے پھر چرخِ جفا جو نہ اٹھا

بارِ گل سے چمنِ طیبہ میں
شاخِ اشجار کا بازو نہ اٹھا

شبِ اسریٰ نکل آتا خورشید
رخ سے اس واسطے گیسو نہ اٹھا

چین مرقد میں یہ تھا حشر تلک
پانوں پھیلے رہے زانو نہ اٹھا

ہے وہ کیا دستِ دعا تیرِ نبیؐ
جو سوئے کعبہ ابرو نہ اٹھا

نعت کی فکر میں حامد ہے سکوت
کہ زباں سے کبھی تالو نہ اٹھا

ہر گل ہے تازہ داغِ فراقِ حبیب کا
سینہ ہے مقبرہ دلِ جنت نصیب کا

نبضِ مریضِ عشقِ نبیؐ کی تڑپ سے ہے
سر پر پڑا ہے ہاتھ اچھل کر طبیب کا

طیبہ کو دل چلا نہ گئے عقل و ہوش ساتھ
رہبر ہو کون ایسے مسافر غریب کا

تکتا ہی تجھ کو دیدۂ قوسین رہ گیا
حیرت زدہ ہے حسن و جمال عجیب کا

آنکھوں سے کیوں نہ دل میں تصور نبیؐ کا آئے
اس گھر میں گھر کیوں نہ ہے رستہ قریب کا

بولے ملک کہ فاستمعوا الذکر انصتوا
منبر پہ شہ کے رتبہ یہ دیکھا خطیب کا

عاشق جمالِ شہ کا ہوں اے منکر و نکیر
کیا دخل میری قبر میں شکلِ مہیب کا

چلتے ہیں تیرے در سے ملائک دعا کے ساتھ
ب آگے آئے شورِ اجیب یا مجیب کا

کیوں مضطرب ہوں طالبِ دیدار روزِ حشر
قرآں میں صاف لفظ ہے وارد قریب کا

روضہ میں لوٹنے نہ دیا طفلِ اشک کو
جنبش مژہ کی ہے کہ طمانچہ ادیب کا

شبکہ کے پھول دیکھ کے لپٹا ہے دوڑ کر ۔ مرغِ نگہ نے کام کیا عندلیب کا
اے آہ میرا طالعِ خفتہ اچھل پڑا ۔ ممنون ہوا ہیں تیری صدائے مہیب کا
ڈھونڈا جو دل کو خانہ خرابی نے سینہ میں ۔ غم نے کہا یہ گھر ہے اسی بدنصیب کا
جاکر ملی تپاک سے جو آہِ شعلہ بار ۔ اس شمع کا ہے برق سے رشتہ قریب کا
آپسمیں عاشقانِ نبی کا ہے اتحاد ۔ کھٹکا فراق کا ہے نہ جھگڑا رقیب کا

حامد ہے شہ کے موئے معنبر کی نعت سے
سطروں میں لطفِ سنبلِ جنت کی طیب کا

گریہ میں دل کا اور نشاں کچھ نہیں ملا ۔ قطرہ سا اک لہو کا تہ آستیں ملا
بحرِ جہاں میں چین نہ دم بھر کہیں ملا ۔ مثلِ حباب اک نفسِ واپسیں ملا
وہ ہوش گم شدہ جسے ڈھونڈا تمام عمر ۔ مرقد میں شہ کے آنے سے زیرِ زمیں ملا
آباد شہ نے خانۂ قوسین کر دیا ۔ خالی جو تھا ازل سے مکاں بے مکیں ملا
تھم تھم کے درد کرنے لگا دل کی ہمدمی ۔ اٹھ اٹھ کے بیٹھ جاتا ہے وہ ہم نشیں ملا
ابرو پہ نقطے مردمِ چشمِ ملک کے ہیں ۔ مطلع یہ انتخابِ بیاضِ جبیں ملا
دل میں جگہ تھی حور و ملائک کے اس لیے ۔ سارے جہاں میں آپکا سایہ نہیں ملا
ٹھہری ہماری آہِ رسا جاکے عرش پر ۔ نیچا بہت جو گنبدِ چرخِ بریں ملا
سینہ میں میرے نام پہ نالے نکلتے ہیں ۔ آواز دادِ لختِ جگر کا نگیں ملا
پھر اور کچھ ازل میں نہ مانگا کریم سے ۔ عاشق نبی کا جیبِ دل اندوہگیں ملا

سینہ میں دل میں چشم میں روضہ میں خلد میں
ڈھونڈا جہاں حضور کا جلوہ وہیں ملا

جائینگے درد و حسرت و ارماں نہ چھوڑ کر
سینہ میں گھر ملا تو بہت دل نشیں ملا

پایا نبیؐ کا شربتِ دیدار نزع میں
زہرِ اجل میں بھی مزۂ انگبیں ملا

بعدِ فنا بھی لشکرِ غم سے نہیں نجات
کیا فائدہ فرار سے جانِ حزیں ملا

کیا کیا ہیں زیرِ خاک نہاں آفتابِ دیں
روشن تمام تختۂ زیرِ زمیں ملا

ناحق تھی توشۂ سفرِ آخرت کی فکر
دروازہ خلد کا ترے در سے قریں ملا

زاہد قصورِ خلد پہ مرتے ہیں اور ہمیں
سب کچھ ملا جو روضۂ سلطانِ دیں ملا

حامدؔ نبیؐ تو آئے مگر تھا ہجومِ غم
دل میں بھی عرضِ حال کا موقع نہیں ملا

شوق کا زور مرے ضعف نے چلنے نہ دیا
دل سے ارماں ترے روضہ میں نکلنے نہ دیا

حلقۂ چشم میں ہے جلوۂ رخسارِ نبیؐ
باہر اس چاند کو ہالہ سے نکلنے نہ دیا

قدسیوں کو یہ دبایا ہے ادب نے آکر
سامنے آپ کے زانو بھی بدلنے نہ دیا

چھوڑتا تیرے تصور سے نہ زنہار قدم
بیقراری نے مگر دل کو سنبھلنے نہ دیا

سیدھے مژگاں سے گرے اشک کے لختِ دل نے
روک دی راہ یہ فوارہ اچھلنے نہ دیا

جوشِ گریہ نے ٹھہرنے نہ دیا مثلِ حباب
چشم کو سنگِ درِ شاہ پہ ملنے نہ دیا

شوقِ نظارۂ روضہ کا ہے احسان دمِ نزع
سوئے جنت مری گردن کو بھی ڈھلنے نہ دیا

ضبطِ الفت کا بھلا ہو کہ دلِ سوزاں کو
شمعِ خاموش کی مانند پگھلنے نہ دیا

یادِ صحرائے مدینہ کی یہ دیکھی تاثیر
دل مرا گلشنِ جنت میں بہلنے نہ دیا

وصفِ اشجارِ مدینہ سے ملا ظلِ کرم
حشر کے روز مجھے دھوپ میں جلنے نہ دیا

دونوں ہاتھوں کا سہارا ہوں دعا کو دیتا
پانوں سے اپنے اسے ضعف نے چلنے نہ دیا

طفلِ اشک اپنے ترے روضہ میں دھب سے گرتے
دستِ مژگاں نے مگر پاؤں پھسلنے نہ دیا

صرف حضرت کی شفاعت نے بچایا مجھ کو
روزِ محشر میں ذرا حسنِ عمل نے نہ دیا

مرضِ عشق میں دم کھینچ لیا نالوں نے
جب لیا میں نے سنبھالا تو سنبھلنے نہ دیا

نزع میں آئی ہے کس منھ سے رفاقت کیلیے
جب شبِ غم میں مرا ساتھ اجل نے نہ دیا

آئی ہر شعر پہ آواز کہ حامدؔ احسنت
لطف کیا کیا درِ روضہ پہ غزل نے نہ دیا

تیری امت کو غم ذرا نہ ہوا
حشر یکساں رہا ہوا نہ ہوا

گھر سے سینہ کے دل روانہ ہوا
پھر کبھی مہمانِ غم جدا نہ ہوا

اب نئی بات کیا ہے محشر میں
روزِ غم میں ہمارے کیا نہ ہوا

ہجرِ طیبہ میں رنگِ رخ بھی مرا
جا کے پھر صورت آشنا نہ ہوا

زخمِ دل شکرِ شورِ غم نہ کیا
تجھ سے حقِ نمک ادا نہ ہوا

موجِ سیلابِ اشک نہ کیا کم ہے
غم نہیں گھر میں بوریا نہ ہوا

روحِ عشاق پہنچی روضہ میں
کوئی منت کشِ قضا نہ ہوا

خاکِ طیبہ کو میری پہنچاتی
تجھ سے اتنا بھی اے صبا نہ ہوا

دل میں اے نالۂ شوریدہ غل کیسا
گھر ہوا خانۂ خدا نہ ہوا

رشک ہے شاہ کو گدا پہ ترے
عاملِ نقشِ بوریا نہ ہوا

ہم کو رحمت نے ایسا پاک کیا
جیسے کوئی عمل بُرا نہ ہوا

کیا وہ سمجھے حکومت دارین
جو درِ شاہ کا گدا نہ ہوا

ہے گلابی لباسِ طفلِ سرشک
خونِ دل جم گیا جدا نہ ہوا

تیرے مستوں کا بعدِ محشر بھی
لبِ کوثر سے لب جدا نہ ہوا

کیا سبک رَو براق تھا کہ کہیں
سیکڑوں کوس نقشِ پا نہ ہوا

مر گیا ہوگا بختِ خفتہ مرا
اثرِ نالۂ رسا نہ ہوا

وردِ نعتِ نبی ہے قبر میں بھی
موت آئی مگر قضا نہ ہوا

مدح خواں ہے دبیرِ چرخ، تو کیوں
پیشِ حامدؔ غزل سرا نہ ہوا

سروِ جنت ہیں شبیہِ قدِ موزوں کیا کیا
ایک مصرع سے نکالے گئے مضموں کیا کیا

فکرِ اظہار میں ہے طالعِ وارون کیا کیا
سوجھتے خواب میں بھی ہیں اسے مضمون کیا کیا

پھول چھالے میں گلِ شمع بنا روضہ میں
رنگ لایا ہے ہمارا دلِ پُرخون کیا کیا

پھول انجم کے بنے چرخ پہ سب نقشِ قدم
گل فشاں ہے شبِ اسریٰ ترا گلگوں کیا کیا

عرض کی رعب و ادب سے جو اجازت مل جائے
دیکھتا کہتا ہے پھر آپکا مفتوں کیا کیا

حشر کے دن کا ہے کیا خوف کہ روزِ غم میں
ایسے ہم دیکھ چکے فتنۂ گردوں کیا کیا

ڈھونڈتی پھرتی ہے محشر میں گنہ گاروں کو
امتی تیری شفاعت کے ہیں ممنوں کیا کیا

تیرگی میں نئی روشنیِ طبع میری
قبر میں سوجھتے ہیں نعت کے مضموں کیا کیا

کوئی تشبیہ تو ملجائے دہن کی تیرے
غنچے اس فکر میں کرتے ہیں جگر خون کیا کیا

کوئی نعمت نہیں جو روضہ شہ میں نہ ملی
شوقِ دل تھک کے یہ کہتا ہے کہ اب لوں کیا کیا

جی تو لگتے ہی لگے گا چمنِ جنت میں
لطف طیبہ کے ابھی دل سے بھلا دوں کیا کیا

حوصلہ نعت کے لکھنے کا ہے کس کو باقی
کر چکا تیری ثنا خالقِ بیچوں کیا کیا

حشر میں ساتھ تو ہیں نعت کے دفتر حامدؔ
ایک دن میں شہِ والا کو سنا دوں کیا کیا

روضہ میں طفلِ اشک مژہ سے نکل گیا
بے دست و پا کو شوق یہ تھا سر کے بل گیا

اک شعرِ نعت پڑھتے ہی جنت کی راہ لی
فقرہ ہمارا عرصۂ محشر میں چل گیا

اترہی نہیں یہ روضۂ انور سے چاندنی
پائے نظر قمر کا زمیں تک پھسل گیا

عاصی تھے اب ہیں حشر میں مشہور جنتی
لطفِ نبیؐ سے نام ہمارا بدل گیا

تیرے مریضِ عشق کا اللہ رے اضطراب
رکھا جو ہاتھ نبض پہ ہاتھوں اچھل گیا

حبِ نبیؐ کو ساتھ لیا تب ہوا قبول
محشر میں میرے ساتھ جو حسنِ عمل گیا

تیرے کرم سے خاتمہ بالخیر جب ہوا
پھر فکرِ حشر کیا ہے برا وقت مل گیا

محشر میں عاشقانِ نبیؐ کا یہ ہے کلام
اچھی ہے دھوم دھام ذرا جی بہل گیا

پیرِ فلک کی عمر نہ پھر بھی ہوئی تمام
گو طولِ روزِ غم میں زمانہ بدل گیا

لطفِ نبی ﷺ ہے اُمتِ عاصی کا دستگیر
جسکو ہوئی صراط پہ لغزش سنبھل گیا

چمکا جو روضہ طائرِ جاں دور سے اُڑا
مرغِ نظر سے کوس بھر آگے نکل گیا

سینہ میں الجھا تارِ نفس سوزِ غم کیا تھا
رسی تمام جل گئی لیکن نہ بل گیا

سب اُمتی حضور میں پہنچیں گے بعدِ مرگ
کیا غم ہے کوئی آج گیا کوئی کل گیا

پیرِ فلک زمینِ مدینہ پہ لوٹ ہے
ذرّوں کی تاب دیکھ کے خورشید جل گیا

ناخواندہ اسکا نامۂ عصیاں دھرا رہا
حامدؔ حضورِ شاہ میں لے کر غزل گیا

لکھیں گے ہم حضور کا وصفِ جمال کیا
ہم کیا ہماری فکر ہمارا خیال کیا

روئے نبی ﷺ سے اسکو میں دیتا مثال کیا
خورشید منھ دکھانے لگا لال لال کیا

کس نور پر قمر کا فلک پر دماغ ہے
دُکھیا ہو جسکے ڈاہیں وہ صاحبِ کمال کیا

پہنچا جو آگے شہ کے تو کھوئے گئے حواس
لوگوں سے پوچھتا ہوں کہ دوں عرضِ حال کیا

اُمت تمام سایۂ ابرِ کرم میں ہے
خورشیدِ حشر آنکھ دکھائے مجال کیا

شاہی ترے فقیر جسے چاہیں بخشدیں
انکی نظر میں دولتِ دنیا ہے مال کیا

کیوں جائیں ہم ریاضِ مدینہ کو چھوڑ کر
باغِ بہشت ہم کو کرے گا نہال کیا

جب دو فرشتے نعت سنانے کو مل گئے
تنہائی کا ہے قبر میں ہم کو ملال کیا

قامت کی شہ کے نقل بنا کر ہے باغ باغ
اے سروِ باغِ خلد ہوا تو نہال کیا

جب تک نہ اسکو شربتِ دیدار ہو عطا
بیمار کی ہو تیرے طبیعت بحال کیا

دربارِ شہ میں جاتے ہی یہ بیخودی ہوئی
پوچھا حضور نے کہ کریں ہم سوال کیا

اقرارِ معصیت سے ہے امیدِ مغفرت
عذرِ گنہ نہیں ہے تو پھر قیل و قال کیا

رکھتے نہیں کبھی ہوسِ زر ترے گدا
سمجھے ہیں خوب مال کا ہوگا مآل کیا

دل تیرہ ہو تو ابروئے شہ کی نظر پڑے
ابرِ سیہ میں ہوگا طلوعِ ہلال کیا

زاہد ہیں عاصیوں کو حقارت سے دیکھتے
مخصوص ان پہ ہے کرمِ ذوالجلال کیا

پروانہ وار شمعِ حرم پہ گرا ہے دل
دم بھر میں خاک جل کے ہوا یہ کمال کیا

حامدؔ حضورِ شاہ میں چل کر پڑھو غزل
گھر بیٹھے کام آئے گی یہ بول چال کیا

کریں روضہ میں ہم ضبطِ فغاں کیا
کہ وحشی ہوتے ہیں آداب داں کیا

پہنچے گا دور کھینچ کر آسماں کیا
ہنسی ہے کچھ مری آہ و فغاں کیا

ہوئی گیسو سے تیرے زیبِ قوسین
نہ ہووے جس میں چلہ وہ کماں کیا

رہِ طیبہ میں اڑتے جاتے ہیں ہم
ہمارا ساتھ دیں تاب و تواں کیا

ترے در کے فقیروں کی نظر میں
جہاں کی سلطنت کیا اور جہاں کیا

فنا کا خوف کر چرخِ ستم گر
کہ ہوگا بعد پیری پھر جواں کیا

سہارا دے نہ جب تک رحمتِ حق
اٹھوں گا قبر سے میں ناتواں کیا

مرے دل کو تپِ عشقِ نبی ہے
شفا ہوگی نصیبِ دشمناں کیا

صدائے صور سے گھبرا گئے ہم
یہ صبحِ روزِ غم کی ہے اذاں کیا

سنادے نعتِ حضرت پیرِ گردوں
وگرنہ ہے مہِ نو کی زباں کیا

سکوت اپنا نہیں بیجا الٰہی
خجالت ہیں جوابِ عاصیاں کیا

بھرے ہیں قدسیوں سے نخلِ طیبہ
بنائے طائرِ جاں آشیاں کیا

حباب آسا ہیں ہم بحرِ جہاں میں
رہے گا بے نشانوں کا نشاں کیا

ہمیں دنیا و عقبیٰ میں نہیں غم
تمہارے ہیں یہاں اور وہاں کیا

دبیرِ چرخ مشکل ہے سمجھنا
کہ حامدؔ کا ہے اندازِ بیاں کیا

مایوس ہوں وصالِ نبی سے ضرور کیا
کے دن کی زندگی ہے قیامت ہے دور کیا

محشر میں فکرِ عذرِ گنہ کی ضرور کیا
سمجھا نہ دیں گے پاس بلا کر حضورؐ کیا

ہو تیرے رخ کا آئینہ قمر کو غرور کیا
ظلمت کبھی بھی جسکے ساتھ لگی ہو وہ نور کیا

مستوں کے ساتھ آتے ہیں کیوں زاہدانِ خشک
لٹتے ہیں ایسے جام شرابِ طہور کیا

جھاڑینگے اس سے روضۂ انور کا کیوں غبار
اپنا ہے صاف دامنِ مژگاں حضور کیا

دیکھا گیا مدینہ کا رستہ کوئی قریب
چلتا ہے ہم سے پیرِ فلک دور دور کیا

شرمِ گنہ سے قبر میں ساکت ہوں حشر تک
نکلے گی منہ سے بات خدا کے حضور کیا

کیسی ہی نارسا ہو پہنچ جائے گی دعا
در سے نبی کے بابِ اجابت ہے دور کیا

معراج میں تجلیِ حضرت سے ہے ضیا
پیدا کیا خدا نے دلِ شب میں نور کیا

بچ کر قدم رکھے جو تصور حضورؐ کا
ایسا ہے میرا شیشۂ دل چور چور کیا

ہو حق مجاور ہے ہیں جو روضہ کے سامنے
بھیجے قسیم دولتِ دنیا و دیں حبیب
کوثر سمجھ کے نہرِ مدینہ پہ جا پڑے

مستوں کا یہ محاف نہ ہوگا قصور کیا
ہوگا اب اور کثرتِ خفی کا ظہور کیا
مستوں کو آگیا ہے ابھی سے سرور کیا

حامد کی جب نظر سے نہ گزری کوئی غزل
ہو نعت کا دیرِ فلک کو شعور کیا

بخشا گیا گناہ سے خجل ہو کے جو گیا
طیبہ کو دل چلا نہ لیا ہم کو اپنے ساتھ
رویا میں بھی نہ رویتِ حضرت ہوئی نصیب
ہم بیکسوں کو یاد کرے کون بعدِ مرگ
حاصل ہے داخلی کا شرف اسکو خواب میں
محشر میں سوئے خلد چلے ہو کے پاک صاف
آیا تھا ابر کیوں مژہ تر کے سامنے
غفلت میں ساری عمر رہا ہاں حساب کیا
حالت خراب ہے تپِ عشقِ مدینہ میں
تنہا گیا مدینہ کو دیکھ وہ خارِ غم
طیبہ کو تخت دل جو نہ ہمراہ چل سکے
ڈرتا ہوں زیرِ پا مژہ آگئی زمیں

محشر میں جو بہ فیصلہ امت کا ہو گیا
یادش بخیر دل ہمیں دنیا سے کھو گیا
نیند آئی ہم کو طالعِ بیدار سو گیا
آیا جو ابرِ تر کبھی تربت پہ رو گیا
در پہ حضور کے جو سرا پا دن سو گیا
امت کے عیب ابرِ کرم آکے دھو گیا
کہتا ہے رعد نام ہمارا ڈبو گیا
آکر سرا دہر میں یارب میں سو گیا
غم بھی عیادتِ دلِ بیمار کو گیا
کانٹے ہمارے حق میں دلِ زار بو گیا
اشکِ رواں نے کی وہ طلامت بھگو گیا
آنکھوں سے میں حضور کے روضے میں کھو گیا

ملکہ غلاف روضہ کی جالی سے چشمِ نم
میں پھول اپنے لختِ جگر کے پرو گیا

سامان دل کی مجھ سے حفاظت نہ ہو سکی
ہوش و حواس راہِ مدینہ میں کھو گیا

نکلی جو آہ دیدۂ تر میں بھر آئے اشک
دو کشتیاں ہوا کا یہ جھونکا ڈبو گیا

سلکِ گہر رہے گی یہ حامد کی یادگار
رشتہ میں سطرِ نعت کے موتی پرو گیا

ہے عکس ماہِ نو ترے نعلِ سمند کا
اک پرتو ہے کہکشاں زیر بند کا

حامد کو روزِ حشر خطر کیا گزند کا
دیواں لکھا رسولؐ خدا کی پسند کا

الجھا جو دم سے آہ و فغاں سے لپٹ پڑا
بگڑا ہے کیا مزاجِ دلِ دردمند کا

خورشید ذرہ پر نہ مدینہ کے گر پڑے
پھینکا ہے میری آہ نے پھندا کمند کا

قصرِ جناں کو روضۂ شہ سے نہ دے مثال
عالی ہے حوصلہ میری طبعِ بلند کا

پیرِ فلک لگا کے روضہ کو کیا نظر
چشمِ ملک کے تل میں اثر ہے سپند کا

آیا ادب زیارتِ روضہ کے سیکھ کر
پابند ہو گیا ترا دیوانہ پند کا

دو ابروؤں سے تیری مہِ نو ہوا خفیف
آساں نہیں مقابلہ کرنا دوچند کا

دل چاک تیرے عشقِ دہن میں تو ہو چکا
غنچہ کو شوق پھر ہے عبث زہر خند کا

ہے بار بار مطلعِ ابرو کا مدح خواں
دل کو ہمارے شوق ہے ترجیع بند کا

ہم اشک پی گئے لبِ شیریں کی یاد میں
کیا زخمِ دل کے لب کو یہ شربت ہے قند کا

دیوانہ وقتِ صبح ہے خورشیدِ روزِ غم
ٹکڑا ہے منھ پہ رات کے مشکیں پرند کا

خلعت ہے فقر کا یہ گدا کی ترے گلیم
کس طرح اُڑ کے جائے مدینہ کو رخ کرے

کیا رتبہ بادشاہ کے مشکیں پرند کا
عادی ہے مرغِ قبلہ نما قیدِ بند کا

حامدؔ نبی سے حشر میں جو چاہے مانگ لو
دل توڑتے نہیں وہ کسی مستمند کا

گر نہ سایہ نظرِ خلق سے پنہاں ہوتا
بنکے پروانہ ترے نور پہ قرباں ہوتا

کاش مسکن کبھی مرا شہرِ خموشاں ہوتا
شہر کا شہر بیاباں کا بیاباں ہوتا

رفع وحشت کا مرے واسطے ساماں ہوتا
خانۂ دل میں جو طیبہ کا بیاباں ہوتا

دستِ بڑھکر کہو کیا خلق پہ احساں ہوتا
وہ نہ آتے تو کہاں عالمِ امکاں ہوتا

چرخ پر کھلتا ہے خورشید دمِ شقِ قمر
چومتا ہاتھ اگر میں مہِ تاباں ہوتا

خندہ رو ہوکے سحر گر شبِ غم میں آتی
ہاتھ ہوتے مرے اور اسکا گریباں ہوتا

دے نہ لے رحمتِ حق عالمِ غفلت کا حساب
لائق بحث نہیں خوابِ پریشاں ہوتا

موت مانگی تھی تمنا سے تو جینا کیسا
کیوں مسیحا کا میں شرمندۂ احساں ہوتا

لطف تھا سوختہ جانی میں سبک روحی کا
میں جو روضہ میں ترے دودِ پریشاں ہوتا

پاک کرنے کو تھا وہ دامنِ تر کے کافی
اشکِ توبہ میں جو ڈوبا مرا داماں ہوتا

رحم حامی تھا شفاعت بھی طرفداری پر
پھر میں کیوں فتنۂ محشر سے ہراساں ہوتا

دل سے آنکھوں میں رہا ان کا تصور آکر
خانۂ تنگ میں خوش کیا مرا مہماں ہوتا

دشتِ طیبہ کا جو سبزہ مجھے ملتا رضواں
باغِ جنت میں وہی سنبل و ریحاں ہوتا

آتے سیرِ چمن داغ کو گر وہ خوش قد
اٹھ کے ہر نالۂ دل سروِ گلستاں ہوتا

دیکھا امّت کو جو حضرتؐ کے قدم پر جھکتے
پیرِ گردوں کو یہ حسرت ہے کہ انساں ہوتا

غزلِ نعت کا ہر طائرِ مضموں حامدؔ
خلد میں جا کے کیوں مرغِ خوش الحاں ہوتا

دل روضہ میں جاتا ہے تو نالاں نہیں ہوتا
منزل میں جرس پہنچے تو افغاں نہیں ہوتا

کیا ظلمتِ دل میں نظر آئے گا مدینہ
شب کو مزۂ سیرِ گلستاں نہیں ہوتا

باقی رہی کیوں گردِ گنہ اے مژۂ تر
دریا کا مکدّر کبھی داماں نہیں ہوتا

یا رب ہمیں کیوں مجمعِ محشر میں بلایا
گر محفلِ میلاد کا ساماں نہیں ہوتا

سایہ قدِ نورانیِ حضرت کا ہو کیوں کر
یہ شمع وہ ہے دُود پریشاں نہیں ہوتا

طیبہ سے کبھی جانبِ فردوس بھاگا
دیوانہ ترے عشق کا ناداں نہیں ہوتا

کیسا ہی گنہگار ہو پر تیرے کرم سے
محروم کوئی صاحبِ ایماں نہیں ہوتا

ہے طرزِ جنوں جامۂ عریانی سے ظاہر
پہلے ہی سے دامان و گریباں نہیں ہوتا

کیوں پردۂ ظلمت سے نکلتا نہیں خورشید
گر میری شبِ غم سے ہراساں نہیں ہوتا

اشعار جو لکھ جاتے ہیں نعتِ نبویؐ کے
ترتیب مرا دفترِ عصیاں نہیں ہوتا

ہے سبزۂ تربت میں اثر تشنگیِ دل کا
غنچہ جو نکلتا ہے تو خنداں نہیں ہوتا

مقصود ہے ایمان سے فقط عشقِ پیمبرؐ
بے حُبِّ نبیؐ کوئی مسلماں نہیں ہوتا

اللہ نے حبیب تجھ کو کیا رحمتِ عالم
وہ کون ہے جس پر ترا احساں نہیں ہوتا

ہیں چشم میں خوش طفلِ سرشک اپنے ہیں آباد
سیلاب ہے یہ گھر کبھی ویراں نہیں ہوتا

سیری نہیں ہوتی مجھے نعتِ نبویؐ سے
جس بزم میں حامدؔ سا ثنا خواں نہیں ہوتا

پڑا جو حلقہ ترے گیسوئے مسلسل کا
دکھایا مصحفِ عارض پہ لطفِ جدول کا

دھواں اٹھا جو سواری کے تیری مشعل کا
سوادِ چشمِ قمر میں ہوا وہ کاجل کا

ازل میں نور تھے پیدا ہوئے وہ بے سایہ
نتیجہ نکلا یہ آخر میں شکلِ اوّل کا

پسند ضعف میں آیا لباسِ عریانی
کہ اس سے بڑھ کے کوئی پیرہن نہ تھا ہلکا

ثنائے ریشِ مبارک ہے ساتھ گیسو کے
وہ مختصر کا ہے مضموں یہ ہے مطوّل کا

گہر کو سمجھے مشابہ نبیؐ کے دنداں سے
صدف کی آنکھ کا پانی ہے کس قدر ڈھلکا

نظر نہ آیا ترا رخ کدورتِ دل میں
قمر کو جیسے چھپا دے ہجوم بادل کا

ثنائے نکہتِ خاکِ زمینِ طیبہ سے
ملا ہے شاہدِ معنی نے عطر صندل کا

بھرا ملک نے تبرک سے پنجۂ مژگاں
گیا مدینہ سے اڑ کر غبار جنگل کا

خوشی سے مست سوئے آفتابِ حشر بڑھے
وہ سمجھے جام شرابِ طہور کا چھلکا

نبیؐ کے سامنے کیا آئے لیکے داغِ سیاہ
قمر کا آئینہ محتاج خود ہے صیقل کا

نجاتِ عاصیوں کی ہے مرادِ ما اوحیٰ
نبیؐ کا لب ہے مفسر کلامِ مجمل کا

ترے کرم سے یہ عاصی چلے صراط پہ تیز
کہ ساتھ دے نہیں سکتے سوار پیدل کا

عیاں ہو تابشِ محشر میں لطفِ ابرِ سیاہ
پڑے جو سایہ تمہارے گدا کے کمبل کا

جو دیکھا دل نے سینہ میں بزمِ مولد کی
ہلال ہے ترا ابروِ ربیعِ اوّل کا

شہیدِ عشق کی نعت سے دشتِ طیبہ میں
کیا ہے لاش پہ حوروں نے سایہ آنچل کا

علاجِ وحشتِ دل نعت میں ہوا حامد
زمینِ شعر دکھاتی ہے لطف جنگل کا

گناہ حشر کے دن آئیں گے حساب میں کیا
سوائے نعت ملیگا مری کتاب میں کیا

دلِ برشتہ جلا دیدۂ پُر آب میں کیا
جو عرق ہو تو رہے گا مزہ کباب میں کیا

تمام عمر چھپیں پردۂ ندامت میں
خطائیں ہوں گی کھڑی موقفِ حساب میں کیا

جہاں کو چھوڑ کے کیوں دردِ غم لیے آکر
مزہ ملا ہے دلِ خانماں خراب میں کیا

یا الٰہی انتَ غفورٌ رحیم فاغفرلی
گناہگار کہے اور کچھ جواب میں کیا

نبی سے چاہیں سو ہم مانگ لیں قیامت میں
سوا نعم کے وہ فرماتے ہیں جواب میں کیا

الٰہی رحم ہو اعمالِ خوابِ غفلت پر
نہ ہوتی مجھ سے خطا عالمِ شباب میں کیا

قبول ہوتی ہے ہر التجائے دل شب میں
نہ مانگیں عفوِ گنہ عالمِ شباب میں کیا

الٰہی صدمۂ محشر میں پائے نہ مجھے حساب
حواس میرے ٹھکانے ہیں اضطراب میں کیا

یہ شرط کس نے مردوں سے باندھ کر سویا
ملا ہے طالعِ خفتہ کو لطف خواب میں کیا

دیا خدا نے رؤف رحیم انکو خطاب
کریں گے رحم نہ اُمت پہ اضطراب میں کیا

یہ نور ہے کسی عارف کے خانۂ دل میں
قدم حضورؐ کا ہے حلقۂ رکاب میں کیا

جلا ہے دیدۂ گریاں میں کیوں دلِ سوزاں
کبھی چراغ جلا خانۂ حباب میں کیا

حضورِ شاہ میں حاضر نہ ہو وہ کیوں حامد
رہے گا شاہدِ سعی مرا حجاب میں کیا

ردیف بائے موحدہ

لپٹا غلاف روضۂ خیر البشر سے خوب
چھالا الجھ گئی مرے تارِ نظر سے خوب

دلِ آفتاب ہو جو گریباں میں سر جھکے
نسخہ اڑایا ہم نے بیاضِ سحر سے خوب

بدرِ حسیں ہے متصلِ دلو و سنبلہ
پیوستہ ہے عمامہ ترے موئے سر سے خوب

آیا نہ خواب روئے نبی کے خیال میں
تا صبح ہمنے آنکھ لڑائی قمر سے خوب

گوہر نثار کر کے چلے ہم دمِ وداع
روئے لپٹ کے روضہ کی دیوار و در سے خوب

دونوں درِ نبی سے گئے ساتھ پیشِ حق
ہے اتحاد میری دعا کو اثر سے خوب

ناحق ہم اپنے دل کو سمجھتے تھے بے زباں
باتیں ہوئیں تصورِ خیر البشر سے خوب

ہم اشک پی گئے کہ وہ آنکھوں سے دل میں آئیں
دریا کو ہمنے روک دیا رہ گذر سے خوب

رضواں ہمارے سامنے دور آئیگا نہ کھینچ
کیا باب خلد ہے شہِ والا کے در سے خوب

جنت میں جا کے محفلِ مولد کرینگے ہم
خوش ہو گئے ہیں عفوِ گنہ کی خبر سے خوب

پھوٹا ہے سب کے دل میں غمِ عشقِ مصطفے
تھا بے وطن سو لطف اٹھایا سفر سے خوب

دل سے ترا خیال چلا لیکے نقدِ جاں
خوش ہو کے مہماں یہ گیا میرے گھر سے خوب

سرخ و سفید عشقِ نبی میں ہیں طفلِ اشک
پائی ہے پرورش مرے خونِ جگر سے خوب

سارے حجابِ مانعِ دیدار اٹھ گئے
روضہ کا جب غلاف ملا چشمِ تر سے خوب

حامد کھڑے ہیں سامنے حضرت کے روزِ حشر
ہوتی ہے نعت خوانی اِدھر سے اُدھر سے خوب

ردیف تاء مثناۃ فوقانی

شبِ معراج یہ حضرت کو ہے پیاری اُمّت — گوشۂ دل میں لیے جاتے ہیں ساری اُمّت
پہنچے فردوس میں سب کہتے ہی سلّم سلّم — پُل سے اک بات میں حضرت نے اُتاری اُمّت
مر کے اک بات نکلتی ہے خموشی میں بھی — دل سے ذکرِ نبوی رکھتی ہے جاری اُمّت
بن کے بارانِ کرم آئیگا محشر میں وُہی — وقتِ توبہ جو کرے گریہ و زاری اُمّت
باغ باغ آتی ہے اُڑتی سوئے جنت پل سے — چل رہی ہے روشِ بادِ بہاری اُمّت
فتنۂ حشر کی جانب ہو توجہ کیوں کر — تک رہی ہے شہِ والا کی سواری اُمّت
پیشِ حق زینت و عزت سے نبی لائے ہیں — حُلّے رحمت کے دیئے خوب سنواری اُمّت
پاس میزان کے ہے لطفِ نبوی سے عزت — ہلکی عصیاں میں ہے رتبہ میں ہے بھاری اُمّت
باغ میں جیسے زمیں سے گلِ تر آتے ہیں — اٹھ کے یوں قبر سے جنت کو سدھاری اُمّت
یوں شفاعت نے کہا ذکرِ گنہ بھی ہو معاف — کہیں سمجھے نہ اسے ذلت و خواری اُمّت
سایہ دیکھا عَلَمِ شہ کا بڑھا آتا ہے — حشر میں سمجھی اسے ابرِ بہاری اُمّت
سینہ روشن ہو پڑے عکسِ جمالِ نبوی — صاف دل سے جو کرے آئینہ داری اُمّت
رحم و فضل و کرم حق نے کیا استقبال — جب کہا شہ نے کہ آتی ہے ہماری اُمّت

عرصۂ حشر میں حامدیہ پڑھو چل کے غزل
شہ کا دربار ہے اور جمع ہے ساری امت

درم وداعِ مدینہ چنان فغان برخاست
کہ از زبانِ ملک شورِ الاماں برخاست

کسے کہ از درِ آں شاہِ انس وجاں برخاست
نشست داغ بدل نالہ و فغاں برخاست

عیاں ز کہکشاں شد کہ در شبِ اسریٰ
بہ خدمتِ تو کمربستہ آسماں برخاست

زہے نسیمِ مدینہ کہ از اعانتِ او
زخاک ہمچو منِ زار و ناتواں برخاست

غمت رسید چو در سینہ رفت جاں حزیں
دروں خانۂ دل ایں نشست و آں برخاست

خیالِ روئے نبیؐ چوں بسینہ ام آمد
دلِ حزیں پئے تعظیم از میاں برخاست

رواں بروضہ شود روحِ عاشقانِ نبی
نشست بردرِ او ہر کہ از جہاں برخاست

زضعف آہ چو درماندہ دستگیر آمد
کہ دردِ دل پئے امداد ناگہاں برخاست

زسوزِ عشق چہ گویم بروضہ ات سحتی
کہ دودِ دل صفتِ شمع از زباں برخاست

چرا ز تابشِ خورشیدِ حشر بیتاب اند
کہ ابرِ رحمتِ حق بہرِ عاصیاں برخاست

غبارِ من بہ درِ شہ رسید بعدِ فنا
چو گرد یاد بتعظیمِ آستاں برخاست

فتاد بر در و بار روحِ من بروضہ رسید
چنیں نشست دلِ ناتواں چناں برخاست

دلم بہ محفلِ میلادِ شہ بہ جشن آمد
کہ وقتِ ذکرِ ولادت درود خواں برخاست

دلم بہ ہوش نیامد بروزِ غم زنہار
اگرچہ شورِ قیامت زماں زماں برخاست

بروزِ حشر قیامِ عجیب شد حامد
تمام خلق بہ تعظیم نعت خواں برخاست

ردیف ثاء مثلثہ

روضہ پہ گرفتار نہ ہوں ہیں گہر عبث
لڑیاں یہ آنسوؤں کی ہیں کیا چشمِ تر عبث

مہرِ عرب کی نعت لکھی کیوں نہ پیر چرخ
سادہ یہ چھوڑ دی ہے بیاضِ سحر عبث

یہ دل جلوں کا وقتِ اجابت دعا کا ہے
خاموش ہو رہا ہے چراغِ سحر عبث

لے جائے گی غبار نہ میرا مدینہ کو
مجھ کو اڑانے آئی ہے بادِ سحر عبث

حصہ میں دل کے آگئی جو غم کی تھی غذا
کھوئے ہوئے ہے منہ مرا زخمِ جگر عبث

پوری کبھی آہ کی تھی نہ عشقِ مدینہ میں
ہونے لگا فلک یہ ادھر کا ادھر عبث

دھوکا سوائے خارِ مدینہ نہیں ہے یہ
مژگاں کو میرے لپٹے ہیں لختِ جگر عبث

پائی نہ اک گہر کی برابر بھی آبرو
دریا سے اے حباب ملا ٹوٹ کر عبث

غم کھاتے ہم چلے رہ ملکِ عدم میں بھی
دنیا سے لے چلے ہیں یہ زادِ سفر عبث

مرقد میں ساتھ کیوں ہے کدورت گناہ کی
لپٹی رہے وطن میں یہ گردِ سفر عبث

کافی نہ روزِ حشر ہو جب اس قدر سزا
زندان تن میں روح رہے عمر بھر عبث

دو ٹکڑے کیوں نہ ابروئے شہ پر فدا ہوئے
قربِ نبی سے چرخ پہ پہنچا قمر عبث

روضہ سے بڑھ کے اور کہاں ہوگا آشیاں
پھرتا ہے گھومتا مرا مرغِ نظر عبث

جب ابرِ تر کی بارشِ رحمت بھی ساتھ ہے
پھر ہم کو ناگوار ہے دامانِ تر عبث

مولد کی بزم ہے نہ یہاں نعت خواں کوئی
حامد لیا ہے شہرِ خموشاں میں گھر عبث

ردیف جیم تازی

اترے دم وداع ترے آستاں سے آج
گویا کہ ہم زمیں پہ گرے آسماں سے آج

نفرت تھی عمر بھر مری آنکھوں سے خواب کو
مرقد میں در نہ تھا یہ پھر آیا کہاں سے آج

کیا شوق ہے وصال کا ہم کو دم اخیر
نام نبیؐ جدا نہیں ہوتا زباں سے آج

ایسے گئے ہم آپ سے پہنچے مدینہ میں
بستر پہ ہے سفر ہمیں جاتے مکاں سے آج

امت کو مژدہ لائے ہیں حضرتؐ کہ خلد میں
ٹھہرا کے لائے رب کے مکاں لامکاں سے آج

مضموں ملیں گے نعت نبیؐ کے نئے نئے
جاتا ہوں اُس جہاں کی طرف اِس جہاں سے آج

نازک دماغ جلتے ہیں منکر و نکیر
مرقد میں بات کرتے ہیں دیتی زباں سے آج

محراب در تری جو اجابت کا ہے مقام
چلتے ہیں میرے تیر دعا اس کماں سے آج

برسوں رہا جو قبر میں مضموں سوچتا
محشر میں نامور ہوں میں لطف بیاں سے آج

نالوں سے اٹھ کے طالع خفتہ خفا ہوا
ایسا اچھل پڑا ہے شور و فغاں سے آج

تلخی اجل کی زہر ہے شیریں بیاں ہونے میں
مژدہ کوئی سنائے میٹھی زباں سے آج

دیکھی نہیں ہے راہ عدم وقت نزع ہے
آپ آکے تھمتا ہوں تو ہم جائیں جاں سے آج

سینہ ہوا جو چاک تو روضہ میں دل گیا
شکر خدا حجاب اٹھا درمیاں سے آج

لائے ہیں حشر میں علم آہ اپنے ساتھ
عشاق سرفراز رہے اس نشاں سے آج

دوں اسکو زاد راہ غم عشق مصطفےؐ
رخصت ہوا مسافر عمر رواں سے آج

اٹھا زمیں سے ابر چلا سوئے آسماں
اُٹھا دھواں جو نالۂ آتش فشاں سے آج

سینہ کو توڑ کر ترے شبکہ کو جائیگا
حوروں نے پہ پھینکے حشر میں دیوانہ پر ترے

دیکھا غضب کا زور دلِ ناتواں سے آج
گلدستہ لے کے آئی ہیں باغ جناں سے آج

حامد صلہ حضورؐ سے لیتا ہے حشر میں
آیا امید کر کے بڑے قدرداں سے آج

ردیف حاۓ حطی

نعتِ رخِ نبیؐ ہے جو تیرا اشعار صبح
ہم بھی تری بیاض کی دیکھیں بہار صبح

عالم میں روزِ مولدِ حضرتؐ کی عید ہے
تو بھی لباسِ ماتمیِ شب اُتار صبح

گیسوئے رخِ نبیؐ پہ ہوا سے گرے اُٹھے
کیا بار بار شام ہوئی بار بار صبح

موئے نبیؐ میں ہیں دلِ اہلِ صفا لگے
یہ ایک شب ہے جسمیں ہیں روشن ہزار صبح

ہے شملہ عمامہ بیاضِ گلو کے پاس
رکھتی ہے ساتھ اخترِ دنبالہ دار صبح

جب جائیں ہو سحر شبِ ہجر مدینہ میں
اے چرخ یوں تو خلق میں ہونگی ہزار صبح

آنے کا وعدہ روزِ قیامت تو ہے مگر
کیوں کر ہو تیرا ہجر کی شب اعتبار صبح

کل روضۂ نبیؐ میں پہنچے کا روز ہے
جلد آ کہ شام سے ہے ترا انتظار صبح

دھبا یہ میری آہِ سحر نے لگا دیا
خورشید سے نہ صاف ہوئی داغدار صبح

مہرِ عرب کے عشق میں کیا ہو گئی وہ فنا
میری طرح جو کرتی ہے دم کا شمار صبح

رونے کا دن یہ ہجرِ مدینہ میں ہے مرا
بیجا ہے تیرا خندۂ بے اختیار صبح

سودائیوں سے مہرِ عرب کی نہیں خیال
دکھلائے اپنا چاکِ گریباں ہزار صبح

کہتا ہوں یاس سے شبِ ہجرِ مدینہ میں
یارب کبھی تو مجھکو دکھا ایکبار صبح

پیری میں سوزِ عشق کرے گی اجل تمام
ہے مثلِ شمع ہم کو بہت ناگوار صبح

مغرب کے وقت ٹھہری ہے روضہ کی داخلی
اس شام پہ ہے شوق سے آکر نثار صبح

خالق نے اسکی کھائی ہے قرآن میں بھی قسم
عکسِ رخِ نبیؐ کی یہ ہے یادگار صبح

دیکھا جو آفتاب تو دم میں فنا ہوئی
عشقِ رخِ نبیؐ میں یہ تھی بے قرار صبح

وہ تیرگی ہے روزِ فراقِ مدینہ میں
بے نور آئی صورتِ شبہائے تار صبح

بختِ سیاہ سے وہ شبِ تربت ملی ہمیں
جسکی نہ ہوگی حشر تلک زینہار صبح

روئے نبیؐ کا جلوہ دلِ صاف کو ملا
جسطرح آفتاب سے ہو ہمکنار صبح

ہے تیرہ باطنی کا جو دھبا لگا ہوا
کیونکر ہو تیرا اہلِ صفا میں شمار صبح

نورِ نبیؐ نے غنچۂ دل یوں کھلا دیے
جسطرح دیکھے خندۂ گل کی بہار صبح

روشن دلوں پہ رشک ہے کیا بعدِ مرگ بھی
گل کر دیے جو آکے چراغِ مزار صبح

حامد تھی مجھکو عادتِ طولِ شبِ فراق
حیرت میں ہوا دیکھ کے روزِ شمار صبح

ردیف خائے معجمہ

ہے گرمیٔ خون سے جو دامانِ تر سرخ
روضہ پہ چڑھائینگے یہ ہم پردہ دو سرخ

آہوں کے شراروں سے ہوا دودِ جگر سرخ
کہتا ہے فلک ابر یہ آتا ہے ادھر سرخ

اشکوں کو بناتا ہے مرا خونِ جگر سرخ
جھالر کے لیے روضہ میں لایا ہوں گہر سرخ

ہے لالۂ حمرا سے بھرا دشتِ مدینہ
ذرہ نہیں خورشید شفق میں ہے گہر سرخ

ہو جاتا ہے خوشبو ترے روضہ کی ہوا سے
گرتا زمیں پر جو گلِ شمعِ سحر سرخ

تڑپھڑکے جو ٹالا شبِ غم کو تو یہ چمکا
غصہ سے ہے خورشید کا منھ وقتِ سحر سرخ

دونوں لبِ لعل شہِ والا ہیں جو دل میں
اس آئینہ میں دو مہ تو اے نظر سرخ

چاکِ دلِ پرخون ہیں جو طیبہ کے ہوا سے
غنچہ کا ملا نکہتِ گل کے لیے گھر سرخ

اس سبزہ کے روضہ میں بہت پھول کھلے ہیں
کیا چھوٹ کے مژگاں سے گرے لختِ جگر سرخ

چاکِ دلِ پرخون سے تصور ترا آیا
در سرخ مکاں سرخ ملا راہ گذر سرخ

کیا مغفرتِ امتِ عاصی کی خوشی ہے
فرحت سے ہے محشر میں رخِ خیر بشر سرخ

ہے گریۂ خونین کا اثر بعد فنا بھی
نکلیں گے مری خاک سے گل سرخ شجر سرخ

پڑ جائے اگر عکسِ گلِ عارضِ حضرت
زائل ہو یہ زردی ترا چہرہ ہو قمر سرخ

ہوگا وہ صلہ نعتِ لبِ لعل کا حامد
یاقوت کا جنت میں محل دینگے اگر سرخ

ردیف دال مہملہ

دمِ نزع ہے تیری آمد محمد ﷺ
تو لب پہ ہے میرے محمد محمد ﷺ

عوض یہ غمِ ہجرِ طیبہ کا ہوگا — دلا دیں گے عیشِ مخلد محمدؐ

یہ ہر سمت محشر میں امت کا غل ہے — محمدؐ محمدؐ محمدؐ محمدؐ

ہمارے گناہ گرچہ لا انتہا ہیں — تمہارے کرم بھی ہیں بیحد محمدؐ

تسلی کی مشتاق ہے روح میری — دکھا دیجیے روضہ کا گنبد محمدؐ

نہ کیوں ان کی امت بھی خیر الامم ہو — کہ ہیں انبیا کے سر آمد محمدؐ

میں عاصی پر امتی آپ کا ہوں — تمہارے ہیں سب نیک اور بد محمدؐ

دعا جیسے جاتی ہے عارف کے دل سے — چلے سوئے چرخِ زبرجد محمدؐ

تیرے داغِ فرقت سے یہ سوزِ غم ہے — سیہ ہو گیا سنگِ اسود محمدؐ

علم میں بھی مشتاق ہو کر ہم آئے — نہ پایا ترا سایۂ قد محمدؐ

ملائک کھڑے ہیں یہ جرأت نہیں ہے — کہ چھو لیں ترا دورِ مسند محمدؐ

لیا حق نے میثاق سب انبیا سے — ہوئے قبلِ بعثت موید محمدؐ

رہے روحِ عشاق روضہ میں تیرے — یہ ہے نزع میں سب کا مقصد محمدؐ

مسیحا ہوئے اس سے محمود عالم — لیا جب ترا نام احمد محمدؐ

یہ ہے قوت خوانی سے حامد کا رتبہ
سوال اسکا کرتے نہیں رد محمدؐ

کیا نورِ خدا نیرِ اعظم ہے محمدؐ — سایہ نہیں خود نورِ مجسم ہے محمدؐ

امت سنا دیتا ہے سب حالِ پریشاں — تا گوش پڑا گیسوئے پُرخم ہے محمدؐ

رحمت ہے یہ مسرور کہ امت ہوئی مغفور
خالق کو خوشی یہ ہے کہ خورّم ہے محمدؐ

کیا سایہ ہو سایہ کہیں پیدا بھی ہوا تھا
ہر شے کی ہدایت سے مقدّم ہے محمدؐ

قربان رسالت ہے طغرائے دو ابرو
لی مہر سند صاحبِ خاتم ہے محمدؐ

کیوں محرم اسرار نہ ہو کنزِ خفی کا
ایجادِ دو عالم سے مقدّم ہے محمدؐ

ہم اپنی خبر رکھیں کہاں جا نہیں باقی
دل میں تو سمایا ہوا ہر دم ہے محمدؐ

محشر کا خطر بعدِ فنا کیوں ہو دوبارہ
پھر بحرِ مدینہ مجھے کیا غم ہے محمدؐ

محرومِ شفاعت رہیں کیوں ہم سے گنہگار
حیب اہلِ کرم رحمتِ عالم ہے محمدؐ

نازاں ہیں عروجِ جبلِ طور پہ موسیٰ
عزّ و شرفِ عرشِ معظم ہے محمدؐ

جلوہ جو ہمیں ظلمتِ مرقد میں دکھایا
کیا بعدِ فنا شمعِ شبِ غم ہے محمدؐ

خورشیدِ قیامت سے نہیں آنکھ جھپکتی
نورِ نظرِ دیدۂ پرنم ہے محمدؐ

اے بحرِ کرم ہے وہ تری چاہ میں گریاں
اک دیدۂ نم چشمۂ زمزم ہے محمدؐ

موقوف ہے امت کی نجات اسکی رضا پر
محشر میں معظم ہے مکرّم ہے محمدؐ

منظور تھا اندازِ شفاعت کا سکھانا
یہ رمز ہے جو شافعِ آدم ہے محمدؐ

محشر میں جو کہدو کہ ثنا خواں ہے ہمارا
حامد کے لیے فخر یہ کیا کم ہے محمدؐ

ردیف ذال معجمہ

شبِ اسریٰ ہے قمر نقشِ کفِ پا تعویذ
ہاتھ آیا فلکِ پیر کے اچھا تعویذ

ہے سویدا میں جو نقشِ گرہِ موئے نبی ؐ
دلِ بیمار نے پایا ہے شفا کا تعویذ

پارۂ مصحفِ دل چشم میں ہے اشک کیساتھ
خوب پایا ہے یہ لڑکوں نے گلے کا تعویذ

اشک ہم پیتے ہیں آنکھوں میں ہے نقشہ تیرا
دلِ بیمار کو دھو دھو کے پلایا تعویذ

دیکھا آسیبِ شبِ ہجرِ مدینہ زدہ بلا
جس کو زائل نہیں کرتا کوئی گنڈا تعویذ

سنگریزہ کو مدینہ کے جو رضواں لے جائے
خوشنما حور کی ہیکل کا بنے گا تعویذ

گر حبابوں میں بھرے آ کے مدینہ کی ہوا
گردنِ موج میں سمجھے انھیں دریا تعویذ

دل پہ ہے نامِ نبی کرتے ہیں قدسی تعظیم
بہرِ تسخیرِ ملائک ہے یہ اچھا تعویذ

ہاتھ میں روضۂ انور کا جو نقشہ آیا
بن گیا نور سے شکلِ یدِ بیضا تعویذ

حوریں فردوس سے آتی ہیں زیارت کو مری
نقشِ تسخیر ہوا قبر کا گویا تعویذ

نعتِ حضرت کا ہر اک پارۂ کاغذ حامد
گردنِ شاہدِ معنی کا ہے زیبا تعویذ

ردیف راء مہملہ

ہلے نہ پاؤں سے حضرت کی ہم جدا ہو کر
مثالِ نقشِ قدم رہ گئے فنا ہو کر

عجیب یہ ہے شبِ اسریٰ میں کیوں شجر و حجر
مثالِ نقشِ قدم رہ گئے فنا ہو کر

اگرچہ خاکِ مدینہ پہ بیٹھے اٹھے ہم
مثالِ نقشِ قدم رہ گئے فنا ہو کر

جدا ہوئے جو ترے پاؤں سے تو خاک میں ہم
مثالِ نقشِ قدم رہ گئے فنا ہو کر

یہ شوق تھا تری پابوس کا مدینہ میں
مثالِ نقشِ قدم رہ گئے فنا ہو کر

ہزار شکر ہوئے پاؤں پر نبی ﷺ کے نثار
مثالِ نقشِ قدم رہ گئے فنا ہو کر

کھلی جو آنکھ ترے در پہ دیکھتے کیا ہیں
مثالِ نقشِ قدم رہ گئے فنا ہو کر

نہ چھوڑی خاکِ مدینہ کی گو بہت بگڑے
مثالِ نقشِ قدم رہ گئے فنا ہو کر

ملے جو خاک میں ہم دیکھ کر تری رفتار
مثالِ نقشِ قدم رہ گئے فنا ہو کر

ہوئے جو خاک فنا فی الرسول ﷺ رہے ہم
مثالِ نقشِ قدم رہ گئے فنا ہو کر

ملا جو آپکا پابوس پھر یہ غم کیا ہے
مثالِ نقشِ قدم رہ گئے فنا ہو کر

عدم میں ہستیِ جاوید کا مزا پایا
مثالِ نقشِ قدم رہ گئے فنا ہو کر

ہمارے دیدہ و دل زیرِ پائے شہ حامدؔ
مثالِ نقشِ قدم رہ گئے فنا ہو کر

رہا جو زندہ تو در کا ترے گدا ہو کر
ہوا جو خاک زمیں پکڑی نقشِ پا ہو کر

ملا نہ جان سے نکیرین گو اسے لائے
گیا تھا قبر میں جینے سے میں خفا ہو کر

ازل سے پھر نہ کبھی منھ دکھایا سایہ نے
پڑا ہے رنج میں قد سے ترے جدا ہو کر

جو دیکھا مصحفِ رخ دردِ دل سے پائی نجات
ملا ہے ابروئے شہ آئینہ شفا ہو کر

کبھی نہ خواب میں دکھلایا گیسوئے حضرت
پڑا ہے پیچھے یہ بختِ سیہ بلا ہو کر

ہوا وصالِ نبی سے علاجِ دردِ فراق
مفید زہرِ اجل ہو گیا دوا ہو کر

مدینہ پہنچا ہے سیلابِ اشک دم بھر میں
یہ موجِ شوق سے دریا اڑا ہوا ہو کر

چلیں تو رکھ لوں قدم پر نبی کے مرقد میں
نماز پھر یہ ادا ہو گی کب قضا ہو کر

جلایا شمعِ صفت سوزِ غم نے روضہ میں
زبان پہ مطلبِ دل رہ گیا ادا ہو کر

یہ سدِ راہ ہوا بختِ بد شبِ غم میں
پھری فلک سے نہایت خجل دعا ہو کر

عبث محبتِ تن روح کو ہے پیری میں
لباسِ جسم اب اترے گا بدنما ہو کر

گرایا اس نے زمیں پر رہِ مدینہ میں
خفیف خاک ہوئی پیرِ رہ صبا ہو کر

جھکا تھا مسجدِ انور پہ تیری پیرِ فلک
سنبھالتے کو ستارہ ملا عصا ہو کر

حضور امتِ عاصی کے واسطے آئے
مقامِ حمد میں خود رحمتِ خدا ہو کر

قیامت آئی جو روزِ فراقِ طیبہ میں
مچایا نالہ نے غل صور کی صدا ہو کر

مزہ ہے روح کو پھر گیا متاعِ دنیا کا
لباسِ خاک بھی جب چھن گیا عطا ہو کر

چلیں زیارتِ حامدؔ کو ہم بھی جنت میں
حضور شہ سے وہ آئے غزل سرا ہو کر

ہوئی پیدا اگر اب آستانِ شاہِ والا پر
اچھلتے ہیں مرے مژگانِ تر سجادہ دریا پر

بہا ہر دو گیسو ہے نبی کے قدِ رعنا پر
چڑھی ہے دونوں جانب سنبل کی طوبا پر

لکھا وصفِ رخِ روشن ترا دل کے سویدا پر
ہوا کندہ یہ مضمونِ تجلی سنگِ موسیٰ پر

مرے اشکوں کا دریا زینتِ راہِ مدینہ ہے
چڑھا موجِ رواں کا حاشیہ دامانِ صحرا پر

جو خطِ نسخ میں نام نبی لکھا تھا دیواں میں
خطِ نسخ اس سے پایا نامۂ اعمال بجا پر

فلک تک اڑ چلا پہنچا ہے وہ بزمِ ملائک میں
ہوئے ہیں دونوں مصرع طائرِ مضموں کے گویا پر

پھرے کیوں ٹھوکریں کھاتی نہ اس در کے فقیروں کی
کہ شاہ دو جہاں نے پشت پا ماری ہے دنیا پر

جگہ ہم کو نہیں ملتی کہ چھو لیں دست مژگاں سے
ملائک کی جبیں ہیں آپکے نقشِ کفِ پا پر

نبیؐ کے آستانہ کی رفعت ہے کہ زائر کا
قدم پڑتا ہے پہلا پایۂ عرشِ معلی پر

اڑائے جائیں امت کو تیری پل سے یہ حسرت ہے
کیے ہیں سب ملائک کے خدا نے جیب سے پیدا پر

تیرا رخ جا نکہ خورشیدِ محشر پہ ہوا قرباں
ہوئی موسیٰؑ کو حیرت تیرے مشتاقِ تجلی پر

جو یہ ٹھہری کہ جنت کو اجل کیساتھ چلنا ہے
تو مشتاقِ مدینہ جاں کھوئے کس تمنا پر

نگیں بختِ دلِ عشاق کے پیوستہ ہیں لاکھوں
بنے ہیں پھول سنگِ آستانِ شاہِ والا پر

یہ مدحِ ذرۂ طیبہ سے ہے لطفِ سخن حامد
چنی ہے شاہدِ مضموں نے افشاں روئے زیبا پر

ردیف زائے معجمہ

مقابل آہ سے کیا ہو گی صور کی آواز
کہاں یہ شور کہاں اتنی دور کی آواز

جو اہلِ دل ہیں وہ مسجد میں جا کے سنتے ہیں
نبیؐ کے پاؤں کی آہٹ مرور کی آواز

نبیؐ سے کہتے ہیں سب امتی کہ خذ بیدی
صراط پر ہے یہ وقتِ عبور کی آواز

خدا سے ہو گئیں سجدہ میں راز کی باتیں
سنی نہ وقتِ شفاعت حضور کی آواز

بنا دی بات مری پیشِ حق شفاعت نے
نہ نکلی منھ سے جو عذرِ قصور کی آواز

نبی کے عشق میں روتی تھی چوبِ حنانہ
کہ جیسے نکلے کسی ذی شعور کی آواز

نہ آیا لب پہ مگر نام ساقیِ کوثر
جو نکلی مستِ شرابِ طہور کی آواز

نہ کیوں انھیں ترے دیدارِ حق پہ حیرت ہو
کلیم کو ہے ابھی یادِ طور کی آواز

تمام خلق جو محتاجِ نورِ حضرت تھی
ازل کے پردہ سے آئی ظہور کی آواز

چھپے ہے ابر کے پردہ میں رعد نالوں سے
مہیب ہے یہ ترے ناصبور کی آواز

شفیعِ حشر کی امت کو ہے نجات کا حکم
یہ آئی رحمتِ ربِ غفور کی آواز

سنی جو آمدِ حضرت تو جان تازہ ملی
اٹھا کے قبر سے لائی سرور کی آواز

ادب سے بولو نکیرینِ شہ کے زائر سے
کہ ہے سخن میں خشونت غرور کی آواز

رکھا ازل میں جو مشغولِ سجدہ و تسبیح
پسندِ حق تھی پیمبرؐ کے نور کی آواز

حضور سنتے ہیں امت کا نالہ و فریاد
برابر ان کو ہے نزدیک و دور کی آواز

ترانہ سنتے ہیں اپنی غزل کا ہم حامد
جو آئی قبر میں جنت سے حور کی آواز

ردیف سین مہملہ

نالہ کیوں سینہ میں آتا ہے دلِ زار کے پاس
غل مچاتا ہے کوئی خانۂ بیمار کے پاس

ہجر طیبہ میں عجب ہیبت روز غم سے ہے
خوف سے سایہ نہ آیا در و دیوار کے پاس

دیکھا وہ حال کہ خود آپ ہی گھبرا اٹھا
درد آیا جو نہ طاقت کو دل زار کے پاس

دل کا کیا حال کہوں شیشہ سے بہت ہوں نخل
ٹوٹا آئینہ میں لایا ہوں خریدار کے پاس

ناتوانی میں یہ روضہ کا دیدہ ہے کہ مرا
سایہ سجدہ سے نہ اٹھا در و دیوار کے پاس

بار بار آتی ہے محشر میں خدا کی رحمت
پھر کیس تری امت کے گنہگار کے پاس

سورۂ صاد ہے تفسیر جلالین گیسو
چشم پر نور وہ ہے ابروئے خم دار کے پاس

ابر میں ٹھنڈی ہوا کھاتے ہیں کہ شوق لیے
برق کیا آئی مری آہ شرر بار کے پاس

لیلۃ القدر میں دکھلایا نہ دل قرآں
رخ انور ہے ترا گیسوئے خم دار کے پاس

حشر میں دل شکنی ہو یہ نہیں شان کریم
مہماں آئے ہیں ہم ایزد غفار کے پاس

لخت دل دیدۂ تر میں ہیں جو روضہ کے قریب
مچھلیاں حوض میں پھرتی ہیں گلزار کے پاس

ساتھ واللیل کے والفجر بھی کہ یاد دلا
ہوئے سر دیکھ جبین شہ ابرار کے پاس

پھیلا کھینچ کے محشر کی طرف مرقد سے
شوق آیا جو ترے لب عطا دیدار کے پاس

ڈر گیا تھا کہ لیے جاتے ہیں محشر میں ملک
شکر ہے لائے مجھے احمد مختار کے پاس

جسکی محشر میں خریدار ہوئی رحمت حق
جنس عصیاں ہے وہ امت کے گنہگار کے پاس

کس کو ہو حشر میں حامد کی ملاقات نصیب
نعت پڑھتے وہ گئے ہیں شہ ابرار کے پاس

ردیف شین معجمہ

سینہ میں دل ہے درہم داغ جگر سے خوش
ہے عشق شاہ دیں کی بدولت یہ گھر سے خوش

غم دل سے خوش ہے گریہ میری چشم تر سے خوش
دونوں ہیں اپنے اپنے ٹھہرنے کے گھر سے خوش

جس پر پڑی نگاہ نبی پاک ہو گیا
امت کو روز حشر کیا اک نظر سے خوش

پیری میں ہے ہوائے مدینہ سے دل نہال
غنچہ ہو جیسے آمد باد سحر سے خوش

مرقد سے آکے حشر میں جنت کی راہ لی
ناخوش ادھر سے آئے چلے ہم ادھر سے خوش

آفات روز حشر کا کس کو خیال ہے
امت ہے آمد آمد خیر البشر سے خوش

ڈر ہے کہ پھر نہ صدمۂ غم میں بسر کریں
کس طرح بعد مرگ ہوں عمر دگر سے خوش

مژگاں کو سوز غم میں ہے اشکوں سے آبرو
جس طرح خشک سبزہ ہے ابر تر سے خوش

ڈالا ہے منہ پہ تابش خورشید حشر میں
ہیں تیرے مست سایہ داماں تر سے خوش

ٹھنڈی ہیں آنکھیں نور رخ شہ سے روز حشر
خورشید سے غرض نہیں ہم ہیں قمر سے خوش

اسکو بھی آکے چھین لیا تو نے شور حشر
تھے ٹوٹے پھوٹے شہر خموشاں کے گھر سے خوش

کروٹ بدل تو لیتے ہیں اسکی مدد سے ہم
ہوں کیوں نہ بے قراری دل کے اثر سے خوش

مژگاں سے وہ گریں تو یہ ہوتے ہیں بیقرار
ہیں طفل اشک تکیۂ لخت جگر سے خوش

محشر میں پھر یہ جامۂ تن روح نے لیا
ہے کسقدر وطن میں لباس سفر سے خوش

ڈرتے رہے تھے طول شب غم سے عمر بھر
اے روز حشر ہم تو ہیں تیری سحر سے خوش

حامد ہے لطف روضۂ انور کی یاد کا
جنت میں ہم ہیں نقشۂ دیوار و در سے خوش

ردیف صاد مہملہ

پڑھنی ہے مجھکو نعت نبیؐ کی کتاب خاص
یارب ملے مجھے کوئی روز حساب خاص

حلقہ میں قدسیوں کے ہے مہر عرب کا نور
مثل قمر یہ ہالہ میں ہے آفتاب خاص

جلتی ہیں آنکھیں سوز فراق مدینہ میں
دریائے غم میں خشک یہ دیکھے حباب خاص

تھا قول رحمتی وسعت کل شئی یہ ناز
عذر گنہ میں ہمکو یہ سوجھا جواب خاص

آنکھوں میں آئے لخت جگر اشک پی گئے
الٹے نصیب سے یہ ہوا انقلاب خاص

محبت میں ہیں یہ خوب دل زار کے رفیق
ہمدم ہے درد یار ہے غم اضطراب خاص

ہاں یہ تو شکل حشر کے دن جس سے جی لگے
کر لیں کلام نعت کا ہم انتخاب خاص

ہر سمت سر جھکاتا ہے پیر فلک عبث
ہے التجا کو شاہ رسل کی جناب خاص

دربار یوں کو شہؐ کے ملے گا دم وداع
جنت سے حوریں لائیں ہیں عطر گلاب خاص

مژگان تر کا خار مدینہ پہ ہے گمان
کیں آبلوں نے پائی ہیں چشم پر آب خاص

داغ دار دل میں ہیں مہر وفا کے نقش
عشق نبیؐ کا ہے یہ گلستاں میں باب خاص

نبیؐ شب اسریٰ میں کس کو ہو
مختار اس شرف سے ہے حشم رکاب خاص

بخت سیاہ امت عاصی کے واسطے
آیا ازل سے نور رسالت مآب خاص

حامد عبادتوں میں ہے نعت نبی پسند
طاعت کا اجر عام ہے اس کا ثواب خاص

ردیف ضاد معجمہ

ملک کو عاشق حضرت کے ہے مزار سے فیض
ملا ہے آئینہ دل کو اس غبار سے فیض

جو دل جلے ہیں نہیں انکو عیش دنیا میں
کہ نخل شمع کو ہوتا نہیں بہار سے فیض

ہمارے اشک رواں ٹھہرے ہیں تہ مژگاں
مسافروں کو ہے اشجار سایہ دار سے فیض

ہوا یہ اڑنے لگی آسمان پہ چڑھنے لگی
ملا ہے برق کو کیا آہ شعلہ بار سے فیض

کمال ہوتا ہے حاصل تیرے گدا سے فقط
اگرچہ کوئی پھرے مانگتا ہزار سے فیض

ہوا غبار مزار ہمارے باد صبا
رہ مدینہ میں پایا ہے خاک پا سے فیض

تیرے فقیروں کی صحبت میں لطف پاتے ہیں
ملک کو ملتا ہے کس کس بزرگوار سے فیض

نوائے حمد کہاں یہ میں اہل محشر ہیں
کہ جیسے خلق کو ہو ابر نو بہار سے فیض

کھڑے ہیں دولت دیدار سے یہ کاسۂ چشم
ہوا یہ بارگہ شاہ نامدار سے فیض

ملی نہ پیر فلک سے کبھی کسی کی مراد
یہ پیر کیا ہے جو پایا ہے اختیار سے فیض

کرم سے تیرے فقیروں کے کون ہے محروم
کہ سب کو ملتا ہے خاصان کردگار سے فیض

کیا فقیروں کو ابدال و قطب و غوث و ولی
فزوں ہیں آپکے اندازۂ شمار سے فیض

نبی ؐ کے روضہ سے وہ رتبہ لیکے نکلا ہے
کہ مانگنے لگے زاہد گناہگار سے فیض

یہ رنگ تیرہ دروں کا اسکی زائل ہو
جو ابر پائے مری چشم اشکبار سے فیض

وہ نعت خوان نبی ؐ ہوں کہ ہے جو استمداد
رہیگا سبکو یہ حامد مرے مزار سے فیض

ردیف طاء مطبقہ

دل کو ہوا خیالِ شہِ انس و جاں سے ربط
خود ہو گیا فدا یہ بڑھا مہماں سے ربط

اب آہ و نالے ضعف سے لب تک نہ آسکیں
مدت ہوئی کہ چھوٹ گیا آسماں سے ربط

امت کو تیرے لب سے نکلتی ہے یوں دعا
جس طرح تیر چھوڑ کے جائے کماں سے ربط

بجلی کو ہمت اسکی ملی اضطراب میں
پیدا کیا ہے نالۂ آتش فشاں سے ربط

دل کو ہمارے درد و الم چھوڑتا نہیں
کیسا یہ اتحاد ہے آیا کہاں سے ربط

یادِ نبی میں بھول گیا سب کا اتحاد
وہ دن گئے کہ رکھتے تھے سارے جہاں سے ربط

رضواں درِ حضور سے جنت کو لے نہ جائے
پیدا ہوا محافظِ بابِ جناں سے ربط

ہلتے ہیں لب مزار میں پڑھتا ہوں میں درود
قائم ہے پھر جو ذکرِ نبی کو زباں سے ربط

پامال زائروں کا ہے مانندِ نقشِ پا
جسمِ نحیف کو ہے تیرے آستاں سے ربط

دونوں مسافروں میں رہا خوب اتحاد
چھوٹا ہمارے دم کا نہ عمرِ رواں سے ربط

کام آ گیا کہ روضۂ انور میں نے چلا
برسوں رہا تھا شوقِ مدینہ کا جاں سے ربط

رد تو ہمارے چہرہ کی ہے رنگِ زرد سے
عشقِ نبی میں ہے یہ بہار و خزاں سے ربط

پہنچا حرم میں ملکے جو دونوں نے کی مدد
ہے پیر خرچ کا مرے بخت جواں سے ربط

اشعارِ نعت لکھ کے نکیرین لے گئے
دم بھر میں بڑھ گیا یہ ترے مدح خواں سے ربط

طرزِ سخن جو نعت میں سیکھے دبیرِ چرخ
پیدا کرے وہ حامدِ شیریں بیاں سے ربط

ردیف ظاء معجمہ

نہ چھوڑ شمع تو اپنے برہنہ پن کا لحاظ
ضرور ہے شہ والا کی انجمن کا لحاظ

یہ خوف تھا کہ مدینہ پہ گر پڑے نہ فلک
کیا ہے آہ نے اس گنبد کہن کا لحاظ

تکلفات سے امت کو کیوں نہ ہو نفرت
کہ خود حبیب خدا کو ہے سادہ پن کا لحاظ

دیکھا دیدۂ حضرت کو شوخ چشمی سے
مری نگاہ میں ہے نرگس چمن کا لحاظ

خراش تن نہ ہو پیری میں دیکھا دست جنوں
تجھے ضرور ہے اس کہنہ پیرہن کا لحاظ

شکستہ خاطر امت ملک نہیں کرتے
جبیں شافع محشر کی ہے شکن کا لحاظ

چلے فلک کو مگر دل سے آہ لپٹی ہے
سفر کے قصد میں ہے دوری وطن کا لحاظ

ملیں گے سوز محبت میں سر سے پاؤں تلک
کہ مثل شمع نہیں ہم کو تن بدن کا لحاظ

بنا ہے پردہ جسم لحد زمین نے اسے
نہ ڈالی خاک یہ زائر کے ہے کفن کا لحاظ

یہ شور و فغاں منہ چھپائے دامن سے
ضرور چاہیے محشر شہ زمن کا لحاظ

کرے نہ حوصلہ وصف دہان حضرت کا
جو غنچہ اپنی کرے تنگی دہن کا لحاظ

ملا ہے ڈھونڈتا دل چشم تر سے طیبہ کو
کیا نہ شوق میں دریا موج زن کا لحاظ

امید وصل نبی ہے کہ آئے دوڑتے ہم
نہیں ہے حشر میں کچھ آفت محن کا لحاظ

ہم اور پائیں عوض سیئات کے حسنات
فقط ہے رحمت حق کو شہ زمن کا لحاظ

مرا کلام نہ ہو کیوں پسند شہ حامد
کہ مجھ کو نعت میں ہے خوبی سخن کا لحاظ

ردیف عین مہملہ

لحد میں شہ سے ملا عرضِ حال کا موقع
وصال ہوتے ہی پایا وصال کا موقع

نظر پڑا دلِ پرخوں میں ابروئے حضرت
شفق میں ہے یہ طلوعِ ہلال کا موقع

جگہ نہ خواب کو دیگا ہمارا خانۂ چشم
فقط ہے اس میں نبیؐ کے خیال کا موقع

کیا ہلال نے حضرت کا عکسِ نقشِ قدم
ملا ہے خوب حصولِ کمال کا موقع

خوشی ہے روزِ قیامت کی ساری امت کو
کہ آج ہے کرمِ ذوالجلال کا موقع

دلا جو روضہ میں آگے چلے ہیں تجھ سے ملک
ادب کی جا ہے نہیں ہے ملال کا موقع

حضور آتے ہیں جلدی ہے کیا ذرا دم لے
اجل نہیں ہے ابھی انتقال کا موقع

خیال شہ کے یہ آنے کا چارہ گر رہے
یہ زخمِ دل کے نہیں اندمال کا موقع

کہا یہ ہم سے شفاعت نے بخشوالیں گے
کرو سکوت نہیں قیل وقال کا موقع

خیالِ قد جو گیا دل تمام داغ ہوا
کھلائے ہیں یہ پھول جہاں تھا نہال کا موقع

دمِ اخیر سرِ چشم کیا اٹھائیں ہم
یہی گناہوں سے ہے انفعال کا موقع

وہ راہزن تھی اجل آ کے نقدِ جاں لوٹا
رہا کسی کو نہ اخفائے مال کا موقع

لحد میں کھولدیں آنکھیں جو روئے حضرت پر
ملک کو زیست کے ہے احتمال کا موقع

نصیب اپنا ہے جس کو ملے خیالِ نبیؐ
نہیں ہے دیدۂ دل میں ملال کا موقع

غزل سنا کے نبیؐ سے جو چاہو لو حامد
کہاں ملیگا پھر ایسا سوال کا موقع

دل میں ہے حسرت و ارماں و ضیا کا مجمع	ہے یہ سب آمدِ محبوبِ خدا کا مجمع
پاس حضرت کے ہے کیا اہلِ صفا کا مجمع	پیشِ خورشید ہے انجم کی ضیا کا مجمع
ڈالدے امن پہ یہ گلدستۂ دیں اے چرخ	ہے احد میں جو مزارِ شہدا کا مجمع
نہ ملی نامۂ اعمال کے رکھنے کو جگہ	کس قدر حشر میں ہے میری خطا کا مجمع
کہیں لیجا کے ستاروں میں ملا دے نہ فلک	ہے زمیں پر ترے نقشِ کفِ پا کا مجمع
لوٹ کر دولتِ دیدار یہ جاتے ہیں	روزِ محشر ہے جو تیرے فقرا کا مجمع
ہاتھ پھیلائے ہوئے کہتے ہیں سب خذ بیدی	درِ دولت پہ جو ہے شاہ و گدا کا مجمع
جھوٹی شیرینی ہے اب تدبیر کیا کیجے	جان کھاتا ہے غم و رنج و بلا کا مجمع
قبر سے اٹھتے ہی پہنچے ہیں لبِ کوثر پہ	ہم نے مستوں کا ترے دورِ سقا کا مجمع
بھر گئے اس میں جو سب اہلِ مدینہ آکر	خانۂ دل میں ہے خاصانِ خدا کا مجمع
آتی ہے سب کی سفارش کو اجابت آگے	آستانہ پہ جو ہے اہلِ دعا کا مجمع
گنبدِ چرخ نہ اڑ جائے غبارہ بن کر	دل جلوں کے ہے یہاں آہِ رسا کا مجمع
داغِ سجدہ ہے جبیں عرق افشاں پہ ترے	پیشِ مہتاب ہے پروین و سہا کا مجمع
خس و خاشاکِ مدینہ ہیں شعلے دل کی	میرے اک درد کی خاطر ہے دوا کا مجمع
ذرّے خاکِ درِ حضرت کی سمائے دل میں	ہے یہ اک برج میں انجم کی ضیا کا مجمع
تو بھی اُردو میں مزہ نعت کا دکھلا حامد	پیشِ حضرت ہے عرب کے شعرا کا مجمع

ردیف غین معجمہ

ہوئے ازل میں وہ کسب کمال سے فارغ
حصول حسن جمال و جلال سے فارغ

وہ شب غم ہے سنائیں شہ کو جو ہم
تمام عمر نہ ہوں عرض حال سے فارغ

الٰہی روز قیامت کو طول دے اتنا
کہ عاشقان نبی ہوں وصال سے فارغ

وہ تیز رو ہے کہ جب تک خیال دل سے چلے
براق ہو سفر ماہ و سال سے فارغ

گئے ہیں ہوش و خرد کیا تلاش کی ہو فکر
ابھی تو دل نہیں تیرے خیال سے فارغ

خبر نہیں کہ کدھر آفتاب محشر ہے
نہیں ہوں میں تیرے رخ کے خیال سے فارغ

ملے گا ہم کو کہاں بے خودی سا کوئی رفیق
کہ جس نے دل کو کیا ہر ملال سے فارغ

نہ ہوتا حشر کے دن ختم نامۂ عصیاں
مگر ہوئے کرم ذوالجلال سے فارغ

جو دیکھا روئے نبی گھٹ کے پھر ہلال بنا
قمر ہوا جو حصول کمال سے فارغ

کہا جو عقل نے محبوب حق ہے لاثانی
ہوا میں فکر تلاش مثال سے فارغ

اجابت آئی در شہ پہ تہنیت کے لیے
ہوئے تھے ہم تو دعا و سوال سے فارغ

کہا جو حشر میں حامد کہ نعت خواں ہوں میں
ہوا حساب و جواب و سوال سے فارغ

ردیف فا

میل کیا ہم کو ہو جینے کی طرف
روح جاتی ہے مدینہ کی طرف

سیل اشکوں کا آنکھوں میں بھرا — آیا دریا یہ سفینے کی طرف
کرتا ایما ہے یہ ابروئے ہلال — تیرے مولد کے مہینے کی طرف
دل میں ہے جو اس رخ کا خیال — سر جھکا رہتا ہے سینے کی طرف
آپ کے تارِ نظر ہوں تو خیال — چاک سینہ کے ہو سینے کی طرف
گل کو خجلت ہے کہ پانی وہ ہوا — دیکھ کر شہ کے پسینے کی طرف
تکتی حسرت سے ہیں سب چشم نجوم — تیری خاتم کے نگینے کی طرف
ہیں غنی ایسے گدا در کے تیرے — منھ نہیں کرتے خزینے کی طرف
چشم نے رو کی نظر شہ کے حضور — دیکھا محفل کے قرینے کی طرف
جام کوثر جو نہ دیں ہم کو وہ آپ — کب خیال آئے گا پینے کی طرف
موت آجائے تو آنکھیں بھی مری — آستانہ کے ہوں زینے کی طرف

ہم رہے جاتے ہیں حامدؔ ہے غضب
لوگ جاتے ہیں مدینہ کی طرف

ردیف قاف

حب رسول پر ہے جو دار و مدار عشق — مجھ پر نثار عشق ہے اور میں نثارِ عشق
سدرہ سے آگے کچھ نہ کھلا حال وصل حق — آگر حجاب نور ہوئے پردہ دارِ عشق
عاشق نہیں فدا جو تیرے نام پر نہ ہو — جس کو ہو جاں عزیز نہیں اعتبارِ عشق

دلِ میں ہمارے ہیں جو گل داغِ بے خزاں | تیرا خیال دیکھنے آیا بہارِ عشق
ہے ضبط سوزِ دل ترے روضہ میں مثلِ شمع | یوں ہوں جو کچھ زبان کو جلا دے شرارِ عشق
حبِّ نبی میں آفتِ محشر سے ہم بچے | حفظِ داماں کیواسطے پایا حصارِ عشق
ظاہر میں خامشی ہے مگر حالِ دل لکھا | اچھا ملا ہے ہم کو قلم رازدارِ عشق
ہو التفات روئے نبیؐ کے سوا کدھر | شمس و قمر کو دیکھنے دے گی نہ عارِ عشق
پیری سے جا پڑا ہے مرا سر نہ پاؤں پر | جھک جھک گیا ہوں جیسے اٹھایا یہ بارِ عشق
سر چھوڑتا ہوں جان درِ حضرتؐ پہ کی فدا | تھوڑا ہے یہ تو اس سے زیادہ ہے کارِ عشق
آنکھوں سے دل میں آیا ہے روضہ کا ذوق شوق | وہ ٹکڑے ٹکڑوں میں ہو کے بنا رہ گذارِ عشق
اے چارہ گر مرا مرضِ دل ہے لاعلاج | اسکی دوا نہیں کہ یہ ہے بے قرارِ عشق
حبِّ نبیؐ میں پاک گناہوں سے ہم ہوئے | کرتی ہے خشک دامنِ تر کو یہ نارِ عشق
ڈرکا ادب نے روضہ میں پھر بھی فغاں کیا | کرتا ہے دل پہ جبر یہ ہے اختیارِ عشق

گلدستے بن گئے ہیں مضامین جو نعت کے
شوقِ مدینہ میں ہے یہ حامدؔ بہارِ عشق

ردیف کاف تازی

شکوہ ہو ناتوانیِ دل کا کہاں تلک | اٹھ کر دعا بھی جا نہ سکے آسماں تلک
ضبطِ فغاں ہو کس سے مدینہ کی راہ میں | کھولے ہوئے ہے منہ جرسِ کارواں تلک

سب اولیا ہیں امتِ حضرت کے خیر خواہ
شافع کھڑے ہیں حشر میں دیکھو جہاں تلک

دیکھا نبی نے غرفۂ قوسین کیا کھلا
سو بابِ اشتیاق کھلے لامکاں تلک

ملکِ عدم میں بھی نہ ملا سایہ آپ کا
پہنچے تلاش کرنیکو وہم و گماں تلک

در سے ترے چلوں تو ہو مرقد میں بس مقام
اک منزلِ سفر ہے یہ بابِ جناں تلک

سایہ نہ آیا آپکا سوچا ازل کے دن
قربِ خدا میں ساتھ پھریگا کہاں تلک

رفعت تیری ہے اچکتے رہے حاملانِ عرش
پہنچی نظر نہ پھر بھی ترے آستاں تلک

تر دامنی نہ جائیگی بحرِ گناہ میں
یارب نچوڑوں دامنِ دریا کہاں تلک

سرعت یہ تھی سواریِ حضرت کے ساتھ ساتھ
مشکل سے مرغِ سدرہ گیا آسماں تلک

کملی سیاہ چادرِ مہتاب بن گئی
تیرہ شبِ فراقِ نبی ہے یہاں تلک

روشن دلوں کی شان ہے روضہ میں مثلِ شمع
کٹ جائے سر زبان پہ نہ آئے فغاں تلک

عذرِ گناہ سب کے شفاعت نے کھو دیے
امت کو نوبت آنے نہ پائی یہاں تلک

ہے عارضِ نبی کے تصور سے زندگی
یہ عارضی حیات چلے گی کہاں تلک

حامد یہ سمجھے نعتِ نبی کیا دبیرِ چرخ
سیکھی نہیں ابھی تو ہماری زباں تلک

ردیف کاف فارسی

اٹھا جو سوزِ غم تو مژہ میں لگا گئی آگ
رو رو کے طفلِ اشک پکارے کہ آگئی آگ

آنکھوں میں سوزِ عشق نے آکر لگائی آگ
مژگانِ تر نے ہاتھوں سے ملکر بجھائی آگ

بے نور دل ہے گر نہ ہو حضرت کا سوزِ عشق
کیا شمع وہ جلائیگا جسنے نہ پائی آگ

گل بے خبر تھا باغِ مدینہ کے شوق سے
لیکن نسیمِ صبح نے آکر لگائی آگ

مطلب یہ تھا کہ ساتھ ہو گریہ کے سوزِ عشق
عنصر میں آب کے جو خدا نے ملائی آگ

سینہ جلا تو مردمِ دیدہ کی خیر ہو
آندھی نے آہِ گرم کی اونچی اٹھائی آگ

ہے سوزِ عشق طالبِ دیدار کو ضرور
جاتے ہی پہلے طور پر موسیٰ نے پائی آگ

چھوڑیگا سوزِ عشق نہ کچھ دل میں خارِ غم
اس گھر میں سب جلاکے کریگی صفائی آگ

ابرِ کرم کو دیکھتے ہی آفتاب کی
محشر نے سوچ کر تہِ دامن چھپائی آگ

ہے ساتھ آہِ سرد کے زیبا یہ سوزِ عشق
سرمایہ میں ودیعت رکھتی ہے ساری خدائی آگ

بحرِ کرم میں اشکِ ندامت جو مل گئے
دوزخ کی ایک قطرہ سے ہم نے بجھائی آگ

آہوں کے ساتھ چشم سے ٹپکا ہے خونِ گرم
اے طفلِ اشک تونے ہوا میں اڑائی آگ

اے سوزِ غم گیا دلِ مضطر مدینہ کو
سیماب اڑ چلا ہے کہ تونے دکھائی آگ

کس طرح دل جلے کی آہ کے شعلے سے جل اٹھی
کرتی نہیں ہے شمع سے دم بھر جدائی آگ

جلتے لہو کی بوند ہے اشکوں میں مل گئی
دیکھو حبابِ چشم کے اندر سمائی آگ

مضمون تمام گرم نکلتے ہیں بیت سے
گرمی نے میری طبع کی حامد لگائی آگ

..*.*.*.*.*.*.*.*.*.*.*.*

ردیف لام

ہلتا ہے وجد میں جو سر شاخسار گل
یاد رخ حضور میں ہے بے قرار گل

خنداں نہ ہو کھلے تھے جو بے اختیار گل
شبنم سے روز غم میں رہے اشکبار گل

رکھتے ہیں لخت دل کے مژہ پر بہار گل
وہ رنگ ہے کہ دیکھ کے کھلتے ہیں خار گل

مژگاں نہیں لخت دل کے ہیں بیشمار گل
جسطرح ایک رشتہ میں باندھے ہے ہزار گل

تیرے شہید سوز محبت کی قبر پر
رو رو کے شمع ڈالتی ہے یادگار گل

باغ جہاں ترے دہن و رخ پہ ہے فدا
قرباں ہے غنچہ غنچہ پہ گل پر نثار گل

نرگس کو آنکھ دی ہے جو تکتی ہے اسکی راہ
کیا نکہت مدینہ کا ہے انتظار گل

برسوں ہوا بہار و خزاں کا جو امتحاں
مکہ میں تب کھلا یہ ہمیشہ بہار گل

پھیلا دیئے ہیں گوشۂ دامن پہ سوال
ہے تیرے رخ سے فیض کا امیدوار گل

رونق جو داغ عشق پیمبرؐ سے دل میں ہے
دکھلا رہا ہے غنچہ کے اندر بہار گل

دامن میں ہر طرف سے بدن کو چھپا لیا
رنگ رخ نبیؐ سے یہ ہے شرمسار گل

عشق رخ نبیؐ میں ہے دلو انکی کا رنگ
ہنستا ہے کھل کھلا کے جو بے اختیار گل

شبنم بھگو بھگو کے لگاتی ہے صبح و شام
تیرے مقابلہ کا ہے تقصیر وار گل

بلتے ہیں لخت دل جو لہو میں بھرے ہوئے
عشق رخ نبیؐ میں ہے سینہ فگار گل

گرتے ہیں جلکے بلبل دیر دانہ ساتھ ساتھ
جب پھینکتی ہے خاک پہ شمع مزار گل

سینہ میں داغ رہگئے طیبہ کو دل گیا
کیا باغباں نے چھوڑ دیے یادگار گل

وصفِ رخِ نبیؐ سے یہ حامدؔ بہار ہے
پہنے ہوئے ہے شاہدِ معنی ہزار گل

ردیف میم

اس در سے فیضیاب گدا اور گدا سے ہم
ممتاز اسکے لب سے دعا اور دعا سے ہم

مجبور ہو کے جاتے ہیں طیبہ سے سوئے خلد
عاجز ہے حکمِ حق سے قضا اور قضا سے ہم

کہتی ہے روح ملکے لباسِ شریف سے
لپٹی یہ انکے تن سے قبا اور قبا سے ہم

لکھی جو نعت گلشنِ جنت عطا کیا
راضی ہے اس عمل سے خدا اور خدا سے ہم

راہ مدینہ میں ہے عجب زورِ بالِ شوق
ہے قافلہ سے آگے ہوا اور ہوا سے ہم

دونوں چھپے حصارِ کرم میں حضور کے
شرمندہ ہے عمل سے خطا اور خطا سے ہم

خوشبو نبیؐ کی لائی تو لپٹا ہمارا دل
ہے اُس سے ہمکنار صبا اور صبا سے ہم

دیکھی وہ عشقِ گیسوئے شہ میں شبِ فراق
گھبرا رہی ہے اُس سے بلا اور بلا سے ہم

آئی اجل فراقِ مدینہ ہے لا علاج
مجبور ہے قضا سے دوا اور دوا سے ہم

پہنچیں حرم میں صرف کرم ہو جو آپ کا
بیگانہ ہے اثر سے دعا اور دعا سے ہم

حامدؔ وہ ہم کو روزِ قیامت صلا ملا
خوشنود ہے نبیؐ سے عطا اور عطا سے ہم

ردیفِ نون

تجھ پہ جو مرتے ہیں روضہ ہی میں دم لیتے ہیں
راہ چلتے کبھی آجائے تو کم لیتے ہیں

نعت خواں ہاتھ میں جب وقت رقم لیتے ہیں
دائرے جھکتے ہیں خامہ کے قدم لیتے ہیں

جنسِ نعت عوضِ جان جو ازل میں ٹھہری
بوئے عاشق ترے ہم لیتے ہیں ہم لیتے ہیں

کعبۂ دل کا فقیر ونکے جو کرتے ہیں ادب
حج اکبر کا ثواب اہلِ کرم لیتے ہیں

شبہ ہوتا ہے کہ دربان تو دربشہ کا نہ ہو
جھک کے تعظیم سے رضواں کے قدم لیتے ہیں

رو کا نالوں کو ستانے سے بچایا ہم نے
پیرِ گرداں کی دعائیں شبِ غم لیتے ہیں

دے وہ چھینٹا کہ ہو خورشیدِ قیامت ٹھنڈا
امتحاں آج ترا دیدۂ نم لیتے ہیں

بڑھ کے شاہوں سے گدا ہیں سفرِ طیبہ میں
فوج اشکوں کی ہے آہوں کے علم لیتے ہیں

گرچہ بے سایہ ہیں پر حشر کے دن امت کو
ظلِ رحمت میں شہنشاہِ امم لیتے ہیں

مغفرت کی ہیں دعا کے فقرا سے طالب
ہم یہ زادِ سفرِ ملکِ عدم لیتے ہیں

روح سیدھی وہ مدینہ کو ہماری لے جائے
موت سے نزع میں یہ قول و قسم لیتے ہیں

دشتِ طیبہ کا تبرک جو ملائک مانگیں
خار ہم دے کے گلِ باغِ ارم لیتے ہیں

اشک و لختِ دلِ سوزاں ہیں لیے مردمِ چشم
آب و آتش کو یہ مٹھی میں بہم لیتے ہیں

ہم ہیں دیوانے نہیں شوقِ متاعِ دنیا
تیرا سودا کہیں بکتا ہو تو ہم لیتے ہیں

چارہ گر سینۂ صد چاک کا کرنا نہ علاج
جگر و دل مزہ درد و الم لیتے ہیں

ہے یہ مقبولِ نبیؐ نعت کا دیوان حامدؔ
دیکھنے کو جو خدامِ حرم لیتے ہیں

یہ مہر و ماہ کو دعوے عبث ضیا کے ہیں
تیری شبیہ کے دو ناتمام خاکے ہیں

دیے علوم ازل اور ابد خدا نے تجھے
وہ ابتدا کے سبق تھے یہ انتہا کے ہیں

ادب سے چھٹتے سنبلِ جنت سے ہیں دم آشفتہ
اسیر حلقۂ گیسو ترے بلا کے ہیں

ہوئی الم سے بہارِ لباسِ عریانی
بدن پہ میرے نشان نقش بوریا کے ہیں

سرور دل کو ہے آنکھوں سے چاکِ سینہ سے
یہ روشنی کے ہیں دروازے وہ ہوا کے ہیں

غبار روضۂ گل و برگ گلشنِ طیبہ
مریضِ عشق ہوں نسخے یہی دوا کے ہیں

خراش جلدِ بدن سے زیادہ ہے وحشت
درِ دیارِ جنوں چاک اس قبا کے ہیں

فراقِ طیبہ تپِ عشق دردِ دل شبِ غم
غرض ہزار بہانے مری قضا کے ہیں

بیان ہے جسکی کریمی کا وعظ میں واعظ
گنہگار بھی بندے اُسی خدا کے ہیں

مراد ملتی ہے حلقوں کے پاس شبکہ سے
ہزار باب اجابت کھلے دعا کے ہیں

ملو جو آنکھیں تو روشن ہو دیدۂ باطن
یہی اثر ترے چشمِ نقشِ پا کے ہیں

بڑھا ہے پنجۂ خورشیدِ حشر بیعت کو
غرضکہ دست نگر تیرے گدا کے ہیں

سنا ہے ہم نے کہ ہے عاجزی خدا کو پسند
یہی ہے حسنِ عمل معترف خطا کے ہیں

کلام سنتے ہی ہوتی ہے درد و غم سے نجات
نبیؐ کے لب میں اثر آیۂ شفا کے ہیں

لکھیں گے نعت میں اے کیف شعر کیوں حامد
صلے ہیں جامِ شرابِ طہور تا کے ہیں

دکھتے ہیں حرف اسمِ اعظم کے ہر ہاتھ میں
ورنہ کثرت سے لکیریں ہوتی ہیں ہر ہاتھ میں

معجزہ ہے حضرت عیسیٰ[١۴] سے بڑھکر ہاتھ میں ۔ سنگریزے کہتے ہیں اللہ اکبر ہاتھ میں

نامۂ عصیاں امت کر دیئے سب پاک و صاف ۔ دیدیئے سادہ ورق حضرت نے لیکر ہاتھ میں

حوریں آئیں نزع میں کس شان سے زائر کے پاس ۔ میوۂ جنت بغل میں جام کوثر ہاتھ میں

گیسوئے خمدار کی یہ نعت کا دیکھا اثر ۔ روضۂ انور کا آیا حلقۂ در ہاتھ میں

گھومتا ہے پنجۂ خورشید اے پیر فلک ۔ کیا لکھے گا نعت جب رہتا ہے چکر ہاتھ میں

ایک شعر نعت سے مٹ جاتے ہیں سارے حروف ۔ کاتب عصیاں ہے حیراں نامہ لیکر ہاتھ میں

کیف میں ہیں پی لیے نہ بھاگیں سوئے کوثر تیرے مست ۔ ہے پیالہ کی جگہ خورشید محشر ہاتھ میں

اشک توبہ کے گہر بھر کر دوں گا نذر شاہ ۔ اے جنوں آیا اگر دامان محشر ہاتھ میں

چھو لیا جب دامن محشر تو خوشبو ہو گیا ۔ تھا غلاف روضۂ انور معطر ہاتھ میں

لکھ لیں گے نیکی میں عصیاں کیا کراماً کاتبیں ۔ رعشہ ہو چکے دہر کو ڈر سے مقرر ہاتھ میں

انگلیوں سے آپ کی جاری ہوا آب حیات ۔ آگیا فوارۂ تسنیم و کوثر ہاتھ میں

حبیب شب اسریٰ گئے سوئے جناں شاہ رسل ۔ نذر کو آئے گل جنت لیے زر ہاتھ میں

تیری رحمت دیکھ کر خورشید محشر سے بچے ۔ منہ پہ ڈالا ہم نے لیکر دامن تر ہاتھ میں

معجزہ شق القمر کا خاص حضرت کو دیا ۔ یوں تو خالق نے بنائیں انگلیاں ہر ہاتھ

دیکھو حامد آتے ہیں کس شان سے روز جزا ۔ مدح لے کے دفتر نعت پیمبر ہاتھ میں

ترا دل میں تجلی دیکھتے ہیں ۔ اس آئینہ میں کیا کیا دیکھتے ہیں
نبی کے ہاتھ کی ہے فکر مضمون ۔ بیاض دست موسیٰ دیکھتے ہیں

نظر میں کیا سمائیں ماہ و خورشید
ترا نقشِ کفِ پا دیکھتے ہیں

نہ چھیڑو اے ملک محشر میں ہم کو
وہ دیکھو شاہِ والا دیکھتے ہیں

جو سوئیں پاؤں بھی تو خواب میں وہ
رہِ طیبہ کا صحرا دیکھتے ہیں

ہم آنکھیں بند کرتے ہیں تو دیکھیں
دو عالم کا تماشا دیکھتے ہیں

بھرا ہے چشم میں اشکوں کا سیلاب
ہم اس کشتی میں دریا دیکھتے ہیں

نبی کو سیر تک پہنچے ہیں موسیٰ
ابھی دیکھو تو کیا کیا دیکھتے ہیں

اسے بے پردہ دکھلاتے ہیں دیدار
وہ اپنا جس کو شیدا دیکھتے ہیں

جبیں پر شہ کے ہیں قطرے عرق کے
قمر پہ ہم ثریا دیکھتے ہیں

نہیں ہم شہرِ خاموشاں میں غافل
مآلِ ملکِ دنیا دیکھتے ہیں

خجالت ہے کراماً کاتبیں سے
مرے اعمالِ بیجا دیکھتے ہیں

گماں ہوتا ہے روضہ کا اسی پر
جو قصرِ خلدِ اعلیٰ دیکھتے ہیں

کھلی حامد کی قسمت روزِ محشر
غزل یہ شاہِ والا دیکھتے ہیں

قمر کو جو رغبت سے ہم دیکھتے ہیں
ترا عکسِ نقشِ قدم دیکھتے ہیں

جو روئے رسولِ اُمم دیکھتے ہیں
کہیں کس سے کیا اس میں ہم دیکھتے ہیں

بڑی بھیڑ میں ہوش دل کا نہ گم ہو
کہ انبوہِ دردو الم دیکھتے ہیں

نہ ٹھہرائیں خود بیں ہمیں تیرے عاشق
کہ آئینۂ دل کو ہم دیکھتے ہیں

ملے بحرِ رحمت میں اشکِ ندامت
عنایت تری چشمِ نم دیکھتے ہیں

ریاضِ مدینہ کی جنت میں آکر
لگے ہر شجر میں قلم دیکھتے ہیں

جلے نخلِ شمعِ سحر کی طرح ہم
بہار و خزاں کو بہم دیکھتے ہیں

سرک جا ذرا اے اجل سامنے سے
کہ روئے نبی کوئی دم دیکھتے ہیں

ستم کا یہ بارِ گنہ اے فلک ہے
ہمیشہ تری پشت خم دیکھتے ہیں

جدھر جائیں ہم باغِ جنت میں رضواں
فضائے سوادِ حرم دیکھتے ہیں

نگیں ہے یہ مہرِ نبوت کے قابل
ترا نام دل پر رقم دیکھتے ہیں

بہارِ گلِ داغِ دل میں سمائی
یہ غنچے میں باغِ ارم دیکھتے ہیں

رخِ شہ کا خورشید میں پرتو ہے
محبت کی نظروں سے ہم دیکھتے ہیں

بڑی شان سے امتی شہ کے آئے
فلک سیر جاہ و حشم دیکھتے ہیں

نہ گذرے گراں خارِ طیبہ کے دلپر
بہت پاؤں میں اب ورم دیکھتے ہیں

کئی بار آگیا شورِ محشر
تماشا عجب روزِ غم دیکھتے ہیں

ابھی آیہ دابرِ تر کی گھٹا دیں
ہم اپنی طرف چشمِ نم دیکھتے ہیں

کہاں یہ اطبا کہاں عشقِ حضرت
مری نبض کیوں دمبدم دیکھتے ہیں

کریں اپنا عذرِ گنہ کیا الٰہی
کہ ہم تیری شانِ کرم دیکھتے ہیں

ہمیں بھی مدینہ کو لے چل تو جائیں
دلا تیرا قول و قسم دیکھتے ہیں

اڑینگے فلک حشر میں تیرے ٹکڑے
ابھی سب یہ جور و ستم دیکھتے ہیں

ملی مدح خوانی کی حامد کو خدمت
بہت قربِ شاہِ امم دیکھتے ہیں

ہے یہ رحمت تری امت کو ضرر کچھ بھی نہیں
گرم خورشید قیامت ہے مگر کچھ بھی نہیں

ہوگئی زیر زمیں روز شبِ غم سے نجات
وہ ملا شہر جہاں شام و سحر کچھ بھی نہیں

صلح پر چرخِ ستمگار ہوا کیوں راضی
ہم تو سمجھے تھے کہ نالوں میں اثر کچھ بھی نہیں

دل میں ہے ہجرِ مدینہ سے قیامت برپا
بے محل تیری ہنسی زخمِ جگر کچھ بھی نہیں

عمل خیر نہیں جاتے ہیں غفار کے پاس
قربِ منزل تو ہے گو زادِ سفر کچھ بھی نہیں

آجکل شغل مرا یہ چھپتے ہو گیا حامد
نعت لکھنے کے سوا آٹھ پہر کچھ بھی نہیں

لطافت دی سخن کو وصفِ دندانِ پیمبر میں
خمیر اللہ نے میرا بنایا آبِ گوہر میں

اشارہ نونِ غفراں کا ہے ابروئے پیمبر میں
یہ مطلع آیۂ رحمت ملا دیوانِ محشر میں

ترے مستوں کو باہم کھیل ہوگا روزِ محشر میں
شراب پاک کے چھینٹے پڑینگے حوضِ کوثر میں

ملے ہیں لختِ دل اشکوں سے ذکرِ نام سرور میں
نئے یاقوت کے شیشے پڑے تسبیحِ گوہر میں

قمر بھی تیرے روشن دل فقیروں میں نہ شاید
بسر کی عمر ساری چاندنی کی ایک چادر میں

لکھوں تاریخ کیونکر اپنی رخصت کی مدینہ سے
سن ہجری گذر جاتا ہے روزِ ہجر سرور میں

سمایا دل میں رتبہ آستانِ شاہِ والا ہے
بڑی رفعت کا منبر آگیا اللہ کے گھر میں

چمکتی کیا شبِ غم میں کہ دودِ آہ نے میری
سلائی نیل کی پھیری ہے جا کر چشمِ اختر میں

قمر آیا ہے شب کو چاندنی طیبہ میں پھیلائی
گہر ذروں کے لیجائیگا بھر کر یہ چادر میں

دعا کو ہاتھ جو قوسین میں شہ نے اٹھائے ہیں
ہوئی ہے روشنی دو شمعِ کافوری کی اس گھر میں

کوئی ادہر جا دکھاتا قصرِ جنت کھولے رضواں
بکھرے ہیں روضۂ عالی کے مضموں آجتک سر میں

یہ عادت غم کی ہے اسکو کبھی خوفِ حشر میں کا ہا
جو آئی تھی خوشی کی کوئی ساعت زندگی بھر میں

رحیقِ خلد سے ستونکلی تیرے روح جا پہنچی
جو ٹھہری بھی کوئی دم تو حبابِ حوضِ کوثر میں

جھکا سوئے زمیں خورشید شکو چھپ گئی نظر سے
نہ لیجائے اڑا کر آبِ زر تر بھر کے ساغر میں

ذرا سا مصرعِ کج ماہِ نو کا اے فلک لکھا
ابھی یہ نام لکھوائیگا مداحوں سے دفتر میں

ہوئے آپس میں سب پیوند کھویا عیب چھپیانکا
بکھرے ٹوٹے ہوئے توبہ کے ٹکڑے دامنِ تر میں

جبیں پر میری سب سیہ ہی لکیر دل کا یہ مطلب ہے
لکھونگا نعت کی سطریں یہ لکھا ہے مقدر میں

جو ہوں خاتم سخن دندانِ شہ کی نعت لکھتے ہیں
بجھا لیتے ہیں ہم تیغِ زباں کو آبِ گوہر میں

کہ دل روزِ قیامت ختم کیونکر شوق کا دفتر
کھولا کیا عمر بھر کا ماجرا حضرت سے دن بھر میں

ملائک پوچھتے ہیں جب ہمیں جنت میں لاتے ہیں
لکھی ہے آج حامد کیا غزل نعتِ پیمبر میں

اثر توبہ کا ہے آہِ رسا میں
سُکھایا دامنِ تر کو ہوا میں

لکریں دستِ شاہِ انبیا میں
مثالِ موج ہیں بحرِ عطا میں

نہ کر غل شور دل کے پاس ہے آہ
حضور آئے ہیں اس خلوت سرا میں

اٹھی تعظیم کو اسکی اجابت
وسیلہ تھا جو حضرت کا دعا میں

مدینہ کو چلا دل چشمِ تر سے
بڑھا دریا بلا راہِ خدا میں

ہلا دیتے ہیں ہم نالوں سے گردوں
زمیں سے کیوں دبیں راہِ فنا میں

خجالت سے دلِ شب میں چھپی ہے
کہ اقرارِ گنہ بھی ہے دعا میں

پڑھوں سب نعتِ استاد اِن کہاں سے
سنا دوں مختصر روزِ جزا میں

لگا دل شہؐ کے فرقِ ہوس سے
پڑا ہے جادۂ راہِ خدا میں

قدم ہیں شہؐ کے نور افشاں عجب کیا
نظر پیدا ہو چشمِ نقشِ پا میں

ہوس سامانِ دنیا کی مٹا دی
اثر دیکھا یہ نقشِ بوریا میں

وہ کیا ہم چشم ہونگے چشمِ تر سے
حباب ایسے بکھرے ہیں کیا ہوا میں

لکھیں کیا کاتبِ اعمال میری
ندامت بھی ملی ہے ہر خطا میں

قمر سے بڑھ کے تیرا نقشِ پا ہے
صفائی میں لطافت میں ضیا میں

وہی کام آیا حامدؔ روزِ محشر
لکھا جو مدحِ محبوبِ خدا میں

ملک سلام کو گردن جھکا کے آتے ہیں
جو امتیِ شہِ خیر الوریٰ کے آتے ہیں

حضورِ حق سے نبیؐ مسکرا کے آتے ہیں
یقین ہے عاصیوں کو بخشوا کے آتے ہیں

دلا مدینہ کو پھر سے چلا خدا حافظ
ابھی تو آہ سے گردوں ہلا کے آتے ہیں

یہ نعتِ گلشنِ طیبہ کا لطف تر میں ہے
کہ باغِ خلد سے جھونکے ہوا کے آتے ہیں

نگاہِ مہر سے شمس و قمر کو تکتا ہوں
کہ یاد جلوے تیرے نقشِ پا کے آتے ہیں

ملا نہیں سببِ عشقِ نبیؐ کا کوئی علاج
اگرچہ سیکڑوں نسخے دوا کے آتے ہیں

رکھا ہمیں شبِ تارِ فراقِ طیبہ میں
یہ پیچ چرخِ ستمگر بلا کے آتے ہیں

ادب سے درد بھی اٹھتا ہے خانۂ دل میں
یہاں قدم شہؐ ہر دوسرا کے آتے ہیں

حضور آئینگے شرم گناہگاری ہے
کفن سے قبر میں ہم منہ چھپا کے آتے ہیں

پلٹ کے جائینگے کسطرح نالہ سوزاں
کہ آگ خانۂ دل میں لگا کے آتے ہیں

پئے حساب ملائک گناہگار کے پاس
نظر شفیع اُمم کی بچا کے آتے ہیں

یہ شان شاہ امم ہے کہ خوف محشر سے
پناہ مانگنے بندے خدا کے آتے ہیں

گناہ حشر کے دن اپنے جستجو لوں گا
ہزار ڈھنگ مجھے التجا کے آتے ہیں

ہجوم ہے یہ بلا کا کہ آتے ڈرتی ہے
پیام گرچہ شب غم قضا کے آتے ہیں

دماغ عرش پہ ہے مجمع قیامت ہیں
غزل حضور کو حامد سنا کے آتے ہیں

ردیف واو

الٰہی گو تر پہ مری قسمت عالی مجھکو
مئے پلا دیجیے بھر بھر کے پیالی مجھکو

صفحۂ دل پہ ہے یہ انگشت تصور کا قلم
کھینچتی ہے تری تصویر خیالی مجھکو

ذکر یوسف مجھے قرآں میں رلا دیتا ہے
یاد آتی ہے تری شان جمالی مجھکو

آگ دل میں جو لگی تیرہ دردی نہ رہی
روشنی دی یہ ترے غم نے نرالی مجھکو

ہوں تر امت مئے عشق ملے کیا اس سے
نظر آتا ہے فلک ساغر خالی مجھکو

دن خوشی کا ہے مری قبر مدینہ میں بنی
دی نکیرین نے فردوس کی ڈالی مجھکو

روئے حضرت سے قمر دوں تجھے کیونکر تشبیہ
کچھ تری شکل نظر آتی ہے کالی مجھکو

لطف ہے لاؤں اسی میں مئے کوثر بھر کر
دیں ترے دست جو اک جام سفالی مجھکو

فکر تھی نذر کی روضہ میں تہی دستی سے
دیدۂ تر سے ملی سلک لآلی مجھکو

یاد ابرو سے مہ نو نے کیا دل ٹکڑے
ذبح کرتی ہے یہ شمشیر ہلالی مجھکو

دل پہ جب سینۂ صد چاک میں کرتا ہوں نگاہ
نظر آتی ہے ترے روضہ کی جالی مجھکو

شوق کیا کم ہے اڑ لے نے کو مدینہ کی طرف
طائر جان نہ دکھا بے پر و بالی مجھکو

مانگتا کب ہوں فلک توشۂ راہ طیبہ
کہکشاں کا نہ دکھا کیسۂ خالی مجھکو

حشر میں ہو جو ترے در کے فقیروں میں شمار
ہے وہی سلطنت ملکی و مالی مجھکو

جذبۂ شوق میں آساں ہے مدینہ کا سفر
فکر ساماں کی نہیں روکنے والی مجھکو

کیا تپ عشق میں حامد وہ مسیحا آئے
نظر آئی ترے چہرہ پہ بحالی مجھکو

عشق طیبہ میں ملی وہ شب یلدا ہمکو
تیرگی سے کوئی مضمون بھی نہ سوجھا ہمکو

چادر اشک ندامت سے پڑی چہرے پر
منہ چھپانے کو ملا دامن دریا ہمکو

چلتے ہیں خلد میں جلدی ہے تجھے کیا رضواں
دیکھنا ہے ابھی محشر کا تماشہ ہمکو

پڑ گیا خار مدینہ پہ جو غفلت سے قدم
آنکھ دکھلانے لگا آبلۂ پا ہمکو

دب گئے بعد فنا خاک رہ طیبہ میں
مل گیا پھر کفن دامن صحرا ہمکو

اے نکیرین وہ آئیں گے مدد کو حضرت
آنکھ دکھلاتے ہو کیا جان کے تنہا ہمکو

خلد میں گرچہ ملا لطف حیات ابدی
در حضرت پہ ہے مرنے کی تمنا ہمکو

دل کے آئینہ میں صورت وہ دکھاتے ہیں
جانتے ہیں رخ انور کا جو شیدا ہمکو

چاہتا ہے قد حضرت سے اسے دیں تشبیہ
سرو جنت نے مگر سمجھا ہے سیدھا ہمکو

فرش ہیں مردمک چشم ملائک ہر سمت
تل برابر در شہ پہ نہ ملی جا ہمکو

وصل حضرت کی توقع کا مزہ ملتا ہے
اے اجل تیرا خوش آنا ہے تقاضا ہمکو

لب شیریں سے جو حضرت نے کہا لا تحزن
ہوگیا زہر اجل نزع میں میٹھا ہمکو

پھینک دیں نامۂ عصیاں تو نہیں خوف عتاب
روز محشر بھی جلو کا ہے تقاضا ہمکو

کبھو کے پیاسے رہے روزہ کھڑے حشر دن
مغفرت اجر میں دے اسکے خدایا ہمکو

خواب میں سنبل جنت سے الجھ پڑتے ہیں
رات دن گیسوئے حضرت کا ہے سودا ہمکو

سیر جنت کو مدینہ سے چلیں کیا باعث
سمجھے ہرجائی ہیں کیا دیدۂ بینا ہمکو

اسکے ہمسے نہ لگے روضۂ انور میں کبھی
پھر ملے تھے یہ عبث دیدۂ بینا ہمکو

عشق دندان نبی کا یہ اثر ہے حامد
ملتے ہیں نعت کے مضمون در یکتا ہمکو

گئے قوسین کی خلوت سرا میں شاہ دیں دیکھو
وصال قرب حق دیکھو مکاں دیکھو مکیں دیکھو

ملے گا دل مرا حضرت کے روضہ میں کہیں دیکھو
در و دیوار دیکھو جالیاں دیکھو زمیں دیکھو

قریب مصحف رخشان ابرو و جبیں دیکھو
یہ بسم اللہ زیب لوح قرآن مبیں دیکھو

قمر کو اے ملک کیوں ڈھونڈتے پھرتے ہو گردوں پر
اڑا لے جسنے ٹکڑے اسکی جیب و آستیں دیکھو

چراغ طور کا جلوہ ہے یا ہے عرش کا تارہ
ضیا مہر نبوت کی ہے شانہ کے قریں دیکھو

ترے نقش قدم اس پر جو دیکھے کہتے ہیں قدسی
منقش ہو گیا اطلس چرخ بریں دیکھو

دل حور و ملک پیوستہ ہے مہر نبوت سے
یہ وہ خاتم ہے جس میں جم گئے لاکھوں نگیں دیکھو

کہا یوسف نے دیکھا جب شب اسریٰ میں حضرت کو
خدا کی شان ہے ہوتے ہیں ایسے بھی حسیں دیکھو

یہ سن لطف کا اور داشفع تشفع کا ملا مژدہ
ہوئے امت کے حامی رحمۃ للعالمیں دیکھو

ملے ہیں صفت کے دو کاتب نعت نبی ہم کو
کہ لکھتے جاتے ہیں دیوان کراماً کاتبیں دیکھو

بنی ہیں پتلیاں چشم رکاب توسن شہ کی
شب اسریٰ جمے ہیں دیدہ روح الامیں دیکھو

بہت غل اہل محشر کا حبیب حق نے جب دیکھا
کیا ساکت دکھا کر اپنی چشم سرمگیں دیکھو

زمین و آسماں کا کھل گیا سب حال حضرت پر
ملی ہے حلقۂ قوسین کی کیا دوربیں دیکھو

ہوئی تشہیر میری کاوش غم عشق حضرت پر
خراش دل سے روشن نام ہے مثل نگیں دیکھو

سمجھ کر اے ملائک گفتگو محشر میں لازم ہے
کہ ہم کو دیکھتے ہیں وہ شفیع المذنبیں دیکھو

مدینہ میں وہ لیجانیکا وعدہ ہم سے کرتے ہیں
اجل کو دیتے ہیں انعام میں جان حزیں دیکھو

خوشی ہے قبر میں دیکھا ہلال ابروے حضرت
ہوا ہے چاند ہم کو عید کا زیر زمیں دیکھو

دکھایا رنگ حامد نے نیا نعت پیمبر میں
خدا رے کیا طبیعت ہے ذہن خوش آفریں دیکھو

زینت ہو فردوس گر کرم شاہ رسل ہو
بجلی جو گرے حاشیۂ دامن گل ہو

توبہ ہے نہ تقویٰ ہے نہ طاعت نہ عبادت
ہاں اتنی توقع ہے کہ تم شافع کل ہو

کام آئیں گے بالائے صراط اشک ندامت
دوزخ کی بجھانے کو یہ دریا سر پل ہو

مستوری ہے یہ ساقیِ کوثر کی علامت	خود کیف ہو شیشہ ہو نہ ساغر ہو نہ مُل ہو
خورشید کہیں نقشِ کفِ پائے نبیؐ کو	لے چرخ چراغ اپنی اگر عقل کا گل ہو
نور آپ کا ہر دیں میں تھا شمعِ ہدایت	یا شاہِ رسل ہادیِ کل خضرِ سبیل ہو
مومن نہیں بے حبِ نبی کوئی موحد	اخلاص سے گو وردِ زباں سورۂ قل ہو
جب نعت لکھی خامہ نے کھولے درِ جنت	جس طرح کوئی ہاتھ میں مفتاحِ قفل ہو
گو سیتے ہی تیرے روضہ میں نہ جائے گلِ تر	گلگیر سے گر قطع کوئی شمع کا گل ہو

تنگ آئے ہیں غوغائے قیامت سے جو حامد
ہم نعت سناتے ہیں کہ موقوف یہ غل ہو

قبر سے اٹھ کے یہ ڈرتا ہوں کہ اندھیر نہ ہو	شوقِ دیدار نہ رہ جائے کہیں دیر نہ ہو
درد دل کا ابھی ہم اسمیں لگا دیں پیوند	خوشنما ابر کے دامن میں اگر گھیر نہ ہو
نہیں اوڑھتا یہ مدینہ میں زمیں پکڑی ہے	خاکِ عشاق کا وہ بادِ صبا ڈھیر نہ ہو
تیری رحمت ہو تو میزان میں مرا کوہِ گناہ	نو فلک کا ہو جو ہموزن تو نو سیر نہ ہو
آگے آنسو کے نعلی سے نہ پیش آئے برق	ہے زبر دست تو نیچے جھکے زیر نہ ہو
وہ مزا ہے غمِ عشقِ نبی ہیں پایا	عمر بھر گریہ غذا کھائیں تو دل سیر نہ ہو
جائیو خلد کو اے روح مدینے ہو کر	راہ سیدھی تو وہی ہے ذرا پھیر نہ ہو
تیری انگشت اڑاتی ہے قمر کے ٹکڑے	یہ وہ ہاتھ ہے جسے حاجتِ شمشیر نہ ہو
خوف سے ہے یہ سگِ کوئے مدینہ کا ادب	جسکے آگے سگِ برجِ اسد شیر نہ ہو

دیکھکر سیبِ ذقن حورِ جناں کا ہمکو
ہے یہ دھوکا مدینہ کا کوئی بیر نہ ہو

توسنِ عمرِ رواں بنکے چلا شبہ کا براق
راہ میں جسکی نہ منزل ہو کہیں دیر نہ ہو

کیوں ہوئی آگے مدینہ کی ہوا برگشتہ
میری قسمت کا الٰہی یہ کہیں پھیر نہ ہو

جائیں کسطرح سے باطن کی صفائی لیکر
ہند سے راہِ مدینہ میں جو اجمیر نہ ہو

موئے حضرت کو کبھی سنبلِ جنت نہ کہیں
حامد اس ملکِ معانی میں جو اندھیر نہ ہو

ردیف ہائے ہوز

موجے ز بحرِ وحدتِ یزداں برآمدہ
دُرِّ یتیم صورتِ انساں برآمدہ

در باغِ دہر چوں تو گلِ بے خزاں ندید
ہر غنچہ را سر ز گریباں برآمدہ

در عشقِ تو رفتہ موجِ گہر با صدائے آب
آہ از زبانِ چشمۂ حیواں برآمدہ

تو ابرِ رحمتی و کلامِ تو روزِ حشر
سلکِ گہر بود کہ ز نیساں برآمدہ

آمد قدِ تو منتخبِ نظمِ کائنات
یک مصرعِ شگفتہ ز دیواں برآمدہ

پیوستہ مشقِ موئے معنبر بخاکِ من
از سبزہ بوئے سنبل و ریحاں برآمدہ

از چرخِ سبز فام گذشتی ز روئے تو
از سبزہ زار چوں گلِ خنداں برآمدہ

دیدم رخِ تو داد ز دیدار حق خبر
ماہے کہ فرخ است ز قرآں برآمدہ

گلہائے تازہ چیدم دبردم بروضہ ات
ہر لخت دل کہ از سر مژگاں بر آمدہ

بستاند نخلبند قضا صد ہزار نخل
تا قامت تو سرو خراماں بر آمدہ

در صحن خلد رفتہ بنی خانہ میشود
بیتے کہ از زبان ثنا خواں بر آمدہ

دیدم جمال روی تو در ظلمت مزار
حیرانم از زمیں مہ تاباں بر آمدہ

از چرخ شد بروں شب اسری تن نبی
گویا ز چشم پیر فلک جاں بر آمدہ

از باغ طیبہ سوئے جناں روح عاشقاں
چوں بوئے گل بحال پریشاں بر آمدہ

از فرحت والم چو گل و شمع شد دلم
خنداں بروضہ رفتہ و گریاں بر آمدہ

دل از قفا شتافت عمت چوں ز مدینہ رفت
از خانہ میزبان پے مہماں بر آمدہ

واماندہ شد کہ بر درت افتاد بر نخاست
از دیدہ طفل اشک شتاباں بر آمدہ

در شوق زرتہ سوئے مدینہ ز چشم تر
ہر موج اشک بر زدہ داماں بر آمدہ

حامد ز نخل مصرع تر در زمین شعر
مضمون نعت چون گل خنداں بر آمدہ

عجب کیا جاؤں روضہ میں اگر آہستہ آہستہ
ادب سے چلتے ہیں پائے نظر آہستہ آہستہ

اگر کاہش نہ تھی شوق جمال روئے حضرت میں
تو کیوں گھٹتا گیا ہر شب قمر آہستہ آہستہ

پہنچتے ہیں پس روضہ پہ مدد سے بیقراری کی
سرکتے چلتے ہیں ہم سوئے در آہستہ آہستہ

ہمارے روز غم کی ہے یہ ہیبت ہجر طیبہ میں
کہ ڈرتی کانپتی آئی سحر آہستہ آہستہ

گیا سینہ سے دل آنکھوں میں آنکھوں سے مدینہ میں
لگایا ہم نے اسکو راہ پر آہستہ آہستہ

ہمارا شوق تو دیکھو خضرؑ راہِ مدینہ میں
بہت چلتے ہو تم اے راہ بر آہستہ آہستہ

لگانا ہاتھ اے مژگان تر روضہ میں جا پہنچیں
چلتے ہیں ضعف سے لختِ جگر آہستہ آہستہ

میں زائر تھا بڑی تہذیب سے منکر نکیر آئے
ادب سے بولتے ہیں کسقدر آہستہ آہستہ

دلا ضبطِ فغاں ہو سامنے حضرتؐ کے روضہ میں
خدا کا حکم ہے یاں بات کر آہستہ آہستہ

لب حضرت کی جنبش خوشنما وقتِ تکلم ہے
ہوا سے ہلتے ہیں گلبرگِ تر آہستہ آہستہ

دلا تو آگے بڑھ کر پوچھ کیا شہؐ نے بلایا ہے
صبا طیبہ سے لاتی ہیں خبر آہستہ آہستہ

ترے بیمار غم کی کس قدر نازک مزاجی ہے
عیادت کو اجل آئی مگر آہستہ آہستہ

ملائک کو قدمبوسی میسر ہو شب اسریٰ
چلے گر تو سُن خیر البشرؐ آہستہ آہستہ

کہاں تاب و تواں ہوش و خرد جو دل کو تسکیں دیں
کہ رخصت ہو گئے سب چارہ گر آہستہ آہستہ

نظر آتا ہے یا رشتہ ترے سوزِ محبت کا
جلائیں شمع ساں گو رات بھر آہستہ آہستہ

کبھی آوازِ پائے عمرِ رواں کی ہم نہیں سنتے
عدم کا روح کرتی ہے سفر آہستہ آہستہ

مثالِ شمع رونا چاہیے اس زندگانی پہ
کہ گھٹتی جاتی ہے عمرِ بشر آہستہ آہستہ

عجب تعظیم تیرے عاشقوں کے ہے مزاروں کی
چلا ہے فتنۂ محشر ادھر آہستہ آہستہ

مرے دم سے دلِ بیمار تنگ آکر یہ کہتا ہے
کہ چڑھ آہستہ آہستہ اُتر آہستہ آہستہ

مجھے احباب ناحق خانۂ مرقد میں لے آئے
کہ بے نام و نشاں ہوگا یہ گھر آہستہ آہستہ

تصور آپ کا خود بے تکلف اب تو آتا ہے
ہوا جذبِ محبت کا اثر آہستہ آہستہ

غنیمت جان اس قربِ نبیؐ کو حشر میں **حامد**
سنا دے اپنا سب دیواں مگر آہستہ آہستہ

ردیف یائے تحتانی

ابرو ہی نون صاد و ختم تکمیل سے ہے
یہ نصِ خاص حسنِ نبی کی دلیل ہے

وہ موردِ کرم ہے جو عبدِ ذلیل ہے
حضرتؐ میں شانِ حضرتِ ربِ جلیل ہے

روضہ کو دیکھکر یہ ہوا ہم کو اضطراب
تارِ نفس میں حالتِ نبضِ علیل ہے

تسنیم و کوثر و لبن و سلسبیل کو
امت تری سمجھتی ہے آبِ سبیل ہے

ہے سنگ آستاں بھی علامت کیواسطے
درسے نبیؐ کے باب جناں ایک میل ہے

نعمت ملک کو دیتے ہیں معراج میں نبیؐ
گردونکا یہ طبق ہے کہ خوانِ خلیل ہے

کعبہ کو بھی ہے امن محمد کے نور سے
اسکا گواہ قصۂ اصحاب فیل ہے

سدرہ وہ تیرے سایۂ قامت کی ہے مثال
جو منتہائے حوصلۂ جبرئیل ہے

حاکم ہے بحر و بر پہ خلیفہ بھی آپ کا
محکوم اس کے حکم کا دریائے نیل ہے

آنسو رواں ہیں نہرِ مدینہ کی مدح میں
ہر سلکِ اشک مصرعِ بحرِ طویل ہے

چھوڑینگے تشنہ حشر میں امت کو کسطرح
ظرفِ وضو سے جنکے رواں سلسبیل ہے

لطف کثیر ہے درِ شہؐ کی گدائی میں
اے دل متاعِ عشرتِ دنیا قلیل ہے

جب دلکو دیکھتا ہوں تو پڑھتا ہوں میں درود
اس آئینہ میں آپ کا روئے جمیل ہے

محبوب لاشریک لہٗ کا ہے بے مثال
سایہ کہاں سے آئے کہ خود بے عدیل ہے

جنت تو دیچکے ہیں نبیؐ پھر بھی روزِ حشر
حامدؔ امیدوار عطائے جزیل ہے

جو گیسوئے شہؐ پر نظر جائے گی
شبِ قدر جی سے اتر جائے گی

نہ توڑ آہِ دل رشتۂ کہکشاں
کہ تسبیحِ انجم بکھر جائے گی

اجل راہِ طیبہ میں گو آ گئی
مرے بعد بھی میری خبر جائے گی

ترے دل جلے سے مقابل نہ ہو
کہ روتی یہ شمعِ سحر جائے گی

دمِ نزع آمد جو حضرتؐ کی ہو
تو جاں لب پہ آ کر ٹھہر جائے گی

اگر باغِ طیبہ کی آتی ہوا
رخِ گل کی رنگت نکھر جائے گی

خوشی ہے یہ امت کو معراج میں
کہ ہمراہ خیر البشرؐ جائے گی

چلا تو جو دل سے خیالِ نبیؐ
خدا جانے کیا کیا گذر جائے گی

یہ مرحومہ امت ہے اے شورِ حشر
ترے غل سے کیا چونک ڈر جائے گی

وہ امت کو حضرت لئے رہنما
کہ دم بھر میں پل سے گزر جائے گی

درِ چشم روضہ میں کیوں بند ہو
کہ حسرت کوئی گھٹ کے مر جائے گی

رہِ خلد بھولے گی کیا میری روح
سقر سے پھری اپنے گھر جائے گی

تری شمعِ انگشت کی لو وہ ہے
کہ اعجاز سے تا قمر جائے گی

نہ نکلے گی گنبد سے روضے کے روح
ادھر جائے گی یا ادھر جائے گی

دمِ نزع غم ہے کہ تنہا رہے
مری بیکسی کس کے گھر جائے گی

زبانِ خارِ طیبہ کی سوکھے گی کیوں
کہ دریا لئے چشمِ تر جائے گی

مدینہ کا کافی ہے صحرا ہمیں
ارے وحشتِ دل کدھر جائے گی

مدینہ سے بہتر ہے کیا قصرِ خلد
مری جاں کہاں در بدر جائے گی

سنا دیں گے حضرتؐ کو روح القدس
غزل میری حامد اگر جائے گی

تجھ سے روضہ کی طرف بڑھ کے نظر جاتی ہے
آبرو آج تری دیدۂ تر جاتی ہے

حال کہہ دیتا ہے سب جا کے تصور ان کا
یوں مدینہ کو مرے دل کی خبر جاتی ہے

ایک دن کے لیے محشر کے وہ کافی ہوگی
جو گھڑی نعتِ پیمبرؐ میں گذر جاتی ہے

آہِ سرد اپنی مدینہ کو چلی پیری میں
باغ کو ٹھنڈی ہوا وقتِ سحر جاتی ہے

کیا چڑھے دل پہ وہ ابروے نبیؐ کے آگے
کہ مہِ نو کی کمان جلد اتر جاتی ہے

نہ لگی جا کے درِ شہؐ کے اگر ساحل پہ
کشتیِ عمرِ رواں پھر یہ کدھر جاتی ہے

اشک پی جاتا ہے غم کھاتا ہے بیمار ترا
ساتھ پانی کے غذا سہل اتر جاتی ہے

چاندنی لوٹتی ہے خاک پہ بیتابی سے
گنبدِ روضۂ شہؐ سے جو اتر جاتی ہے

خانۂ چشم میں سیلاب بھرا اشکوں کا
نیند آ سکتی نہیں در پہ ٹھہر جاتی ہے

حشر میں امتِ مرحومہ کی دعوت ہوگی
ساتھ محبوبؐ کے اللہ کے گھر جاتی ہے

کیا اسے آہِ دلِ اہلِ صفا سے نسبت
ابر کا برق لیے دامنِ تر جاتی ہے

شبِ تاریک فراقِ نبویؐ سے ڈر کر
چاندنی بھاگ کے پھر سوئے قمر جاتی ہے

دیتی ہے آپکی امت کو شفاعت تسکیں
دیکھ کر فتنۂ محشر کو جو ڈر جاتی ہے

ہے مگر دامنِ دریا کا جلانا منظور
آتشِ غم طرفِ دیدۂ تر جاتی ہے

مدح خواں یوں تو بہت جمع ہیں محشر میں مگر
ہر سخن فہم کی حامدؔ پہ نظر جاتی ہے

نعت خوانی میں سنی اس نے جو شہرت میری
ناپسند آئی جو ناچیز امانت میری
ضعف سے عکس کا چہرہ سے پہنچنا ہے محال

راہ تکتی ہے تمنا سے قیامت میری
پھیر دی موت نے جا روزِ قیامت میری
آئینہ میں نظر آتی نہیں صورت میری

قصرِ جنت سے یہ روضہ کی بنا دی ہے شناخت
دل جمایا ہے کہ رہ جائے علامت میری

درِ حضرت ؐ جو قریب آیا تو بیتاب ہے روح
شوق سے کرنے لگی نبض بھی سرعت میری

ملتے ہیں روضۂ عالی کے مضامین بلند
قصرِ فردوس میں لگتی ہے طبیعت میری

قاصدِ موت کی آمد کا یہ ہے استقبال
آئی پیری تو روانہ ہوئی طاقت میری

راہِ طیبہ میں پھری خاک بگولا بن کر
بعدِ مردن بھی جو گردش میں ہے محبت میری

امتی دوست خدا کے ہیں کہ قرآں میں کہا
اتباعِ نبوی ؐ میں ہے محبت میری

بزمِ مولد کی ثنا خوانی کی آتی ہے صدا
جس جگہ شہرِ خموشاں میں ہے تربت میری

راہ مسدود ہوئی جانے کہاں ان کا خیال
درِ دل بند ہوا کھل گئی قسمت میری

خوب سوجھے ہیں گلِ روئے نبی کے مضمون
ملتی ہے بادِ بہاری سے طبیعت میری

دل ہوا چاک تو داخل ہوا عشقِ نبوی
یہ وہ کوچہ ہے کھلی راہِ محبت میری

سب گناہوں کو چھپا دیگی دمِ چارہ گری
محرمِ راز ہے حضرت ؐ کی شفاعت میری

بیکسی تیرا بھلا ہو کہ نہ چھوڑا تنہا
کی شبِ ہجرِ مدینہ میں رفاقت میری

عیب جو کوئی کسی کا نہ کسی کی غیبت
لگتی ہے شہرِ خموشاں میں طبیعت میری

درہمِ داغ بہت عشقِ نبی میں پائے
مال مارا ہے دلا تو نے یہ دولت میری

پیار کرنے لگی آغوشِ کرم میں توسیں
جب کہا شہ ؐ نے کہ موجود ہے امت میری

نعت خوانی کا مزہ ملتا ہے حامدؔ مجھکو
خلد میں حضرتِ حسان ؓ سے ہے صحبت میری

بزمِ شہ ؐ بلبلِ دیوانہ کو گلشن ہو جائے
شعلۂ شمع گلِ شاخِ نشیمن ہو جائے

ابرِ رحمت میں ہو خورشیدِ قیامت پنہاں
تیری امت کو چراغِ تہِ داماں ہو جائے

اپنے دامن سے جو جھڑ کائے نسیم طیبہ
شمع کشتہ کو جلا دے ابھی روشن ہو جائے

نہر زرقہ میں حبابوں کے لیے حلقۂ موج
نقرئی طوق بنے زینت گردن ہو جائے

باغ طیبہ میں جو آنکلے کبھی باد خزاں
شاہد نکہت گل کے لیے توسن ہو جائے

بزم عشرہ میں نہ رہی شمع ادب سے عریاں
پر پروانہ اسے پیرہن تن ہو جائے

آتش عشق سے سینہ میں بہار آئے گی
جو پڑے داغ سیہ وہ گل سوسن ہو جائے

لطف سے تیرے حفاظت کا وسیلہ ہو حباب
یا تو وہ موج رواں کے لیے جوشن ہو جائے

چاندنی بن کے گرے عاصیوں کے سر پہ شعاع
تیری خورشید قیامت کو جو قدغن ہو جائے

تیرے خدام کو نہ ہو چشم نکیرین سے خوف
شمع روشن وہ پے ظلمت مدفن ہو جائے

ضبط گریہ سے چمک جائیں گے داغوں کے چراغ
پانی اشکوں کا جو پی جائیں تو روغن ہو جائے

ربط اضداد کی صنعت میں ہے جامدیہ غزل

کیا عجب سن کے ثنا خواں مرا دشمن ہو جائے

رفعت شان رسول عربی آج ہوئی
خلوت محرم اسرار خفی آج ہوئی

قصر قوسین میں زینت کا سماں ہے کیا کیا
دعوت سید مکی مدنی آج ہوئی

بزم معراج کے لائق جو تھے خوشبو والے
عندلیبوں میں گل تر کی کمی آج ہوئی

بخشوانے کے لیے جاتے ہیں محبوب خدا
مغفرت کی ہمیں امید قوی آج ہوئی

ہالہ عارض کیلیے حلقہ قوسین بنا
ماہ بطحا کی عجب جلوہ گری آج ہوئی

دیکھیے ملتا ہے جبریلؑ کو کیا کیا انعام
خدمت ہاشمی مطلبی آج ہوئی

سجدہ گردوں نے کیا گرد پھرے شمس و قمر
واہ کیا شان ہے تعظیم نبیؐ آج ہوئی

رات گھٹتی نہیں محکوم نبیؐ ہیں انجم
منقلب ہیئت دور فلکی آج ہوئی

شوق میں جھک کے ہے آغوش بنا قوسین
اس شہ کون و مکاں کی طلبی آج ہوئی

مسکراتے ہوئے قوسین سے لائے تشریف
غم سے امت کو بچایا یہ خوشی آج ہوئی

بزم معراج میں حامد نے یہ تاریخ پڑھی
شب معراج شریف نبوی آج ہوئی
۹۹ ۱۲ ھ

شانِ رحمت شافعِ محشر دکھاتے جائینگے
مسکراتے جائینگے اور بخشواتے جائیں گے

کاش بالینِ نبیؐ ہو دستِ مژگاں کو نصیب
روضۂ انور میں ہم آنکھیں بچھاتے جائیں گے

تیری امت کو ہے آسان ظلمتِ راہِ صراط
آگے آگے روشنی قدسی دکھاتے جائیں گے

رحمت للعالمین ہیں صاحبِ خلقِ عظیم
روز محشر ناز امت کے اٹھاتے جائیں گے

اے اجل ہم کو مدینہ ہو کے لے چل خلد میں
باغِ طیبہ کی ہوا رستہ میں کھاتے جائیں گے

ہے یقیں امت کے عصیاں اے کراماً کاتبین
آپ لکھتے جائینگے حضرت مٹاتے جائیں گے

آگے نکلے گا براقِ شاہ بالائے صراط
پیچھے پیچھے امتی گھوڑے اڑاتے جائیں گے

روضۂ حضرت کا دروازہ ادب کا ہے مقام
جس میں جبریلِ امین گردن جھکاتے جائیں گے

نعت پڑھتے ہم چلے نقشِ قدم کے ساتھ ساتھ
راستہ میں گوہرِ مضمون لٹاتے جائیں گے

ہو گی حیرت زاہدوں کو جب شفاعت کے لیے
عاصیوں کو پیار سے حضرت بلاتے جائیں گے

خوش کرینگے نعت پڑھ کر ہم شفیعِ حشر کو
شعر سنتے جائیں گے اور مسکراتے جائیں گے

ہو گا حامد جوشِ پر محشر میں جب بحرِ کرم
بہادر کر ہم نامۂ عصیاں بہاتے جائیں گے

لیے شرار و فغاں و بکا نکلتی ہے
بڑے جلوس سے آہِ رسا نکلتی ہے

گیا نہ ہجرِ مدینہ میں چھوڑ کر تنہا
ترے خیال کو دل سے دعا نکلتی ہے

مرا غبار مدینہ کو جائے گا کیا خاک
کہ ابھی بچ کے ادھر کی ہوا نکلتی ہے

یہ ضعفِ ہجرِ مدینہ میں ہے کہ جان حزیں
ہماری آہ کلا کے کمر عصا نکلتی ہے

لکھو جو نعت تو لکھا نہ جائے کوئی گناہ
یہی زبانِ قلم سے صدا نکلتی ہے

زمیں پہ پاؤں نہیں رکھتی آکے طیبہ سے
بڑے دماغ سے بادِ صبا نکلتی ہے

امیر ہے وہی جو ہے درِ نبی کا فقیر
کہ سلطنت میں بھی شانِ گدا نکلتی ہے

چلے عدم کو دبے پاؤں خوفِ عصیاں سے
نہ منھ دکھائیں نہ آواز پا نکلتی ہے

نبی کے پیچھے چلے روزِ حشر پڑھتے درود
ادب سے امتِ خیر الوریٰ نکلتی ہے

دکھا کے خارِ مدینہ یہ پوچھوں رضواں سے
کہ نوک سبزۂ جنت میں کیا نکلتی ہے

ہوئے ہیں دفن جہاں عاشقانِ روئے نبی
زمیں سے نکہتِ گل جا بجا نکلتی ہے

ہوا مدینہ سے رخصت تو ان کے زائر کے
بدن سے روح بھی رو رو کر قضا نکلتی ہے

سلام بھی نہیں لیتی جو آئی طیبہ سے
بگولے کے گھوڑے یہ بادِ صبا نکلتی ہے

فدا ہوں شمس و قمر یہ کہ حسنِ طلعت میں
تمہاری شانِ رسولِ خدا نکلتی ہے

نثار روحِ قدس ہے کلامِ حامد پر
کہ اس میں بات نئی جا بجا نکلتی ہے

داخلِ حلقۂ قوسین رخِ زیبا ہے
کوچۂ شقِ قمر میں وہ یہ نکلا ہے

یوں براق آیا کہ ہو جیسے تہِ دلِ رحمت
ساتھ جاتے ہیں مگر شوق تتمہ والا ہے

قمریاں بن گئے طائرِ قدسی اس پر
سروِ گلزارِ جہاں جسکا قدِ بالا ہے

بحرِ مواج ہے رفتارِ براقِ نبوی
چرخ گرداب ہے خورشید کفِ دریا ہے

صفِ حلقۂ قوسین میں داخل وہ ہوا
بحرِ عالم میں جو پاکیزہ دُر یکتا ہے

آنکھ پاپوش سے جو دستِ ملک میں ہے ضیا
مشعلِ رہ بنا پایا وہ یدِ بیضا ہے

وعدۂ مغفرتِ اُمّتِ عاصی پایا
حسن نے چمکا دیا قوسین کا خلوت خانہ
دیکھا جنّت میں جو طوبیٰ تو کہا رضواں نے
ہے دھواں آتشِ عشقِ نبویؐ کا یہ سواد
طورِ قوسین میں ہے پردہ ہے دیدارِ خدا
واہ رے اُمّتِ عاصی کا عروجِ اقبال
مُہر ہے جس کی ہیں احکامِ الٰہی جاری
ساتھ ہے شمعِ جمالِ نبویؐ کے اُڑتی

صرف ظاہر کے لیے پردہ اُٹھا رکھی ہے
شمعِ روشن وہ پیمبرؐ کا رُخِ زیبا ہے
آپ کا مدّاح اُمّت میں یہی سایہ ہے
کہ قمر دل میں ہے گیسوئے دلہا کا سودا ہے
لامکاں وسعتِ ایمن کا مگر صحرا ہے
خاص خلوت میں تیری گوشۂ دل میں جا ہے
عرش پر صاحبِ خاتم وہ سر اُڑا ہے
بن کے پروانہ چلی روحِ ملک شیدا ہے

مغفرت کی یہ خوشی میں لکھی حاجت تاریخ
رحمِ اُمّت پہ ہوا آج شبِ اسریٰ ہے
۱۳۰۰ ھ

تصور سے مدینہ کی زیارت ہم کو حاصل ہے
چراغِ داغ روشن ہیں منوّر خانۂ دل ہے
تہ ابرو بھی حضرتؐ کے جبیں کا ماہ کامل ہے
چلا سینہ سے دم ٹھہرا ہے لب پر لب سے آنکھوں میں
رباعی کے ہیں مصرعہ چار یہ دیوانِ خوبی میں
اشارہ ہے کہ مجھ جلوۂ قوسین ہیں آنکھیں
چلا رنگِ پریدہ ساتھ اشکوں کے مدینہ کو
کھلے مژگاں ہیں وہ بحرِ کرم آئے نہ آنکھوں میں
سکوت اسکو ہے لازم جو صفائے قلب کی چاہے

ملی وہ دوربیں جو دیدۂ باطن کے قابل ہے
بڑا مجمع ہے ارمان کا یہاں مولد کی محفل ہے
یہ کچھ خارج ہے برجِ قوس سے کچھ اسمیں داخل ہے
مسافر ناتواں ہے ہر قدم پر اس کی منزل ہے
خطِ پشتِ لب انکا بیت ابرو کے مقابل ہے
تیری انگشتِ مژگاں جانبِ ابرو جو مائل ہے
رفاقت چاہیے تنہا سفر ان کوں کا مشکل ہے
الٰہی کیوں چلا دریا سے یہ آغوشِ ساحل ہے
خموشی سے تیرے روضہ میں روشن شمع کا دل ہے

لگے کرنے لحد میں دو فرشتے روک ٹوک اکثر
خدا حافظ اٹھی ملکِ عدم کی پہلی منزل ہے

پڑا ہے عکس جس سے شیشۂ گردوں ہوا تیرہ
ہمارے اخترِ بختِ سیہ سے کیا مقابل ہے

قطارِ اشک جاتی ہے برابر راہِ طیبہ میں
کہیں یہ قافلہ دم بھر ٹھہرتا ہے نہ منزل ہے

رہا کرتا ہوں گریاں عمر بھر شوقِ مدینہ میں
الٰہی آبِ باراں کیا مری طبیعت میں شامل ہے

رہی روپوش دن بھر جادۂ راہِ مدینہ سے
فلک نے کیوں کہا تھا کہکشاں مقابل ہے

رہے غافل نگہ کیا نہ دیکھا ہم نے دنیا میں
ہمارا خواب آسان ہے مگر تعبیر مشکل ہے

بجائے گرد اڑتی چاندنی ہمراہ جاتی ہے
ترا نقشِ سمِ توسن ضیا میں ماہِ کامل ہے

صلہ اس نعت کا جو کچھ ملے محشر میں ہے تھوڑا
نبیؐ سے دینے والے ہیں یہاں حامد سا سائل ہے

ہر دم غلافِ روضۂ انور نظر میں ہے
پردہ یہ آٹھواں مری اس چشمِ تر میں ہے

جب سے حضور کا لبِ شیریں نظر میں ہے
کیا میٹھا میٹھا درد ہمارے جگر میں ہے

نورِ رخِ نبیؐ میں جو ابرو ہیں جلوہ گر
مطلع یہ لاجواب بیاضِ سحر میں ہے

آگے بڑھی نہ خارِ مدینہ سے جو نگاہ
کانٹا چھپا ہوا مرے پائے نظر میں ہے

آئی کہاں سے تاب بلا کس طرح عروج
ذرہ کوئی مدینہ کا شمس و قمر میں ہے

بیتاب دل ہے اس دُرِ دنداں کی یاد میں
مچھلی یہ سرخ رنگ کی آبِ گہر میں ہے

نخلِ قدِ حضور سے اُمت ہے فیضیاب
سب کا گلِ مراد کھلا اس شجر میں ہے

یادِ رخِ حبیبؐ خدا میں ہے سوزِ عشق
خوشبو گلاب کی گلِ داغِ جگر میں ہے

روضہ کو جھانکنے میں جو نکلا ہے دودِ دل
سرمہ یہ چشمِ روزنِ دیوار و در میں ہے

شیریں اپنی جان کی رکھوں کیوں نہ سامنے
دل میں وہ آئے محفلِ میلاد گھر میں ہے

تحلِ حرم پہ کیوں نہ ہو جبریلؑ کا مقام
سدرہ کی ڈالیوں کا قلم ہر شجر میں ہے

تکتے ہیں عاشقانہ وہ روضہ کو شوق سے
جبریلؑ کی نگاہ ہماری نظر میں ہے

ذرّوں کے بدلے مردمکِ چشم ہیں عیاں
کس کس کا فرشِ چشم تری رہگذر میں ہے

جبریلؑ کیا یہ ذرّے مدینہ کے پڑ گئے
تزئین جو موتیوں کی ہر اک بال و پر میں ہے

حامد غزل یہ سن کے لگے کہنے سب مَلک
جو لطفِ نعت ہے وہ کلام بشر میں ہے

جینے کا لطف روضۂ شاہِ اُمم میں ہے
مرنے کا شوق قرب و جوارِ حرم میں ہے

روشن دلوں کی صف ہے جو حیرت زدہ کھڑی
مٹی کا آئینہ قدِ آدم حرم میں ہے

لکھا مرے صحیفہ میں بھی لفظِ نعت جوں
یہ عفوِ معصیت کا نشاں ہر رقم میں ہے

روشن اسی کے نور سے انجم ہیں چرخ پر
خورشید کی ضیا ترے نقشِ قدم میں ہے

مٹھی میں آپ کی ہیں دو عالم کی نعمتیں
وسعت عجب حضورؐ کے دستِ کرم میں ہے

گو وقتِ نزع ہاتھ نہ پابوس کو بڑھیں
ٹھہرو ابھی کہ طاقتِ دیدار ہم میں ہے

رک رک کے سیلِ اشک جو روضہ میں بہے رواں
ٹکرا کوئی جگر کا مری چشمِ نم میں ہے

بارِ گناہ جھک کے گرے سر سے ہے امید
پیری میں یہ اشارہ مری پشتِ خم میں ہے

شق ہو گیا ازل میں جو لکھا نبیؐ کا نام
ہیبت یہ تھی شگاف زبانِ قلم میں ہے

تھک کر رہِ مدینہ میں پیچھے رہی صبا
اتنی تو میرے پاؤں کی طاقت و دم میں ہے

رحمت نے روزِ حشر پکارا کہ بول اٹھے
جو اُمتی حبیب کا رنج و الم میں ہے

سایہ نے جس کے مہرِ قیامت چھپا دیا
ابرِ کرم نبیؐ کا پھریرا علم میں ہے

یارب نہ چھوٹے نعت نویسی کا التزام
حامد دعا ہماری یہی ملتزم میں ہے

آبِ گریہ سے بہارِ شجرِ ماتم ہے
دانۂ اشک مرا تخمِ نہالِ غم ہے

توسنِ شہ کے لیے رفعتِ گردوں کم ہے
اک قدم اسکو زمیں سے فلکِ اعظم ہے

اک نظر قبر میں دیدارِ نبی کیا کم ہے
عمرِ رفتہ کا غنیمت ہے ملا جو دم ہے

نعت ادھر وے نبی پیرِ فلک سے کیا ہو
ایک سطرِ مہِ نو لکھی سو وہ بھی کم ہے

زینتِ خانۂ عو سین ہے چشمِ نبوی
تن پر نور کا آئینہ قدِ آدم ہے

ہجرِ طیبہ میں ہے افکار سے دنیا کے نجات
عالمِ غم میں فراموش غمِ عالم ہے

چشم میں وہ رخِ تاباں ہے بھرے ہیں آنسو
عرقِ چہرۂ خورشیدِ نبی شبنم ہے

ہر دعا کے لیے حضرت کا توسل ہے ضرور
ہم نے سیکھا یہ مجرب عملِ آدم ہے

یہ بھی کیا ضد ہے کہ لیجائے مدینہ سے اجل
جان کھو دینگے درِ شہ پہ جو دم میں دم ہے

کاش محشر کے کئی روز مقرر ہوتے
شوق کہتا ہے کہ دیدار کی مہلت کم ہے

تیل روضہ کے چراغوں کا تبرک لائے
زخمِ دل کے لیے عشاق کے وہ مرہم ہے

ہم اسے پی کے تپِ عشقِ نبی مانگتے ہیں
گرچہ ہر درد کی سنتے ہیں دوا زمزم ہے

اشکِ توبہ سے دمِ نزع ہے امت کی نجات
دامنِ تر کے مقابل مژہ پر نم ہے

کیوں نہ حاصل ہو اسے مہرِ سلیماں یہ شرف
فرق یہ ہے کہ خدا ساز تری خاتم ہے

لطف جینے کا نہیں ہجرِ نبی میں حامد
زندگی تلخ ہے شیرینیِ جاں بھی سم ہے

رکھو قدم لحاظ سے افلاک کے تلے
سوتے ہیں عاشقانِ نبی خاک کے تلے

مژگاں کو ہم نے بند کیا جوشِ اشک میں
دریا چھپا دیا خس و خاشاک کے تلے

فانوس میں ہے شمع کہ خورشید ابر میں
جسمِ نبی کا نور ہے پوشاک کے تلے

طیبہ سے کیا چلے ہیں کہ چلنے لگی زمیں
ٹھہری نہ پائے عاشقِ غمناک کے تلے

اُمّت کو اپنی صاف کیا اک نگاہ میں
سب پاک ہو گئے نظرِ پاک کے تلے

معراج میں حجابِ فلک پر گذر گیا
ٹوٹا نہ پائے توسنِ چالاک کے تلے

یہ جیبِ زادہ تارِ گریباں میں مل گیا
ڈھونڈا اجل نے پیرہنِ چاک کے تلے

پیٹا ہے اسطرح کہ نظر سے ہوئیں نہاں
شبنم کی جالیاں دلِ صد چاک کے تلے

گور و کفن یہ دشتِ مدینہ میں مل گیا
لاغر ہوں دب گیا خس و خاشاک کے تلے

شوخی یہ توسنِ عمرِ رواں کی ہے
لا کر گڑھے میں پھینک دیا خاک کے تلے

گل برگِ تر یہ صاف رگِ گل کا ہے گماں
حضرتؐ کا لب ہے ریشۂ مسواک کے تلے

چمکا کلس جو روضہ کا عالم میں نور ہے
روشن ہے شمع گنبدِ افلاک کے تلے

گل بوٹے بن کے نکلے وہ جامہ مزار سے
مضمونِ نعت لائے جو ہم خاک کے تلے

اللہ رے نازِ اُمّتِ خیر الانام کے
محشر میں منتظر ہیں ملک سب سلام کے

مشتاق تھے ملک جو ہمارے کلام کے
چلے ہیں روزِ حشر بڑی دھوم دھام کے

کی آہ میں نے سامنے باب السّلام کے
قدسی حرم میں بیٹھ گئے دل کو تھام کے

سینہ تو چاک چاک ہے دل خانۂ خدا
دروازے کھل رہے ہیں بیت الحرام کے

خوشبو سے اپنی دامنِ محشر بسا دیا
آئے جو پڑھنے والے درود و سلام کے

یوں سایۂ علم کی تمنا ہے روزِ حشر
جس طرح روزہ دار ہوں مشتاق شام کے

اوروں کو دھوپ حشر میں ہے ہم کو چاندنی
قربِ نبیؐ ہے پاس میں ماہِ تمام کے

دل میں نبیؐ کے عرش کے سایہ میں خلد میں
اُمّت کا ہے قیام مناسب مقام کے

باغِ مدینہ شمعِ حرم پر فدا ہیں سب
آیات میں جو مجمعِ محشر کا ہے بیاں
جو تم سے مانگتے ہیں وہ ملتا ہے روزِ حشر
تعظیمِ جاہتِ نبویؐ کے لیے ہے
محشر میں جا کے شاہدِ عصیاں نہیں گے سب
محبوبِ دل ہیں سب کے اشارہ یہ اس میں ہے

ہیں سحر کے شوق میں پروانہ شام کے
سب اشتہار ہیں ترے دربارِ عام کے
کیا کیا ہیں ناز امتِ خیرالانام کے
عادی ہیں سر دو سورۂ طوبیٰ قیام کے
اعضائے تن دلا یہ نہیں اپنے کام کے
ہیں بانوے عدد جو محمدؐ کے نام کے

حامد نبیؐ پسند جو کر لیں تو عید ہو
لکھی غزل یہ ضعف میں ماہِ صیام کے

ہوا مستوں کو کیا کیا شوق پیدا دل کے ارماں سے
تصور آپ کا خوشبو ہے ہمارے چشمِ گریاں سے
کھڑے تھے دھوپ میں دشتِ مدینہ کی تو مرقد میں
قدم رکھتے ہیں کب جلتی زمیں پہ روزِ قیامت میں
شفاعت ہے مجھے دیکھی رحمتِ حق ان پہ زاہد سے
شفاعت سے یہ کہہ کر بخشوایا حق سے امت
نہیں یاقوت سب عزت کی ٹہنیاں روضۂ شہ ہیں
قدم جلدی اٹھالو دشتِ طیبہ میں تو رد تے ہیں
ہوا ہر ایک مصرعہ تجلی تازہ جوشِ رقت میں
برستی تھی قیامت آتشِ غم ہجرِ طیبہ میں
کیے گرد دل پہ دودِ دل جو یادِ ابروئے شہؐ میں

کر بوسے لیا کا ٹالبِ کوثر کو دنداں سے
وضو کرتا ہے تمہاں مقدس آبِ باراں سے
ہوائیں ٹھنڈی ٹھنڈی آ رہی ہیں باغِ رضواں سے
لگی ہے ساری امت شافعِ محشر کے داماں سے
بدل لیے نامۂ اعمال آیا اہلِ عصیاں سے
تری شانِ کریمی ہے خطا ہوتی ہے انساں سے
جو خونباری میں چھالوں کو لگایا چشمِ گریاں سے
کہ سر گوشی کریں گے آبلے خارِ بیاباں سے
زمیں شعر کو تر کرتے ہیں ہم آبِ باراں سے
خدا کا شکر ہے کچھ رات بھیگی چشمِ گریاں سے
چڑھا چلہ کمانِ ماہِ نو پر آہِ سوزاں سے

در حضرت پہ گرنا اشک سے سیکھا ہے دل نے
ہوئی ہے کیسی عاقل کو ہدایت طفل ناداں سے

رہا سوتا مگر ہم کو جگاتا ہے شب غم میں
ہوئی غفلت نہ بخت خفتہ کو خواب پریشاں سے

تصور کی ترے جو سوز غم میں آمد آمد تھی
کھلے سو دیدۂ مشتاق دل میں داغ پنہاں سے

رہ طیبہ میں ہم پاس ادب سے آہ نہیں کرتے
سمجھتے ہیں کہ کیا پایا جرس نے شور و افغاں سے

تصور آپکا ہمراہ لایا حسرت و ارماں
یہ مہمان طفیلی ہمکو پیارے ہیں دل و جاں سے

دل پُر داغ کی آہیں جو سینہ سے نکل آئیں
ہوئے اونچے ہزاروں سرو دیوار گلستاں سے

ہجوم غم میں دل مائل ہے حضرتؐ کے تصور پہ
یہ ہے وہ میزباں اس بھیڑ میں خلوت ہے مہماں سے

عبث مجھ پر گمان زندگی ہے ناتوانی میں
الجھ کر رہ گیا تار نفس تار رگ جاں سے

الٰہی دور رکھ غل شور سے روز قیامت کے
ابھی ہم آئے ہیں افسوس تھکے شہر خموشاں سے

ہمارا طالع بالا یا تھا در لوح کنج مرقد میں
خیال آیا رخ حضرتؐ کا کیا کیا ختم قرآں سے

چمکتا ہے بہت خورشید محشر جی میں آتا ہے
دکھا دوں کوئی ذرہ لا کے طیبہ کے بیاباں سے

نہیں ہے سینۂ صد چاک میں طیبہ کو دل پہنچا
نکل بھاگا ہے شاید غرفۂ چاک گریباں سے

عطارد سے کہو گر شوق ہے نعت پیمبرؐ کا
اڑائے پہلے طرز گفتگو حامد کے دیواں سے

ہم تاب آفتاب قیامت سے ڈر گئے
تا جانہ مزار میں آ کر ٹھہر گئے

نالوں سے بھاگے اشک مژہ سے اتر گئے
آواز تھی مہیب یہ اطفال ڈر گئے

کیا رعب اور ادب ہے کہ جمتی نہیں نگاہ
رو دیتے ہیں کانپتے تیرے پا تھر گئے

آئے امید وصل نبیؐ آئے مزار میں
اپنی خودی کو ڈھونڈنے ہم بے خبر گئے

کیا دل میں آئے دیدۂ تر سے ترا خیال
رستہ میں دو گڑھے ہیں سو پانی بھر گئے

گریہ سے عاشقانِ نبی کا ہوا وہ حال
بارش ہوئی تو عمر کے پیمانے بھر گئے

سینہ جلا گیا مژہ تر سے دل جگر
دریا کے پار جان بچا کر اُتر گئے

عاشق ہیں گیسو و رخِ حضرت کے نیم جاں
ملکِ عدم کو شام گئے یا سحر گئے

بارِ گناہ سر سے جو پھینکا مدینہ میں
سب توبۂ شکستہ کے ٹکڑے بکھر گئے

روضہ تھا بند آئی کہاں سے یہ بیخودی
رستہ کہاں تھا ہوش سے ہمارے کدھر گئے

ارواحِ عاشقانِ نبی پاک صاف ہیں
مرقد میں سب لباس سفر کے اتر گئے

پہنچا نہ پیر خرچ درِ شاہ پہ تو کبھی
لاکھوں برس تو عمر کے تیری گزر گئے

پایا سرائے عالمِ فانی میں امن کیا
روحیں برہنہ رہ گئیں کپڑے اتر گئے

گریہ نے گردِ غم کو کیا محتِ دل سے دور
سب پاک صاف ہو کے نگینے نکھر گئے

عشاق کے ہے آئینۂ دل میں اس کا عکس
روضہ چڑھا یہ دل پہ کہ نقشے اتر گئے

حامد ہے لطف شہرِ خموشاں میں نعت کا
کیا کیا ہمارے ساتھ کے اہلِ ہنر گئے

وہ رفعت ہے شکوہِ شاہِ دیں سے
فلک دیتا ہے طیبہ کی زمیں سے

حرم کو پشت خم سے پیرِ گردوں
چلا ہے ٹھوکریں کھاتا زمیں سے

مدینہ کے سفر کی فکر میں ہے
فلک کرتا ہے سرگوشی زمیں سے

تیمم خاک سے کرتے ہیں قدسی
اٹھی آندھی جو طیبہ کی زمیں سے

جلا آئینۂ گردوں میں آئی
غبار اٹھا جو طیبہ کی زمیں سے

ترے روضہ کے گرد ایسا وہ گھوما
فلک سے آ کے ٹکرا لی زمیں سے

پڑا ہوں مثلِ سایہ شاہ کے در پہ
گرا ایسا نہ اٹھوں گا زمیں سے

یہ رعب اُس آستاں کا اے فلک ہے — کہ ہاتھوں پاؤں اٹھتے ہیں زمیں سے
ہوا یہ ناتواں عشقِ نبیؐ میں — فلک جھک جھک کے اٹھا ہے زمیں سے
تیرے جلوہ کا مضموں لائیں گے ہم — بیاضِ دیدۂ روح الامیں سے
اسی سے نامۂ عصیاں کو دھویا — نچوڑے اشکِ توبہ آستیں سے
ہوئی رحمت جو اقرارِ گنہ پر — رہی اچھی ہماری ہاں نہیں سے
ادائیں دیتے ہیں گردوں یہ قدسی — لگی کیا آگ آہِ آتشیں سے
بڑا پامال کیا شہؐ پر فدا ہو — امانت جان لی جانِ آفریں سے
یہ حسرت ہے فدا کرنے کو تجھ پر — نہ لیں کیوں لاکھ جان جانِ آفریں سے
ہمارے کے مضموں اے عطارد — غضب ہے داد چاہے پھر ہمیں سے
خطِ قسمت مرے اُس سنگِ در پہ — چھپے ہیں چھوٹ کر لوحِ جبیں سے
وہ روح افزا مدینہ کی ہوا ہے — بدلتا ہوں دلا جانِ حزیں سے
بلا چشمِ تصور سے ہے روضہ — بہت نزدیک ہے اس دوربیں سے
مدینہ میں مجھے باطن کی دولت — ملی ہے کچھ کہیں سے کچھ کہیں سے
چلا پھر دشتِ طیبہ کو یہ وحشی — ابھی ہم دل کو لائے تھے وہیں سے
معطر ہو گیا دامن نظر کا — لپٹ کر تیرے موئے عنبریں سے
ہوئی قدر آئینہ کی جب پڑے بال — لگا دل شہؐ کے موئے عنبریں سے
نہ بھولیں گے کبھی شہرِ خموشاں — چلے ہیں اٹھ کے جنت کو یہیں سے
خدا کی شان غفاری کھلی ہے — ظہورِ رحمۃٌ للعالمیں سے
کروں محشر میں مشقِ نعتِ حضرتؐ — ملے گر نور ربّ العالمیں سے
مدینہ سے جو لایا سنگریزہ — رگڑتا ہوں سلیماںؑ کے نگیں سے
یہ حسرت ہے کہ حامدؔ اپنا دیواں — سنا دوں شاہِ والا کو یہیں سے

قبر میں شاہؐ کی زیارت ہی سہی
اے اجل تیری بدولت ہی سہی

شبِ غم جائے تو آفت ہی سہی
دن تو ہو صبحِ قیامت ہی سہی

آؤ جان کی مری رخصت ہی سہی
منھ دکھانا دمِ رحلت ہی سہی

تیری اُمّت کی ہے توبہ مقبول
مرتے دم اشکِ ندامت ہی سہی

آخر اے چرخ ستم کی حد بھی
صبر کرنا مری عادت ہی سہی

اے اجل نزع میں آئے ہیں نبیؐ
اک نظر کی مجھے مہلت ہی سہی

بھیج دیں آپ تصوّر اپنا
دل ہے بیمار عیادت ہی سہی

چین لینے دے کہیں وحشتِ دل
کچھ نہ ہو گوشۂ تربت ہی سہی

درد دے اٹھ کے جو تھا دل کو
اتنی دم ساز کی ہمت ہی سہی

کون پوچھے شبِ غم میں ہم کو
اے اجل تیری عنایت ہی سہی

گرچہ دن حشر کا تھوڑا ہے مگر
تیرا جلوہ کوئی ساعت ہی سہی

تھم گئے ضعف سے نالے میرے
خیر دم لینے کی فرصت ہی سہی

خود کرم ان کے تصور نے کیا
اثرِ جذبِ محبت ہی سہی

ڈھونڈ لیں گے کہیں طیبہ کی فضا
سفرِ گلشنِ جنت ہی سہی

روزِ غمِ ہجرِ نبیؐ میں کٹ جائے
آئے جلدی شبِ تربت ہی سہی

داغِ سوزاں ہے بہت دل کو عزیز
کہ چراغِ شبِ تربت ہی سہی

حشر میں قربِ نبیؐ سے ہے غرض
طلبِ سایۂ رحمت ہی سہی

زخمِ دل کچھ تو مزا پائے مرا
نمکِ شورِ قیامت ہی سہی

رشک ہے تکتے تو ہیں روضہ کو
مہر و مہ دیدۂ حیرت ہی سہی

کبھی پہنچا نہ مدینہ اے چرخ
شکوۂ گردشِ قسمت ہی سہی

خوبیِ شکل و شمائل تو نہیں
گلِ تر میں تیری رنگت ہی سہی

خوش ہوں گر زہرِ اجل ہے یہ وصال — کچھ علاجِ تپِ فرقت ہی سہی
وسعتِ رحمتِ حق کیا کم ہے — معصیت کی مری کثرت ہی سہی
پھر مدینے میں بلانے کا مجھے — کچھ اشارہ دمِ رخصت ہی سہی
وصل کا بھی تو مزہ پاس کبھی — ہم کو غم کھانے میں لذت ہی سہی
کبھی بے پردہ دکھا دو دیدار — اک نظر وقتِ زیارت ہی سہی
اے دلِ تنگ نکل سینے سے — گردشِ وادیِ وحشت ہی سہی
اے صبا راہِ مدینہ میں نہ چھوڑ — خاک سے مری کدورت ہی سہی
دشتِ طیبہ میں ٹھہر جا اے روح — منزلِ وادیِ غربت ہی سہی
کہیں دوڑیں تو ترے دیوانے — سیرِ صحرائے قیامت ہی سہی
دیں مجھے دولتِ دیدارِ حضور — جنسِ دل کی مری قیمت ہی سہی
آبِ زرقا میں لگاؤں غوطے — چارۂ آتشِ فرقت ہی سہی

جو ملی نعت کے بدلے حامد
شکر ہم کرتے ہیں جنت ہی سہی

سن لو محشر میں کہانی میری — پاس بلوا کے زبانی میری
خلد میں آ کے ملا لطفِ شباب — بعد پیری کے ہے جوانی میری
بحرِ رحمت کو ہوئی طغیانی — جا ملی اشک فشانی میری
نعت خواں ہاتھ سے کھویا مجھ سا — اے فلک قدر نہ جانی میری
صبح پیری میں کھلی رات کی نیند — گزری غفلت میں جوانی میری
خارِ طیبہ سے چڑھایا سر پر — کی بہت مرتبہ دانی میری

دل کو آنا ہی نہ تھا روضہ سے
ہے مجمل بات نمانی میری

میں تو جنت میں ہوں دل روضہ میں
رہ گئی کچھ تو نشانی میری

حسرتِ مردہ کے غم کا ہے بیان
ہے نئی مرثیہ خوانی میری

غش ہوئے سن کے نکیرین کلام
واہ ری سحر بیانی میری

ضعف میں چاہیے اے باد صبا
خاک آہستہ اڑانی میری

کوئی چھوٹا نہ مدینہ کا ادب
کام آئی ہمہ دانی میری

راہِ طیبہ میں تو اے توسنِ عمر
سیکھ لے گرم عنانی میری

پوچھنے آئی نہ مرقد میں کبھی
ہستیِ عالمِ فانی میری

مجمعِ آہ و فغاں میں ٹھہری
دھوم سے نعش اٹھانی میری

حشر میں کچھ نہ کسی نے پوچھا
جان کر ہیچ مدانی میری

شمع روتی ہے کھڑی بالیں پر
دیکھ کر سوختہ بیانی میری

شہ سے پھر لیتا ہوں حامد کیا کیا
نعت سن لی جو زبانی میری

زندگی پائی نزع میں مر کے
دیکھا روئے نبی نظر بھر کے

لبِ حضرت ہیں بیت حمدِ خدا
دونوں مصرع ہیں برابر کے

ہم ترے مست چشم کیوں مانگیں
کیا مزے ہیں جامِ کوثر کے

چشمۂ فیض و ابر و دریا ہیں
پیار کے نام دیدۂ تر کے

نالوں سے درِ شہ کے کہتا ہوں
سر پہ ٹوٹا فلک جو تم سر کے

یادِ دندانِ شہ میں روتا ہوں
قطرے ہیں اشک آبِ گوہر کے

عرش تک پہنچے اٹھ کے میری دعا
دیں سہارا جو گدا اس در کے

حشر میں دیں جواب کیا یا رب
بھوکے پیاسے کھڑے ہیں دن بھر کے

غم و حسرت نہ آئے مرقد میں
آشنا تھے یہ زندگی بھر کے

مٹ گیا مرا نامۂ عصیاں
آیا چھینٹے میں دیدۂ تر کے

ناتوانی سے ہجرِ طیبہ میں
جان عدم کو گئی ہے مر مر کے

مر گیا دل رہے غم و حسرت
مرتے دم بھی نہ مہماں سرکے

کہتی ہے آہ زور پر آ کر
ہیں فلک میری ایک ٹھوکر کے

ضعف سے نزع میں ہماری جان
لب تک آئی خدا خدا کر کے

ہے مشجر لباسِ عریانی
بن گئے تن پہ نقش بستر کے

یادِ دنداں میں داغ دل کے ہیں
ہیں حباب اس میں آبِ گوہر کے

چاک دل کے نہ چارہ گر سیتے
سب یہ دروازے ہیں اسی گھر کے

کر دیا آفتابِ حشر خنک
ڈالیں کوثر کی کلیاں بھر کے

سن کے آواز میرے نالوں کی
خاک پر جھک گیا فلک ڈر کے

لبِ کوثر سے لب ملائیں گے ہم
منتظر کیا ہوں دورِ ساغر کے

سب یہ مضمون نعتِ شہؐ جاہ
پھول ہیں نخلِ مصرعِ تر کے

گر دل گئے بے اثر مری آہ رسا پھری
گنبد میں جا کے دیکھی تو الٹی صدا پھری

پہنچا یادِ درِ شہؐ کے کچھ ایسی ہوا پھری
قسمت ہماری خاک کی بعدِ فنا پھری

اٹھ کر نبیؐ کے در سے جدائی کا غم ہوا
گردوں سے الٹے پاؤں ہماری دعا پھری

جب بیخودی میں کھوئے گئے ہم تو رو کے
مدت سے پیچھے پیچھے ہمارے قضا پھری

ہم ناتواں نہ قبر میں کروٹ بدل سکے
پایا نہ مثلِ باغِ مدینہ کوئی مقام
رونے لگی چھوڑ کے تنہا مجھے سگئے
منھ پھیر چل سوئے مدینہ ذرا تو دیکھ
واماندگی ہے ضعف میں ہمت گریہ ہے
قسمت کہاں تھی آئی مدینہ سے خود صبا
میرے ہی روزِ غم کے دل شب میں رہ گئی
احسان یہ شوق کا ہے کہ ایسے لگائے پر
میرے ہی روزِ غم کے دل شب میں رہ گئی
احسان یہ شوق کا ہے کہ ایسے لگائے پر
کھلتا نہ ضبطِ نبیؐ میں یہ سوزِ غم
حسرت سے کیوں نہ ڈوب مرا آفتابِ حشر
بدشگی سے بخت کی عاصی ہیں ہم تو کیا
نالے نہ کر اگر دلِ نالاں ہے ضبطِ عشق

نکلے یہ شورِ حشر کہاں کی چلا پھری
سارے جہاں میں گھومتی بادِ صبا پھری
جیب سکی کبھی مرے مرقد پہ جا پھری
گردن کدھر ہے طائرِ قبلہ نما پھری
ساری خدائی میں مری فکرِ رسا پھری
حیرت میں ہوں کہ آج کدھر کی ہوا پھری
گھر ڈھونڈتی جو رہتے کو اپنے بلا پھری
تا حشر جانِ مدینہ میں یہ دشت پیما پھری
گھر ڈھونڈتی جو رہتے کو اپنی بلا پھری
تا حشر جانِ مدینہ میں یہ دشت پیما پھری
پہ آہِ گرم آگ جہاں میں لگا پھری
جلتی زمیں یہ اُمتِ خیر الوریٰ پھری
تیری نظر تو ہم سے نہ خیر الوریٰ پھری
منھ سے نکل کے پھر نہ صدائے دعا پھری

محبت میں عمر بھر غمِ عشقِ نبیؐ رہا
حامد کبھی نہ ہم سے طبیعت ذرا پھری

۱ دلِ مدینہ میں جنت کی آرزو کیا ہے
وہ بیخودی ترے شوق نے کی ہے کہ حشر میں
ہر رنگ غنچہ ہے دل کی شگفتگی میں رہا

اِدھر تو دیکھ یہ ارد فضہ رکھے ید برد کیا ہے
جو ہوش آئے تو کہتے ہیں یہ غلو کیا ہے
ہزار چاک ہوں پر حاجتِ رفو کیا ہے

نمازِ صبحِ قیامت پڑھوں تیمم سے
ملی ہے خاک تو پھر حاجتِ وضو کیا ہے

جو تیرے عشقِ دہن میں نہیں ہوا گم کر
تو دل میں غنچۂ گل کے بھرا لہو کیا ہے

تلاشِ خلد ہے کیوں آستانِ شہ پہ دلا
جو دو قدم بھی نہیں اسکی جستجو کیا ہے

نہیں جو بحرِ شفاعت میں سب گہر پنہاں
وگرنہ اشکِ ندامت کی آبرو کیا ہے

کلیدِ قفلِ خفی ہے زبانِ سحرِ اعجاز
خدا کے حکم میں حضرتؐ کی گفتگو کیا ہے

تلاشِ قربِ خدا میں ہے زاہدِ غافل
سمجھ کے دیکھ قریبِ رگِ گلو کیا ہے

ڈبا نہ دفترِ عصیاں کو بحرِ رحمت میں
ابھی سے تجھ کو دلا فکرِ شست و شو کیا ہے

نہال دل کا رخِ حضرتؐ سے اسکو لے بلبل
دکھا تو مجھ کو گلِ تر میں رنگ و بو کیا ہے

نہیں ہے مہرِ عرب کا جو بے حجاب طلوع
قریبِ روضہ تجلی یہ چار سو کیا ہے

ہزار جان در حضرتؐ پہ ہو حلیمہ فدا
نثار ہونے کو اے دل چلا ہو تو کیا ہے

کیا یہ رحمتِ حق نے ہمارا عذرِ گناہ
خطا نہ ہو کوئی ایسا فرشتہ خو کیا ہے

جو شعر فہم نکیرین ہو تو نعت سنو
یہ بحث قبر میں حامد سے دو بدو کیا ہے

چلا مدینہ سے لیکن قدم نہیں چلتے
یہ بے تاب و تواں جاؤ ہم نہیں چلتے

خلوص سے جو نہ ہوں داغِ دل تو پھر بیکار
دیارِ عشق میں کھوٹے درم نہیں چلتے

خراشِ سینہ کی طاقت نہ سیرِ صحرا کی
کہ ہاتھ پاؤں مرے درد و غم نہیں چلتے

چلے ہیں سر سے موذن ہی طغیانیِ اشک مرے
کبھی یہ پاؤں سے سوئے حرم نہیں چلتے

صفائی کیوں نہ ہو باطن کی کوششِ خباب
کہ بحرِ عشق میں بے حبس دم نہیں چلتے

ہزار دو حسرت و ارماں رفیق ہیں ہمراہ
اکیلے ہم سوئے ملکِ عدم نہیں چلتے

بھرے گا غم زیادہ کہاں یہ پیر فلک
رہ مدینہ میں اُس سے کم نہیں چلتے

یہ خوف ہے کہ مدینہ سے ہو نہ جائے فراق
قریب خلد ہے لیکن قدم نہیں چلتے

جھکے ہیں سجدہ میں ایسے کہ نعت خوانوں کے
نبیؐ کے نام سے آگے قلم نہیں چلتے

بھریں گے گوہر مقصد سے کیا وہ دامن کو
جو تیرے روضہ میں با چشم نم نہیں چلتے

فلک نے ہم کو مدینہ میں چھوڑا تنگ آ کر
سمجھ لیا ہے کہ جور و ستم نہیں چلتے

حضورؐ آتے ہیں اے مرگ سانس لینے دے
ابھی تو خلد کو ہم کوئی دم نہیں چلتے

رہ عدم میں اجل کو ہے لوٹنا منظور
کہ دو رفیق بھی مل کر بہم نہیں چلتے

جو ہاتھ کھینچ لیا ہم نے حرص دنیا سے
تو پاؤں جانب اہل کرم نہیں چلتے

یہ بعد مرگ علامت ہے نعت خوانوں کی
زباں میں چلتی ہیں مرقد میں دم نہیں چلتے

تمام عاصیوں کو بخشوا نہ لیں جب تک
حضور حق سے شفیعؐ امم نہیں چلتے

یہ امتی ترے ذی رتبہ ہیں کہ محشر میں
بغیر عزت و جاہ و حشم نہیں چلتے

ہوس ہے زیست کی پھر بھی اہل دنیا کو
سفر ہے دور کا کیوں صبح دم نہیں چلتے

جو پیچ و تاب ہے نالوں میں لب سے نکلے کیا
کمان سے تیر جو ہوتے ہیں خم نہیں چلتے

گناہ کیا لکھیں امت کے کاتب اعمال
کرم نے حق کے یہ روکا قلم نہیں چلتے

یہ ناز حشر میں حامد ہیں نعت خوانوں کے
بغیر عزت و جاہ و حشم نہیں چلتے

نہ رہا تنگی دل سے غم دنیا باقی
کہ نہیں حسرت و ارماں کیلئے جا باقی

یہ بھی اٹھ جائیگا جب دل میں نبیؐ آنے لگے
چشم ظاہر کا جو ہلکا سا ہے پردا باقی

غم نہیں حشر میں گو ساری زمیں جلتی ہے
کہ ترے دل میں ہے امت کے لیے جا باقی

حشر میں ہجر مدینہ کا عوض دے یا رب
ہے ابھی فیصلۂ خون تمنا باقی

بس نہ ہو دولت دیدار لٹانا موقوف
کاسۂ چشم لیے ہیں ترے شیدا باقی

اپنی خلوت سے حضور اسکو نکلوا دیجیے
ہو مرے دل میں کوئی تمنا باقی

سوز غم دیدۂ تر کی بھی خبر لے لینا
پھونکنے سے نہ رہے دامن دریا باقی

نعت لکھنے میں پھری خلق ہیں گو فکر رسا
وسعت دل کا ہے ان کو ابھی صحرا باقی

روز محشر تو ہوا ختم وہی ہو حق ہے
تیرے مستوں کا ہے گو ثریہ تماشا باقی

قرب حضرت میں جگہ مانگتے ہیں سب عشاق
بعد محشر بھی رہا جلوہ میں جھگڑا باقی

رحمت حق میں پکارا کہ خریدار ہوں میں
نہ رہے جنس گنہ کا کہیں سودا باقی

جا مدینہ کو گئی کس کی اجل کی ہو تلاش
تیرے بیمار محبت میں رہا کیا باقی

اس لیے عالم بالا سے نہ بھیجا حق نے
یادگار اس قد رعنا کا ہے سایا باقی

پہلے ہی جست میں سرعت تھی یہ توسن کی ترے
دو قدم بھی نہ رہا عرش معلی باقی

رشتۂ زیست مرا ختم شب غم میں ہوا
نہ رہا شمع صفت تا شب فردا باقی

شکر ہے خودی ہو گئی حامد رخصت
اب فقط دل میں ہے یاد شہ والا باقی

دل کا پتا لگائیں گے سینہ کے داغ سے
کھویا گیا ہے ڈھونڈ رہے ہیں چراغ سے

ہمت بری مردمک چشم تر کی ہے
دریا الٹ کے پھینکدیا دو ابر غم سے

عطر جناں کی ہو مجھے رضواں شناخت کیا
نکلی نہیں مدینہ کی خوشبو دماغ سے

حوروں نے کھول دیں ہیں بسانے کو چوٹیاں
سنبل کی بو جو آئی ہے طیبہ کے باغ سے

مشکر شفاعت نبوی میں لکھی غزل
فرحت ہوئی حساب کی جب الفراغ سے

روشن ہوا غبار سے آئینۂ فلک
کیا کاوِ کاوِ غم ہے خیالِ گناہ میں
عذرِ گناہ امتِ عاصی میں آپ کا
جو چاک سینہ ہے وہ در انتظار ہے
کس کا عوض ہے مجلسِ مرقد پہ حشر تک
امّی ہیں پر ازل میں ہو عالمِ علوم

آندھی اٹھی مدینہ کے جب گرد و داغ سے
گھبرا رہا ہے طائرِ دل قربِ باغ سے
ہے چشمِ حق کلام پہ دل داغ سے
دل تیری راہ تکتا ہے نشو چشم داغ سے
کے دن گزر گئے تھے زیست کے عیش فراغ سے
پائی ہے ابتدا میں فضیلت فراغ سے

لختِ جگر حضورؐ کے روضہ پہ ہوں نثار
حافظ یہ پھول لائے ہیں ہم گھر کے باغ سے

شب کی شب دیدۂ حسین کو جب حاصل ہے
بحرِ دنیا میں ہوس قیس کی لاحاصل ہے
درِ حضرت پہ لٹائیں گے گہر اشکوں کے
گرد ہیں آپکے سب اہلِ صفا محشر میں
کیا تمنا ہے مدینہ کی کرے گی تسلیم
لطفِ دنیا ترے عاشق کے نہ ٹھہرا دل میں
دلیے آنکھوں میں ٹھہر کر ترے روضہ کو چلی
آنکھیں پتھرا گئیں پتھر ہوئے طفلِ سرشک
خطِ تقدیر جبیں سب کے کھلے ہیں اس پر
چھپ گئے آپ سے روضہ میں نبی کے پہنچے
پتلیاں ہو کے مدینہ میں ہماری پتھر ہیں

چشمِ مشتاق کو دیدار ترا مشکل ہے
لبِ دریائے قرین خشک لبِ ساحل ہے
ہاتھ خالی ہیں مگر چشم تو دریا دل ہے
جلوۂ رخ ہے کہ ہالا میں مہِ کامل ہے
کہ زبان موج کی پیوندِ لبِ ساحل ہے
ٹوٹے شیشے میں پے عرش رہے مشکل ہے
روح کہتی ہے مدینہ مجھے دو منزل ہے
شوق سے آئے جو دیوانہ ہمارا دل ہے
نقشِ پا ہے ترا یا عارفِ روشن دل ہے
کون کہتا ہے مدینہ کا سفر مشکل ہے
جیسے کعبہ کی طرف قبلہ نما مائل ہے

غل سے نالوں کے نہ اٹھ کر ستم ایجاد کرے
خوش ہوں میں طالعِ خفتہ جو مرا غافل ہے

لے چلیں ساتھ بلا کر جو شفاعت سب کو
مجمعِ حشر میں مولد کی کوئی محفل ہے

باغ طیبہ میں ملا دستِ بغل غنچوں سے
ہم سمجھتے رہے برسوں کہ بغل میں دل ہے

آکے سب عاصیوں کے نامۂ عصیاں دھوئے
آپ ابرِ کرم حشر میں دریا دل ہے

امتی ہو گئے سب تیری بدولت یہ نہال
خود کرم پوچھ رہا ہے کہ کوئی سائل ہے

پیچ و تاب آپ کے گیسو کو نہ کیوں فکر میں ہو
عاصیوں پر جو قیامت کی بلا نازل ہے

اپنے انداز کی کیوں نعت عطارد نہ لکھے
طرزِ حامد کی اڑانی تو بہت مشکل ہے

کیا چشمِ تر کی اشک فشانی بیاں ہوئی
کشتی ہماری بحرِ غزل میں رواں ہوئی

لکھا جو نعتِ سروِ قدِ شہ میں مستزاد
کونپل یہ نخلِ مصرعِ تر میں عیاں ہوئی

یہ ماہ تو نہیں ہے مری آہِ گرم سے
باہر دہن سے پیرِ فلک کے زباں ہوئی

سایہ قدِ نبی کا جدا ہو کے چھپ گیا
جس طرح گل کے پھوٹ کے خوشبو نہاں ہوئی

ڈوبا ہوں بحرِ اشک میں آکر مدینہ سے
پانی میں غرق کشتیِ عمرِ رواں ہوئی

دل لے کے شہ نے دولتِ دیدار دی مجھے
کیا غنچۂ فسردہ کی قیمت گراں ہوئی

تیرے مریضِ عشق کی کیا کہیے بے کسی
آنکلی اس طرف جو اجل مہرباں ہوئی

پہنچی ترے گدا کی دعا جلد پیشِ حق
بابِ قبول پر بھی نہ ٹھہری رواں ہوئی

جب عمر پھیر چلی تو مدینہ میں ٹھہری جان
منزل تری مسافرِ عمرِ رواں ہوئی

عشقِ رخِ نبی نے لگائی یہ ایسی آگ
خوشبو اڑی تو آتشِ گل کا دھواں ہوئی

عمرِ اجل دراز کہ پہنچی مدینہ میں
مدت میں آج روح مری شادماں ہوئی

مرقد نے جلد خلد میں بلوائے حضور
مٹی مری خراب تہِ آسماں ہوئی

دنیا میں عاجزی کا ہے عقبیٰ میں عز و شاں
لاشے یہاں تھے قدر ہماری وہاں ہوئی

مرقد سے خلد میں ترے مستوں کو آئے ہوش
پھر دل یہ سوچتے ہیں قیامت کہاں ہوئی

محشر میں تیرے ابر کرم سے یہ دب گئی
پردہ میں آفتاب کی گرمی نہاں ہوئی

روضہ میں چھوڑنا تجھے لیکن دم وداع
اے جان ہجوم یاس سے فرصت کہاں ہوئی

اللہ رے تیری وسعت خوان کرم کا فیض
امت تمام حشر کے دن میہماں ہوئی

دل میں ہے داغ عشق نبی کی بہار ساتھ
لایا وہ گل کہ زینت باغ جناں ہوئی

گیسوئے شہؐ کی یاد میں نکلے ہے دل سے آہ
کیا خانۂ خدا میں عشاء کی اذاں ہوئی

ہجر مدینہ میں جو مجھے اپنی زیست پر
آئی ہنسی تو لب پہ پہنچکر فغاں ہوئی

ہم نعت پڑھتے جاتے ہیں محشر میں خلد میں
پہنچے وہیں حضور کی محفل جہاں ہوئی

حامد ہے زیب شاہد معنی مرا کلام
ہر سطر نعت کاکل عنبر فشاں ہوئی

رخ کے ترے مقابلے والے چلے گئے
شمس و قمر اندھیرے اجالے چلے گئے

طیبہ کو ہم گئے تو فقط نقد جاں تھا پاس
وہ بھی اجل کو کر کے حوالے چلے گئے

راہ عدم میں شغل یہ اچھا ملا ہمیں
نعت نبیؐ کے پڑھتے رسالے چلے گئے

تھا گرچہ اضطراب مگر وقت داخلی
کچھ دل کو کچھ جگر کو سنبھالے چلے گئے

چھینٹا ہم اپنے اشک ندامت کا روز حشر
چہرہ پہ آفتاب کے ڈالے چلے گئے

اپنی طرف جو توڑ لیا خار طیبہ نے
تلووں سے بہہ کے آپ ہی چھالے چلے گئے

کوثر پر تیرے مست جدھر تھے اسی طرف
مثل حباب بہہ کے پیالے چلے گئے

قوت یہ پائی شہؐ کی مدد سے کہ امتی
آفات روز حشر کو ٹالے چلے گئے

دیدار روز حشر کی امید پر حضور
برسوں ہم اپنے دل کو سنبھالے چلے گئے

قد کو ترے نہ سدرہ و طوبیٰ سے دی مثال
شاخیں ہزاروں ان میں نکالے چلے گئے

تعظیم سرو قامت حضرتؐ کا تھا یہ شوق
سجدہ کو نخل چھوڑ کر تھالے چلے گئے

دل کو ہے عشقِ صاحبِ معراج میں عروج
تا چرخ نالے اسکو اچھالے چلے گئے

سینہ ہوا اس کا چاک کیوں غم سے روزِ حشر
ہم سب کنارِ کوثر کے پیالے چلے گئے

اب طرزِ خاص نعت میں حامدؔ ختم ہے
تھے اپنی وضع کے جو نرالے چلے گئے

رقم اگر صفتِ موئے عنبریں ہو جائے
زمین عطرِ غزل کی مری زمین ہو جائے

جو نعت ساعدِ حضرت لکھوں تو اے بہار
ہر ایک مصرعِ تر شاخِ یاسمیں ہو جائے

جو دانت مل کے گرا دیں حضور آبِ دہن
گہر مدینہ کا ہر ذرہ گہر زمیں ہو جائے

فراخ عرصۂ محشر ہے باغِ خلد وسیع
غرض تو محفلِ مولد سے ہے کہیں ہو جائے

مٹاؤں پونچھ کے تحریرِ نامۂ عصیاں
جو اشکِ توبہ سے تر میری آستیں ہو جائے

وہ تیرہ بخت ہوں کندہ اگر ہو نام مرا
سیاہ پارۂ الماس کا نگیں ہو جائے

درود پڑھتی چلے ساتھ میری جان کے اجل
جو وردِ نامِ نبیؐ وقتِ واپسیں ہو جائے

میں طول روزِ قیامت کو سن کے ڈرتا ہوں
کہ روزِ غم کی نہ ساعت کوئی قریں ہو جائے

اجل کے آنے کی دے مجھکو تو مبارک باد
کبھی تو خواب کا ساماں دلِ حزیں ہو جائے

جو نام کندہ کرا دیں وہ صاحبِ خاتم
سمٹ کے ہالہ تو حلقۂ قمر نگیں ہو جائے

اجل سے نذر کو جان مستعار لوں سو بار
اگر قبولِ نبیؐ کا ہے مجھے یقیں ہو جائے

لکھوں جو نعتِ لبِ شاہ میں شعر میں بھی
مثالِ خلد رواں نہرِ انگبیں ہو جائے

یقین ہے آپکی امت کا داغِ سجدہ سے
قمر صراط پہ آئینۂ جبیں ہو جائے

نبیؐ کے در پہ جو گزریں درست ہو قسمت
خطِ نجات ہمارا خطِ جبیں ہو جائے

ہزار قصرِ جناں ہم صلہ میں لیں حامدؔ
تو ایک بیت بھی مقبولِ شاہِ دیں ہو جائے

وہ بنائے خلق جہاں ہوئے وہ صبائے کون و مکاں رہے
وہ جہاں کے جزو داماں ہوئے وہ قسیم نار و جناں رہے

وہ جلائے نور قمر ہوئے وہ صفائے قلب بشر ہوئے
وہ ملک کے نور نظر ہوئے وہ بشر کے راحت جاں رہے

وہ ظہور نور قدم ہوئے وہ بہار باغ ارم ہوئے
وہ ضیائے شمع حرم ہوئے وہ جناں میں سرو رواں رہے

وہ امام جن و ملک ہوئے وہ مطاع پیر فلک ہوئے
وہ مہ تہامہ کی چمک ہوئے وہ شہ زمین و زماں رہے

وہ حبیب خاصۂ رب ہوئے وہ کرم کا ہم پہ سبب ہوئے
وہ فروغ ملک عرب ہوئے وہ صفات حق کا نشاں رہے

وہ مکین عرش علا ہوئے وہ حبیب خاص خدا ہوئے
وہ چراغ راہ ہدیٰ ہوئے وہ بہار باغ جناں رہے

وہ نگین خاتم دیں ہوئے وہ حسین ماہ جبین ہوئے
وہ فلک پیر مہر مبین ہوئے وہ زمین پہ شاہ جہاں رہے

وہ ظہور کنز خفی ہوئے وہ ازل میں سب کے نبی ہوئے
وہ صفائے قلب ولی ہوئے وہ کلام حق کا بیان رہے

وہ جو حامد ابر کرم ہوئے وہ امید گاہ امم ہوئے
وہ ظہور فیض اتم ہوئے وہ سخن کے مرتبہ داں رہے

شہ کی آمد سے جہاں زینت محفل ہوگی
وہ زمین تختۂ جنت کے مقابل ہوگی

چشم مشتاق میں صورت تری داخل ہوگی
مردمک مصحف رخسار کی منزل ہوگی

کام آئے گی زبان مہ نو پیر فلک
ذکر مولد پہ تری جو طبع جو مائل ہوگی

کیا کروں بزم میں تحت دل افسردہ نثار
گل پژمردہ سے کیا زینت محفل ہوگی

بزم میلاد میں آنے کو ہیں وہ بحر کرم
بہ چشم دیدار طلب کشتی سائل ہوگی

ساتھ لاتی ہے بڑا لطف و کرم کا مجمع
مغفرت محفل میلاد میں داخل ہوگی

تجھ سے تنویر میں کچھ کم نہیں اے کاہکشاں
فرش محفل کی شکن مد مقابل ہوگی

شب مولد میں چلی جان فدا ہونے کو
آگے آگے لیے مشعل تپش دل ہوگی

اس مہینے میں مٹے جاتے ہیں عصیاں کے حروف
کیا لکھیں کاتب اعمال کو مشکل ہوگی

چاندنی فرش کی محفل میں جو کھنچے گی ضیا
جو قدم رکھے کف پا مہ کامل ہوگی

نہیں بے وجہ یہ سب مجمع مضمون لطیف
بیت اشعار میں میلاد کی محفل ہوگی

نورِ حضرت کے مضامین جو لکھوں گا حامد
تیرگی بختِ سیہ کی میرے زائل ہو گی

یہ سوزِ غم کا اثر چشمِ اشکبار میں ہے
نگاہِ گرم سے خورشید بھی بخار میں ہے

خیالِ روئے منور ہے بعد مردن بھی
یہی چراغ ہماری شبِ مزار میں ہے

ہوا میں ہے فلکِ افتاب کا دھوکا
کوئی مدینہ کا ذرہ مرے غبار میں ہے

تڑپ کے اٹھے نہ کیوں دردِ بیقراری سے
کنارِ زخمِ دلِ زار کے فشار میں ہے

بغیر اذن نہ روضہ میں جائیں ڈرتا ہوں
نہ زورِ جاں پہ نہ دل میرے اختیار میں ہے

یہ طفلِ اشک نہ طوفان اٹھائے در پہ ترے
یہ خیر ہے کہ مژہ کی ابھی کنار میں ہے

کبھی مدینہ کو جاتی ہے گاہ سوئے جناں
اجل بھی ساتھ مری جان کے اضطرار میں ہے

ہوا لطفِ نبیؐ نے اڑا دیے لاکھوں
ہمارا نامۂ عصیاں یہ کس شمار میں ہے

اجل سے کہہ دو نہ پاس آئے باغِ طیبہ میں
جنون کا جوش مجھے موسمِ بہار میں ہے

بجا ہے آبلہ کیوں کر ہوں راز کی باتیں
لگی یہ مہرِ خموشی زبانِ خار میں ہے

گیا میں آپ سے لیجائے کس کو اپنے ساتھ
دمِ اخیر اجل میرے انتظار میں ہے

کرے نہ حشر بپا شوقِ لذتِ دیدار
کہ تابِ صبر کہاں تیرے بیقرار میں ہے

نظر میں تابشِ خورشیدِ حشر کیا آئے
کہ آبِ اشک بھی چشمِ گناہ گار میں ہے

ادب سے آگے نکیرین آنکھیں ملتے ہیں
نہالِ طیبہ کا تختہ مرے مزار میں ہے

نبیؐ کے آگے بہت نعت خواں تو ہیں حامد
ہماری ایک غزل منتخب ہزار میں ہے

محمد سے نکلے ہیں پاک زائر کہ خاک چھو بھی نہیں گئی ہے
چلی ہے طیبہ کو جانِ بدن ٹھہر کے دم بھر دہ چشمِ تر میں

صفا ہو بھی نہیں گئی ہے ضیا سے زرد بھی نہیں گئی ہے
لباسِ کعبہ کی آتار کر بے وضو بھی نہیں گئی ہے

یہ دور غل مچا رہے ہیں سنا کسی نے نہ شور محشر
شراب کوثر ابھی تو مستوں کے منہ کو بھی نہیں گئی ہے

نسیم طیبہ شمیم روضہ کہاں سے مجھ کو ملے گی رضواں
کہ باغ جنت میں اس چمن کی ابھی تو بو بھی نہیں گئی ہے

کلام ہم سے وہ کیا کرے گی نظر گلستاں تلک ہے اس کی
ثنائے طیبہ کی گوش بلبل میں گفتگو بھی نہیں گئی ہے

ریاض جنت میں کیا کبھی گلوں سے تفریح کیا ہو دل کی
کہ روضہ پیش نظر ہے یاد رخ نکو بھی نہیں گئی ہے

خفا کسی کا جواب کیسا کہاں کا جھگڑا اٹھائے ملائکہ
ابھی تو امت شفیع محشر کے روبرو بھی نہیں گئی ہے

خوشی سے پھولا ہے کیوں گل تر نثار روضہ پہ ہوگا کیونکر
ادب کہاں پا گیا ہے تجھکو ہنسی کی خو بھی نہیں گئی ہے

حضور آگئے ہیں وقت آخر ذرا سی مہلت تو اے اجل دے
کہ اک نظر بھر کے دیکھ لینے کی آرزو بھی نہیں گئی ہے

خدا نے محشر میں دی ہے عزت مدد پہ حضرت کی ہے شفاعت
عذاب کیسا کہ دامن تر سے آبرو بھی نہیں گئی ہے

سفر مدینہ کا ہوگا کیوں کر فراغ خاطر نہیں میسر
کہ تجھکو زاہد متاع دنیا کی جستجو بھی نہیں گئی ہے

اجل بیان کرکے وصف جنت نہ تشنہ روضہ پہ دے فضیلت
جو اس میں ابتک نہیں گئے ہم تو اس میں تو بھی نہیں گئی ہے

رخ نبی سے ہو کیا مقابل خجل ہوا ہے آفتاب محشر
چمک ہے دن بھر تری تجلی تو چار سو بھی نہیں گئی ہے

ستم اٹھائے فلک کے ہم نے مگر تحمل کی ہے یہ عادت
دعا بد اپنے دل سے ابتک سوئے عدو بھی نہیں گئی ہے

کبھی جو کھائی ہے تیغ الفت مزہ وہ بھولا نہیں ہے ابتک
ہنسی مرے زخم دل کی حامد رفو بھی نہیں گئی ہے

نعمت خلد در شہ پہ عطا ہوتی ہے
روز خیرات یہی نام خدا ہوتی ہے

کب نہاں دل سے ترے رخ کی ضیا ہوتی ہے
کیا کبھی شمع سے تنویر جدا ہوتی ہے

گرمی دل کی یہ سینہ میں دوا ہوتی ہے
آہ کچھ پھونکتے ہی جان ہوا ہوتی ہے

آہ سرد اپنی نہ کیوں آگئی طبع کو پسند
نیند آجاتی ہے ٹھنڈی جو ہوا ہوتی ہے

دل میں وہ آئیں تو ملتا ہے تبرک ہم کو
گرد غم صورت نقش کف پا ہوتی ہے

یوں گئے حلقۂ قوسین میں وہ ماہ عرب
جیسے ہالہ میں قمر کے لیے جا ہوتی ہے

کسطرح فتنۂ محشر کی مصیبت میں پڑے
کب یہ امت ترے قدموں سے جدا ہوتی ہے

لفظِ خاطر ہے مرا خطِ شکستہ میں رقم
کہیں تبدیل کبھی تحریرِ قضا ہوتی ہے

ہو گیا دل کو حدیثِ نبویؐ سے آرام
یہ وہ نسخہ ہے کہ سنکر بھی شفا ہوتی ہے

قبر میں قبلۂ عالم کے قدم پر ہوں جھکا
آخری آج نماز اپنی ادا ہوتی ہے

پاسِ آدابِ گلستانِ مدینہ دیکھو
کہ دبے پاؤں رواں بادِ صبا ہوتی ہے

دلِ شگفتہ بھی جو ہو آہ نکلتی ہے ضرور
جیسے غنچہ کے چٹکنے میں صدا ہوتی ہے

قبر میں آتا ہے ہو جاتا ہے جو خانہ خراب
گھر اجڑتا ہے تو اس گھر کی بنا ہوتی ہے

روشنی دل کی ہوئی جلوۂ گیسو میں ترے
شمع کی خوب دلِ شب میں ضیا ہوتی ہے

گریہ باقی نہ رہا دیکھتے ہی روئے نبیؐ
جیسے خورشید سے شبنم کی فنا ہوتی ہے

جا کے شہؐ سے سرِ شام ہوا اپنا وصال
ہم تو سنتے تھے شبِ ہجر بلا ہوتی ہے

روح جاتی ہے تو رہتا ہے مدینہ کا یہ شوق
کہ رہِ خلد میں کبھی رد بقضا ہوتی ہے

نعت خوانی کا اسی میں ہے مزہ پیشِ نبیؐ
جو لب و لہجۂ حامدؔ سے ادا ہوتی ہے

اسے کیا فتنۂ محشر کا ڈر ہے
کہ امت کا نبیؐ کے دل میں گھر ہے

شبیہِ عارضِ خیر البشر ہے
جبھی خورشیدِ محشر پہ نظر ہے

مقدر میں مرے بعدِ فنا بھی
شبِ تربت قیامت کی سحر ہے

کرے قبلہ نما رخ سوئے طیبہ
خبر بھی ہے تجھے قبلہ کدھر ہے

نہ چھوٹے غم سے ہم بعدِ فنا بھی
ابھی اندیشۂ عمرِ دگر ہے

نہ نکلا رخِ حضرت چشمِ تر سے
ہمیشہ برجِ آبی میں قمر ہے

کہا لا تقنطوا من رحمۃ اللہ
گناہوں پہ ہمارے کب نظر ہے

چلا ہوں ساتھ لیکر نقدِ ایمان
یہی دولت مجھے زادِ سفر ہے

تواضع کی نہیں رضوان کی حاجت
تکلف کیا ہے جنت اپنا گھر ہے

بڑی آفت تھی حضرتؐ نے بچایا
یہی محشر کا قصہ مختصر ہے

خوش آئے کیوں نہ ہنسا زخمِ دل کا
ہمیں رونا تو آخر عمر بھر ہے

ترے ہوئے معنبر نورِ عارض
دیارِ حُسن کی شام و سحر ہے

زمیں بچتی ہے گردوں کی نظر سے
یہ نقشِ پائے حضرتؐ کا اثر ہے

پڑھوں کس طرح یارب فردِ عصیاں
جمی جب تیری رحمت پر نظر ہے

دُرِ مضموں لیے بحرِ غزل سے
مجھے حامد یہ دریا بے خطر ہے

دوڑے آئے ہزار منزل سے
موت کو دیں گے ہم دُعا دل سے

شمعِ روضہ پر گر پڑے آنسو
تیل نکلا یہ آنکھ کے تل سے

عشقِ گیسو میں بوئے مشک آئے
عطر کھینچو اگر میری رگِ گل سے

میری صورت سے ضعف پیدا ہے
رنگِ رخ بھی اڑا ہے مشکل سے

عشقِ زندہ میں خوب رہتا ہے
بل کے دریا کنارِ ساحل سے

حلقۂ چشم میں ہے روئے نبیؐ
لپٹا ہالہ یہ ماہِ کامل سے

نقدِ جاں موت کی حوالہ کیا
جی چُراتا نہیں میں سائل سے

حُوریں حُلّے بسائیں جنّت کے
نکلے خوشبو جو تیری محفل سے

نکلی سینہ سے لب جسم سے جان
آئی طیبہ میں تین منزل سے

غم و غصہ خوشی سے کہتا ہوں
پوچھو اس کا مزہ مرے دل سے

یادِ رخ سے تیری ہے تابشِ دل
دھوپ نکلی ہے ماہِ کامل سے

جمگئی تیرے رخ پہ چشمِ فلک
بن گیا خال آنکھ کے تل سے

سنگِ اسود جو دیکھے خالِ نبیؐ
گھٹ کے ہلکا ہوا آنکھ کے تل سے

گھر سے حامد تھی دور کیا جنت
پہنچے مرقد کی پہلی منزل سے

ابرو مہِ عرب کا نہ آیا نظر کبھی
رویت ہلال کی نہ ہوئی عمر بھر کبھی

اے صبر جا کے دل کی نہ لی پھر خبر کبھی
ایسا بھی بھولتا ہے کوئی اپنا گھر کبھی

مل مل کے بیٹھتا ہے دلِ بے قرار سے
آتا ہے ہمدمی کو دردِ جگر کبھی

پیوند گرچہ ہو شبِ غم روزِ حشر سے
اتنی تو ہے امید کہ ہوگی سحر کبھی

گردن پہ میری بارِ عنایت ہے ضعف کا
روضہ پہ جا کے اٹھ نہیں سکتی نظر کبھی

پیری کی صبح میں ہے یہ سجدہ نماز کا
سیدھی نہ ہوگی اب تو ہماری کمر کبھی

کچھ دل میں کچھ ہے چشم میں تابِ رخِ نبی ﷺ
ہو کس کو ایسی رویتِ شق القمر کبھی

یا رب کہاں وہ جا کے چھپا ہے کہ عرش تک
ملتا نہیں دعا کو نشانِ اثر کبھی

رکھتا ہوں اس لیے میں درِ چاکِ دل کھلا
آنکلے شاید ان کا تصور ادھر کبھی

باقی ہے کیا خبر کہ مدینہ قریب ہے
آتا ہے چشمِ تر میں کبھی دل جگر کبھی

بیجا ہیں قصرِ خلد پہ رضوان تعلیاں
ہوگا نہ مثلِ روضۂ خیر البشر ﷺ کبھی

ربِّ کریم کیا تیری رحمت کا شکر ہو
اخفائے معصیت ہے کبھی درگذر کبھی

کیونکر گئے مدینہ میں جان پہنچی خلد میں
لی بیخودی میں ہم نے نہ اپنی خبر کبھی

حامد کہاں ہے ہوش فراقِ مدینہ میں
ہوتی نہیں ہے فکرِ مضامین مگر کبھی

لیتے ہیں گر قدم شہِ ﷺ گردوں وقار کے
خورشید رکھ دے پاؤں پہ پگڑی اتار کے

پہنچا ہے آستاں پہ شہِ ﷺ نامدار کے
عالی ہیں حوصلے مری مشتِ غبار کے

شب کے سے چاکِ سینہ کی ہیں کھڑکیاں کھلیں
ارمان نکلتے ہیں دلِ امیدوار کے

حوریں قصورِ خلد کے حجروں میں جا چھپیں
لے دوڑ آہ چرخ پہ چڑھا پکار کے

چھوٹا بدن تو باغِ مدینہ میں آئی روح
اجڑے جب آشیاں تو دن آئے بہار کے

اڑ جائیں خاک ہو کے ہم اس سوزِ عشق سے
گر آبِ اشک پاؤں نہ دابے غبار کے

وہ آیۂ شفا کی ہو تفسیر پر کلام
نکلی جو لب سے بات شہِ نامدار کے

پھرتی ہیں پتلیاں رخِ گیسو کی یاد میں
آنکھوں میں انقلاب ہیں لیل و نہار کے

ڈورے رفو کے توڑ دیے اک تڑپ کے ساتھ
کیا کیا ہیں توڑ جوڑ دلِ بیقرار کے

طیبہ کو بعد اشکِ دلِ خستہ ہے رواں
جاتا ہے پا شکستہ یہ پیچھے قطار کے

دل نبیؐ نے کھینچ کے محشر میں لائے کون
امت قدم رکھے گی نہ باہر حصار کے

رونق ہے اہلِ شہرِ خموشاں سے خلد کی
آباد ہونے والے ہیں اجڑے دیار کے

محشر میں اومدوں میں ملائک حساب کیا
اشعارِ نعت ہیں مرے لائق شمار کے

تارِ نظر بچھے ہیں مدینہ میں جابجا
جادے بنے ہوئے ہیں تری رہگزار کے

حامد ہے فکرِ شعر مجھے بعدِ مرگ بھی
کام آئے مشقِ نعت میں تختے مزار کے

صورت نہ تھی جو ابروئے شہؐ مثال کی
ہے شرم سے جھکی ہوئی گردن ہلال کی

کس طرح ضعف میں ہو بلندی خیال کی
طاقت نہیں ہے ذہن میں بھی انتقال کی

دیکھا نہ چاند روئے نبیؐ کا تمام عمر
گھٹتی ہمیشہ رہتی ہے بے ماہ وسال کی

یارب نہ آئے تابشِ خورشیدِ حشر پاس
رہ جائے آبرو عرقِ انفعال کی

کاسہ جو مہر و مہ کا لیے ہے یہ پیرِ چرخ
ہے تیرے در کے سامنے صورت سوال کی

شاید وہ نخلِ قامتِ شہؐ پر ہوا فقیر
پہنی ہے سرو سدرہ نے پوشاک چھال کی

شبنم رواں نہیں یہ ترے رخ کے عشق میں
رو رو کے آنکھ اپنی گلِ تر نے لال کی

خلعت ملا ہوا جو درِ شاہؐ پر گدا
کشتی ملی نجات کی ہے کملی کمال کی

کیا پائے طبعِ اہلِ صفا کی شگفتگی
دل میں تو گل کے زد ہے محبت ملال کی

تنہا پڑا ہوں ظلمتِ مرقد میں گھر سے دور
کیسی یہ پہلی شب ہے ہمارے وصال کی

کس در کا خاکسار ہوں تجھکو خبر بھی ہے
کیوں تو نے میری خاک صبا پائمال کی

امیدوارِ غیبِ عالی ہوں روزِ حشر | خدمت ملے غلامیِ حضرتِ بلال کی
کاسیدگی ہو نور کی کیوں رد نہ اے قمر | بیعت کرے اگر کسی صاحبِ کمال کی

پائے کہاں ہے نعت نویسی دبیرِ چرخ
قسمت میں تھی یہ حامدِ نازک خیال کی

مضمونِ نعتِ عارضِ تاباں ضرور ہے | بیعت الغزل میں شمع فروزاں ضرور ہے
پیری میں یادِ عارضِ تاباں ضرور ہے | آخر جوابِ نامۂ عصیاں ضرور ہے
دیوانگی میں کرتی ہے حاصل ضیا دل | مانندِ صبح چاکِ گریبان ضرور ہے
ہے موئے سر پہ خاکِ مدینہ جمی ہوئی | وحشی ہوں ساتھ کچھ تو بیاباں ضرور ہے
آتا ہے کوئی دم میں تصورِ حضور کا | تھوڑا سا صبر اے دلِ نالاں ضرور ہے
زائر پلٹ کے پھر جو نہ آئے وہیں پہ ہے | شکلِ مدینہ روضۂ رضواں ضرور ہے
گر جھاڑتا ہے روضۂ انور تو اشک سے | پہلے صفائی دامنِ مژگاں ضرور ہے
کرتی ہے عیش عالمِ عقبیٰ میں تا ابد | مفلس ہوں ساتھ دولتِ ایماں ضرور ہے
چاہی جو عاصیوں کی شفاعت پئے مغفر | رحمت خدا کی بول اٹھی ہاں ضرور ہے
دل ہے شہیدِ عشق ہوئے جمع دردِ غم | روشن ہیں داغ عرس کا ساماں ضرور ہے
کوئی تو نہرِ راہِ مدینہ میں ہو رواں | کارِ ثواب دیدۂ گریاں ضرور ہے
نکلا نہیں ہمارا دلِ شب میں چھپ رہا | خورشیدِ روزِ غم ہے ہراساں ضرور ہے
خود رفتگی میں کھاتے ہیں غم اشک پیتے ہیں | اور اس سفر میں کھانے کا ساماں ضرور ہے

حامد کو کیوں نہ سمجھیں مقربِ حضور کا
خدمت میں گر نہیں ہے ثنا خواں ضرور ہے

کہتی ہے باغ مثلِ دیارِ رسولؐ ہے
اے عندلیب کیا تری آنکھوں پھول ہے

اُمّت پہ نزع میں یہ کرم کا نزول ہے
توبہ کے بدلے دل کی ندامت قبول ہے

لب ہیں نبیؐ کے عرضِ شفاعت کیواسطے
ان دونوں آیتوں کی یہ شانِ نزول ہے

کیا وصفِ خطِّ ریشِ مبارک کا ہو بیان
تفسیرِ مصحفِ رخِ شہؐ کا اصول ہے

ہوں عمر بھر وہاں کی زمیں پر گرا پڑا
طینت میں کیا مدینہ کی کچھ خاک دھول ہے

آتی ہے کب درازیِ محشر خیال میں
نظروں میں روزِ ہجرِ مدینہ کا طول ہے

دیوانِ حشر میں ورقِ تازہ مل گئے
کتنا ہمارے دفترِ عصیاں کا طول ہے

یادِ رخِ نبیؐ کی تھوڑی ہے کیا بہار
طوبیٰ ریاضِ خلد میں مدِّ فضول ہے

جان بخشِ عاشقانِ نبیؐ ہے شمیمِ خُلد
کیا نکہتِ مدینہ کا اس میں شمول ہے

عذرِ گنہ کرم نے یہ تیرے سکھا دیا
کیوں کر خطا نہ ہو جو ظلوم و جہول ہے

غم کھاتے ہیں تو جان کی حفاظت میں کیا مزہ
شیرینی ایسی زہر میں رکھنی فضول ہے

دنیا میں غم سے شاہ و گدا کو نہیں نجات
دشوار سب کا ترک ہے مشکل حصول ہے

لایا عدم سے کیا ترے عشقِ دہن کا غم
ہر غنچہ دل گرفتہ ہے خاطر ملول ہے

خالق کو کیا حبیب کی امت کا ہے لحاظ
ٹوٹی ہزار جوڑ کی توبہ قبول ہے

حامد کچھ اور مانگ تو مشکل پسند ہو
جنت عوض میں نعت کے سہل الوصول ہے

امیدِ دیدِ حضرتؐ کی بر نہیں آتی
کہ نیند شمع صفت رات بھر نہیں آتی

جو رہ گزر پہ نبیؐ کے نثار ہوتا ہے
فلک سے کاہکشاں کیوں اتر نہیں آتی

زبانیں خارِ مدینہ کی خشک رہ جائیں
غضب ہے شرم تجھے چشمِ تر نہیں آتی

مزہ یہ دشتِ مدینہ میں پایا غربت کا
کہ بیکسی بھی مری لاش پر نہیں آتی

جو چھیڑا نشترِ غم نے پھوٹ کر رو دیا
ہنسی بھی کیا تجھے زخمِ جگر نہیں آتی

ڈری ہوئی ہے یہ غم سے کہ روزِ حشر بھی روح
خوشی سے چشم میں بارِ دگر نہیں آتی

چلی شفاعت و رحمت بھی ساتھ محشر میں
اکیلی اُمتِ خیر البشر نہیں آتی

رہوں میں رحمتِ خالق سے کیوں دلا مایوس
گناہگار سے کیا در گذر نہیں آتی

پڑی ہے طالعِ خفتہ کے کیا وہ حصے میں
کہ ہم کو نیند کبھی رات بھر نہیں آتی

روانہ قاصدِ عمرِ رواں کیا ہر روز
بہت اجل کو بلایا مگر نہیں آتی

کہاں ملے گی ہوائے مدینہ تجھکو دلا
کہ اپنی جان کسی کو نظر نہیں آتی

اڑے ہیں ہجرِ مدینہ میں رنگ و ہوش و خرد
کدھر گئے یہ مسافر خبر نہیں آتی

بنا ہے عشقِ رخِ شہ میں دیدۂ حیران
کہ شب کو نیند تجھے اے قمر نہیں آتی

یہ نالے ہجرِ مدینہ میں کچھ تو کام آئیں
اجل ہی آئے قیامت اگر نہیں آتی

وہ عین چشم سے آتے ہیں خانۂ دل میں
مگر نظر کو نظر رہ گزر نہیں آتی

خدا کی یاد رفاقت کو ساتھ لاتی ہے
اکیلی یاد تیری میرے گھر نہیں آتی

کبھی تو پنجۂ خورشیدِ حشر میں ہوگی
نہ آئے گر شبِ غم کی سحر نہیں آتی

کلامِ نعت میں آتا نہیں مزہ حامدؔ
جو عاشقانہ طبیعت ادھر نہیں آتی

بحرِ عنایتِ نبوی کا گہر ملے
مثلِ حباب کوئی اگر لوٹ کر ملے

گیسوئے نبی کا ابرو و عارض کے ہے قریب
اک شب میں دو ہلال ملے دو قمر ملے

مضمون شبِ فراقِ مدینہ کے ہوں رقم
مجھ کو پیرِ چرخ بیاضِ سحر ملے

میزان پہ پل صراط پہ تربت میں حشر میں
مشکل جہاں پڑی وہیں خیر البشر ملے

اڑنے دیا غبار نہ طیبہ کی راہ میں
اجرِ عظیم اس کا تجھے چشمِ تر ملے

جاتا ہے تیری ابرو و رخ پہ مرا خیال
دل کا سراغ شام ملے یا سحر ملے

پہنچا کبھی نہ کعبۂ دیں کے حضور میں
کیوں تجھکو مرغِ قبلہ نما بال و پر ملے

اشک رواں مدینہ کو جاتے ہیں دل گیا تھا
اس آستانِ شاہ پہ جاتے ہیں ہم جہاں
خوش کیوں نہ ہو خیالِ نبیؐ آکے سینہ میں
اللہ رے خارِ دشتِ مدینہ کا اشتیاق
شرمِ گنہ سے دیکھی ہے محشر میں آبرو
سایہ کی طرح روضہ کی دیوار سے ہے وصل
نہرِ مدینہ کی جو ضیا دیکھ لے کبھی
ہو جائے گا مرے دلِ صد چاک کا رفو
تب لطفِ چاک دل میں ہے جب چشمِ داغ کو
ویراں ہوا تو دشتِ مدینہ سما گیا
لے چل وہاں جو آپ سے ہم جائیں بیخودی
پیرِ فلک نے یہ شبِ اسریٰ میں عرض کی
جنت میں بھی مدینہ مجھے یاد آگیا

گیا پاک باطن اسکو رفیقِ سفر ملے
دو ہاتھ آگے بڑھکے دعا سے اثر ملے
ہر دم درود خواں لبِ زخمِ جگر ملے
اٹھ اٹھ کے آبلے مرے دل کھولکر ملے
تھا جن کو خوفِ حشر وہی بے خطر ملے
جھک کر ادھر ملے کبھی اٹھ کر ادھر ملے
چشمِ حبابِ نہرِ جناں کو نظر ملے
دیکھو ادھر حضورؐ کا تارِ نظر ملے
ہر دم کھلا ہوا ترے روضہ کا در ملے
کیا دل سے بڑھکے خانہ خرابی کو گھر ملے
جو بے خبر ہو اس کو ہماری خبر ملے
کچھ نورِ مہر و ماہ کو حقِ نظر ملے
نقشہ وہی ملا وہی دیوار و در ملے

حامد ہو عرضِ حال کا موقع حضورؐ میں
پڑھنے کی اس غزل کی اجازت اگر ملے

ہم داغِ دل ہیں سینہ میں پنہاں کیے ہوئے
گل ہیں جنونِ عشق کا ساماں کیے ہوئے
گلہائے نقشِ پائے نبیؐ کے لیے ملک
ہر تار اسکا معنیِ قرآں کی ہے بسطر
کیا غم ہے آفتابِ قیامت کا جب حضورؐ
لے جائے جس کو اہلِ مدینہ میں ہو پسند

مرقد پہ حسرتوں کے چراغاں کیے ہوئے
روضہ میں آئے چاکِ گریباں کیے ہوئے
آئے فراخ دامنِ مژگاں کیے ہوئے
گیسو وہ رخ پہ ہیں جو پریشاں کیے ہوئے
امت کو لائے سایۂ داماں کیے ہوئے
بیٹھا ہوں وقفِ نقدِ دل و جاں کیے ہوئے

ہے کہکشاں کہ جاتا ہے طیبہ کو پیرِ چرخ
آیا ترا خیال تو آنکھوں سے طفلِ اشک
صدقے کے پھول حوریں سڑک میں لے گئیں
دو کھڑکیوں سے چشم کی باہر نکل گئے
کیا شوق ہے مدینہ کا آنکھوں سے طفلِ اشک
کیا ضبطِ عشق ہے جرسِ دلِ مدینہ میں
لائے ہیں پارۂ دلِ پُر داغ طفلِ اشک
جنت میں پھول روضۂ انور کے ساتھ ہیں

دیوانہ بن کے چاکِ گریباں کیے ہوئے
جاتے ہیں گھر حوالۂ مہماں کیے ہوئے
ہم لختِ دل ہیں روضہ پہ قرباں کیے ہوئے
روضہ میں ہم جو آئے تھے ارماں کیے ہوئے
جاتے ہیں ہم جو اپنے گھر کو جو ویراں کیے ہوئے
پہنچا بغیر نالہ و افغاں کیے ہوئے
گل لے کے آئے سیرِ گلستاں کیے ہوئے
آیا ہوں گھر میں سیرِ گلستاں کیے ہوئے

حامد کھڑے ہیں فخر سے دیوانِ حشر میں
نذرِ حضورؐ نعت کا دیواں کیے ہوئے

حسرتیں نکلی ہیں دل کی میرے جسمِ زار سے
نازِ اُمتؐ کا یہ دیکھا ایزدِ غفار سے
تیرے روضہ پر چڑھاتا ہوں گلِ لختِ جگر
چین پایا یادِ ابروئے نبیؐ سے صبح تک
جب قدم ہے درمیانِ راہِ مدینہ میں مرا
چرخ نے پائی شبِ اسریٰ میں چشمِ نقشِ پا
خانۂ سینہ سے رخصت ہو کے طیبہ کو چلا
کیا مدینہ کی ہوا آئی کہ استقبال کو
دفترِ عصیاں دکھائیں کس کو محشر میں ملک
تن پہ موجِ اشک سے ہے چادرِ آبِ رواں
ہم گنہگاری میں اچھے ہیں روزِ جزا

روضۂ انور کے لپٹا سایۂ دیوار سے
بخشوائے لاکھ عصیاں ایک استغفار سے
باندھ کر گلدستہ لایا آنسوؤں کے تار سے
ہجرِ طیبہ میں شبِ غم کٹ گئی تلوار سے
پھوٹ پھر کیوں کر پڑے گی آبلوں کی خار سے
کھل گئیں پیری میں آنکھیں آپکی رفتار سے
درد اٹھ اٹھ کر لگا ملنے دلِ بیمار سے
بوئے گل گھبرا کے دوڑی تختۂ گلزار سے
عاصیوں کو رحمتِ حق ساتھ لائی پیار سے
آ کے روضہ میں یہ خلعت مل گیا دربار سے
شہؐ کے قدموں پہ گرے ہیں معصیت بار سے

پھول لختِ دل کے آتے ہیں نظر ہر تار میں
کیا غلاف روضہ لپٹا دیدۂ خونبار سے

چرخ سمجھا پردۂ شب سے طلوعِ آفتاب
مُہر لِبلہا پھوڑ کر ظلمت جو نکلا غار سے

پی گئے آنکھوں میں روزِ حشر عشاقِ نبی
کیا ملے زاہد کو حصّہ شربتِ دیدار سے

بن پڑی حامد کی محشر میں سنا کر یہ غزل
گلشنِ جنّت مِلا جاگیر میں سرکار سے

خمسۂ غزل من مصنّف

سب گنہگارانِ اُمّت کو بلاتے جائینگے
اور لواء الحمد کے نیچے بٹھاتے جائینگے

پیشِ حق عذرِ گنہ سب کے سناتے جائینگے
شانِ رحمت شافعِ محشر دکھاتے جائینگے

مسکراتے جائینگے اور بخشواتے جائینگے

یہ تمنّا ہے زیارت ہو دل و جاں کو نصیب
شربتِ دیدار ہو بیمارِ ہجراں کو نصیب

پائمالی کا شرف ہو چشمِ گریاں کو نصیب
کاش پابوسِ نبی ہو دستِ مژگاں کو نصیب

روضۂ انور میں ہم آنکھیں بچھاتے جائینگے

دیکھتے ہیں کب سما ظلمتِ راہِ صراط
کیا ہے پیشِ نورِ احمد ظلمتِ راہِ صراط

کر نہیں سکتی پریشاں ظلمتِ راہِ صراط
تیری اُمّت کو ہے آساں ظلمتِ راہِ صراط

آگے آگے روشنی قدسی دکھاتے جائینگے

اہلِ ایماں کا طریقہ گرچہ ہے امید و بیم
ہو گناہوں پر نظر ہرگز نہیں شانِ کریم
پر شفیع المذنبیں کا سب کو ہے فیضِ عمیم
رحمۃ للعالمین ہیں صاحبِ خلقِ عظیم
روزِ محشر نازِ امت کے اٹھاتے جائینگے

ہے مدینہ راہ میں پھر کس طرح آگے بڑھیں
دور کا رستہ ہے بے زادِ سفر کیوں کر چلیں
جائیں کیا جب تک نہ ہمکو شاہِ دیں رخصت کریں
اے اجل ہمکو مدینہ ہو کے لے چل خلد میں
باغِ طیبہ کی ہوا رستہ میں کھاتے جائینگے

ہے تو عاصی امتِ محبوبِ رب العالمین
فائدہ لکھنے سے کیا جب حرف رہ سکتے نہیں
پر خطا پوش اس کے بنتے ہیں شفیع المذنبیں
ہے یقیں امت کے عصیاں اے کراماً کاتبیں
آپ لکھتے جائینگے حضرت مٹاتے جائینگے

کب گوارا ہے کہ ہو پاؤں کی چھالوں میں جگہ
دیں نظر کی طرح چشمِ تر کے پردوں میں جگہ
ہے غضب خارِ مدینہ اور قدموں میں جگہ
خارِ طیبہ کو ادب سے دیں گے آنکھوں میں جگہ
جب گرے تلووں سے پلکوں سے اٹھاتے جائینگے

پائیں گے عاصی بھی عزت جا بالائے صراط
ہر فرس کی ہوگی جولانگاہ بالائے صراط
یعنی ہوں گے شاہ کے ہمراہ بالائے صراط
آگے نکلے گا براقِ شاہ بالائے صراط

پیچھے پیچھے امتی گھوڑے اُڑاتے جائینگے

ہے ملائک کو یہ تعظیمِ نبیؐ کا التزام
داخلی کا اذن لیکر جھک کے کرتے ہیں سلام
آستاں بوسی سے فارغ ہو کے زیبا ہے قیام
روضۂ حضرتؐ کا دروازہ ادب کا ہے مقام
جس میں جبرئیلِ امیںؑ گردن جھکاتے جائینگے

آئی ہے فوجِ ملک جاہ و حشم کے ساتھ ساتھ
یہ جو سمجھے تھے کہ ہم ہیں خاص جنت کے لیے
چل رہی ہے اُمتِ شاہِ اُممؐ کے ساتھ ساتھ
ہوگی حیرت زاہدوں کو جب شفاعت کے لیے
عاصیوں کو پیار سے حضرتؐ بلاتے جائینگے

خوش بیانی اپنی دکھلادیں گے وقت آنے تو دو
مدح خوانی آتی ہے حسنِ عمل گو کچھ نہ ہو
دیکھنا ہر شعر پر حضرتؐ کہیں گے پھر پڑھو
خوش کریں گے قدرت پڑھکر ہم شفیعِ حشرؐ کو
شعر سنتے جائیں گے اور مسکراتے جائینگے

ہوگی حاضر حشر میں جب اُمتِ شاہِ اُممؐ
سوچ کر بیٹھیں اچھی قبر سے آئے ہیں ہم
خود بخود ہوگی عیاں آثارِ رحمت دم بدم
ہوگا حامدؔ جوش پر حشر میں جب بحرِ کرم
پھاڑ کر ہم نامۂ عصیاں بہاتے جائینگے

دیگر

ہے لطفِ وصل جذبہ دل کے اثر سے خوب
آخر کو ٹکٹکی جو بندھی چشمِ تر سے خوب

آنکھیں لڑائیں روضہ دیوار و در سے خوب
لپٹا غلافِ روضہ خیر البشر سے خوب

الجھا الجھ گئی مرے تارِ نظر سے خوب

والفجر والضحیٰ جو پڑھے حبس دم کرے
سیکھے مراقبہ کے طریقے نئے نئے

ہر دم ضیائے قلب بڑھے تیرگی گھٹے
دل آفتاب ہو جو گریبان میں سر جھکے

نسخہ اڑا لیا ہم نے بیاضِ سحر سے خوب

عرشِ بریں ہے متصلِ دلو و سنبلہ
ماہِ مبین ہے متصلِ دلو و سنبلہ

خورشیدِ دیں ہے متصلِ دلو و سنبلہ
بدرِ جبیں ہے متصلِ دلو و سنبلہ

پیوستہ ہے عمامہ ترے موئے سر سے خوب

دکھلایا جوشِ گریہ کا عالم دمِ وداع
کام آئے اشکِ دیدہ پرنم دمِ وداع

ہچکی لگی رہی ہمیں پیہم دمِ وداع
گوہر نثار کر کے چلے ہم دمِ وداع

روئے لپٹ لپٹ کے روضہ کے دیوار و در سے خوب

باہم صلاح کر کے چلے ساتھ پیشِ حق
اک دل تھے اک زبان بھی ہے ساتھ پیشِ حق
مطلب کو عرض کرنے لگے ساتھ پیشِ حق
دونوں درِ نبیؐ سے گئے ساتھ پیشِ حق
تھا اتحاد میری دعا کو اثر سے خوب

حضرتؐ کا جب خیال ہوا آ کے مہماں
صدمہ غمِ فراق کا سب کر دیا بیاں
سوچا یہ دل نے سینہ تو خلوت کدہ ہے مکاں
ناحق ہم اپنے دل کو سمجھتے تھے بے زباں
باتیں ہوئیں تصوّرِ خیر البشر سے خوب

پہلے تو آیا جی میں کہ اشکِ رواں دکھائیں
پھر ہوا یہ خوف کہ آ کر پلٹ نہ جائیں
رقّت کا جوش اٹھا ہے سو دریا کوئی بہائیں
ہم اشک پی گئے کہ وہ آنکھوں سے دل میں آئیں
دریا کو ہم نے روک دیا رہ گذر سے خوب

دکھلا کے ہم کو حور و قصور آپ کو نہ کھینچ
اتنا تو زائروں کے حضور آپ کو نہ کھینچ
کس بات پر ہے تجھ کو غرور آپ کو نہ کھینچ
رضواں ہمارے سامنے دور آپ کو نہ کھینچ
کیا بابِ خلد ہے شہؐ والا کے در سے خوب

جب بخشوا کے آئے ہمیں شافعِ اممؐ
واجب ہے شکرِ مغفرت و رحمت و کرم
جاتا رہا جو فکرِ معاصی کا تھا الم
جنّت میں جا کے محفلِ مولد کریں گے ہم

خوش ہو گئے ہیں عفوِ گنہ کی خبر سے خوب

آرام گاہ سینۂ عاشق ہے جا بجا
تھی لائقِ مقام جو یہ مہماں سرا
آتی ہے ٹھنڈی دمِ سرد کی ہوا
بھرتا ہے سب کے دل میں غمِ عشقِ مصطفےٰ

تھا بے وطن سو لطف اٹھایا سفر سے خوب

سینہ میں تھے جو درہم داغِ جگر عیاں
کچھ اور پیش کش کے لیے پاس تھا کہاں
کیا قدر ان کی تھی جو کروں نذرِ مہماں
دل سے ترا خیال چلا لے کے نقدِ جاں

خوش ہو کے مہماں یہ گیا میرے گھر سے خوب

دورِ نظر تو جلوہ گری میں ہیں طفلِ اشک
پھرتے ہیں دوڑتے یہ خوشی میں طفلِ اشک
چالاک چست تیزروی میں ہیں طفلِ اشک
سرخ و سفید عشقِ نبیؐ میں ہیں طفلِ اشک

پائی ہے پرورش مرے خونِ جگر سے خوب

حضرتؐ کے شوقِ دید میں حیراں کھڑے رہے
سوجھی مگر یہ خوب کہ شبکہ سے جا ملے
حسرت بھری نگاہ تھی تکتے تھے دور سے
سارے حجاب مانعِ دیدار اٹھ گئے

روضہ کا جیب غلاف کا چشمِ تر سے خوب

مجمع ہے پاس ختمِ رسالتؐ کے روزِ حشر
جلسے ہیں نعتِ شافعِ امتؐ کے روزِ حشر

سامانِ خاص ہیں یہ عنایت کے روزِ حشر
حامدؔ کھڑے ہیں سامنے حضرتؐ کے روزِ حشر

ہوتی ہے نعت خوانی اِدھر سے اُدھر سے خوب

رباعیات

دیکھیں ابھی روضۂ حبیبؐ رب کو
لیکن ہے ضیائے قلب لازم سب کو
حامدؔ دل تیرہ کیا مدینہ دیکھے
ہوتی ہے کہیں سیرِ گلستاں سب کو

ایضاً

یارب ہے وبالِ جان وبائے ہیضہ
اُمت ہے نبیؐ کی مبتلائے ہیضہ
دیتا ہوں قسم میں رحمتِ عالمؐ کی
اِس شہر سے دفع کر بلائے ہیضہ

تاریخِ محفلِ شبِ معراج

برجِ قوسین ہے جسکے لیے پہلی منزل
سیرِ افلاک کا کامل وہ مہ کامل ہے
پوچھی تاریخ تو حامدؔ سے کہا ہاتف نے
لکھ سرورِ شبِ معراج کی یہ محفل ہے

۱۳۳۱ ھ

قطعات تاریخ ترتیب و طبعِ دیوانِ نعت موسوم بہ گلزارِ نظمِ حامدؔ

نتیجۂ فکرِ وقادِ طبعِ نقاد مجمع الحسنات منبع البرکات حضرت مولانا مولوی

حامد بخش صاحب حامد دامت برکاتہم تربیت یافتہ مہد آغوش سخن افضل المتکلمین رئیس المحدثین مولانا مولوی علی بخش خانصاحب شرر سابق صدر الصدور مرحوم منفور عم مکرم خود کہ از بعض موانع یومیۂ روزگار تا بسہ سال در معرض انتشار ماندہ مشتاقان بیقرار را شوق افزود آخر درین سال مبارک نغازۂ تکمیل و زیور طبع ہر ہفت

گر دیدہ بہزاران ہزار حسن و جمال بہ شش جہت رو نمود

قطعۂ تاریخ ترتیب دیوان از جناب مصنف علام

دیوان کو سمجھئے مرے والشمس کی تفسیر	سر نامۂ تحریر قمر کا سا ہے میرا
چاہیے ملاحت میں صباحت کا وہ نقشہ	مطلع سر دیوان سحر کا سا ہے میرا
ہے فیض و کرم عم مکرم کا جو حامد	سب طرز سخن اہل ہنر کا سا ہے میرا
بخ پہ بھی کیوں نہ ہر اک گرم ثنا ہو	یہ نامۂ اعمال شرر کا سا ہے میرا
	۱۳۰۱ھ

قطعۂ تاریخ ترتیب دیوان چکیدۂ قلم جواہر رقم اقبال مند بلند اختر عالی نژاد والا گوہر قرۂ باصرۂ سعادت غرۂ ناصیۂ شادت نوام عالی ہمم

وحید العصر فرید الدہر جناب مولانا مولوی وحید بخش صاحب سلمہ اللہ تعالی بالجاہ والمناقب فرزند بزرگ جناب مصنف علام

اے خوشا فکر جناب قبلہ سال ترتیب چہ خوش گفت وحید	دل و جانست بریں نظم نثار بے خزاں گلشن جاوید بہار ۱۳۰۲

قطعۂ تاریخ تصنیف دیوان ریختہ کلک گہر سلک وسمہ ابروئے لیاقت خال عارض فصاحت گوہر درج اہلیت نیر برج آدمیت مہر فلک سخنوری فلک اوج ہنر پروری برگزیدۂ کونین مکرم و معظم جناب منشی یاور حسین صاحب یاور ہمشیرہ زادہ جناب مصنف علام

مقبول بارگاہ رسول کریم ہے یاور سروش غیب سے تاریخ یہ سنی	حامد نے نعت میں جو نبی کی لکھا کلام فضل الٰہ و لطف نبی اس پہ ہے مدام ۱۳۰۱ھ

قطعۂ تاریخ تصنیف دیوان ریختہ خامہ مشکین ختامہ گل گلزار ارجمندی سرو جویبار بخت بلندی نور الابصار جناب منشی زوار حسین صاحب زوار

ہمشیرہ زادہ دومین جناب مصنفِ علّام

قبولِ نبیؐ ہے یہ تصنیفِ حامد — زبان پر لا کے صلِ علیٰ ہے
یہی سالِ تصنیف زوار لکھدو — پسندِ دلِ خاتمؐ الانبیا ہے
۱۳۰۱ھ

قطعۂ تاریخ نتیجۂ فکرِ طبعِ نقاد ثمرۂ نخلِ حدیقہ متانت جناب منشی مظفر علی صاحب برق ہمشیرہ زادہ مصنفِ علّام

لکھا ہوں صاحب نے جس وقت دیوان — ہوئی مجھکو تاریخ میں فکر بے حد
کہا ہاتف نے اے برق لکھدے — ہوا خوب دیوانِ نعتِ محمد
۱۳۰۳ھ

قطعۂ تاریخ دوگریزِ خامۂ عنبر شمامۂ خالِ عارضِ نیک نامی وبہرۂ ابدی کامرانی جناب منشی غلام مشہود صاحب ہمشیرہ زادہ مصنفِ علّام

لکھا ہے نعت میں دیوان جناب حامد نے — مریضِ عشقِ نبیؐ کی اسے دوا کہیے
چھپا نسیمِ سحر میں یہ آب و تاب کیساتھ — خیالِ سال ہیں بس خورشید با صفا کہیے
۱۲۹۰

قطعۂ تاریخ از نتائجِ طبعِ والائے حافظِ کلامِ ربانی مقبولِ بارگاہِ سبحانی

جناب حافظ محمد احمد صاحب برادرِ مصنفِ علّام

مولوی صاحب کا دیواں دیکھ کر — واسطے تاریخ مجھکو فکر بھی
ہاتفِ غیبی سے آئی یوں ندا — ہے کھلا بس غنچۂ نعتِ نبیؐ
۱۳۰۳ھ

دیگر نتیجۂ طبعِ والائے مصنفِ علاّم

اللہ اللہ یہ نعت کا فیض — حامد کو بنائے دم میں محمود
سب کچھ یہ حضورؐ کا دیا ہے — ورنہ کیا میری بود و نابود
دیوان ہے ذریعۂ شفاعت — محشر کے لیے سند ہے موجود
تاریخ کا تھا ضرور لکھنا — اور فکر تھی اس میں غیر محدود
گلزارِ خیال میں پہنچ کر — پھرتا تھا روش روش غم اندود
غنچے بولے چٹک چٹک کر — ہاں کہیے گلِ ریاضِ مقصود
۱۳۰۱ھ

قطعۂ تاریخ ترتیبِ دیوان ثمرۂ فکرِ صائب جناب مولوی محمد اتفاق حسین صاحب نور متخلص پلیڈر ضلع بدایوں محبِ خاص مصنفِ علاّم

وہ کلامِ پاک حامد نے لکھا ہے نعت میں — مرحبا احسنت سب اے سامعین کہتے رہو
ایسی ہی ترتیب کی تاریخ بھی عمدہ صفات — اچھا مطلع آفتابِ نعت کا اس کو لکھو
۱۳۰۲ھ

قطعۂ تاریخ طبع دیوان نتائجِ فکرِ بلند شاعرِ نامی سخنورِ گرامی ہر صفت نمائے شاہدِ گفتار جناب مولانا مولوی محمد انوار الحق صاحب انوار بدایونی

چو حامد در مدیحِ سیدِ کل — دُرِ مضمون بسلکِ نظم سفتہ
بجست انوار چو تاریخِ طبعش — زہے ذکرِ رسول اللہ گفتہ
۱۳۰۴ھ

قطعۂ تاریخ ترتیبِ دیوان از نتائجِ فکرِ سامی و طبعِ گرامی حافظِ کلامِ ربانی مورخِ لاثانی جناب حافظ غلام جیلانی صاحب حافظ بدایونی

بے مثل ولاجواب ہے حامد کا یہ کلام ۔ ہو اس پہ فیضِ آپ کا یا سیدِ امم
حافظ نے فکرِ سال میں ہاتف سے یہ سنا ۔ کی حمد و نعت و منقبتِ اولیا بہم
۱۳۰۱ھ

ولہ

ہوا نعتِ نبی میں تیسرا دیوان یہ حامد کا ۔ کہ لکھنے پڑھنے سننے والوں کو بخشش کا باعث ہے
نکالی کیا ہی سال اسکی غلام شاہ جیلانی نے ۔ یہ حامد کا ہدیہ یا نبی دیوان ثالث ہے
۱۳ ھ

قطعہ تاریخ ترتیب دیوان نتیجۂ فکر سلیم و طبع فہیم سخن سنج معنی اساس جناب منشی فصیح الدین صاحب یاس بدایونی

کیا ہی دیوان نعت لکھا ہے ۔ موجۂ بحرِ سرمدی کہیے
یاسؔ تاریخ کی اگر ہے فکر ۔ چشمۂ فیضِ احمدی کہیے
۱۳ ھ

قطعہ تاریخ ترتیب دیوان چکیدۂ خامۂ زیبا نگار شاعرِ بے مثال ناظمِ رنگین خیال جناب منشی افتخار الدین صاحب شور بدایونی

رسول خدا کے محامد جو لکھے ۔ ہوا سارا دیوان گلستانِ رحمت
ہوئی فکرِ تاریخ جب شورؔ کو بھی ۔ سن غیب سے گلستانِ رحمت
۱۳۰۱

قطعہ تاریخ طبع دیوان از نتائجِ فکرِ بلند تخیل پیوندِ حدیقۂ معانی شیرازہ بند مجموعۂ معانی یکتائے زمن ماہر ہر فن شاعرِ بے نظیر جناب منشی منور حسین صاحب صفیر تلمیذ امیر

جناب حامدِ شیریں سخن نے ۔ لکھے ہیں نعت میں اشعار کیا کیا

ہر ایک پہلو میں سو پہلو ہیں پنہاں ‌‌ ‌ ہے ہر اک بات سے اک بات پیدا
یہ قدرت سے نقاشِ ازل نے ‌ ‌ بنائی نور کی تصویر گویا
کہی ہاتف نے یوں برجستہ تاریخ ‌ ‌ ہوا دیوان مرقع معرفت کا

۱۳۰۴

ولہ

پڑا ہوا تھا میں اک روز بیخود و بے ہوش ‌ ‌ کہ جس طرح سے کوئی کھا کے سوئے ہے افیون
جو دیکھا حد سے زیادہ ہرا دگرگوں حال ‌ ‌ تو پھونکا کان میں میرے کسی نے یہ افسوں
یہ کیسی بے خبری ہے کہ کچھ خبر ہی نہیں ‌ ‌ یہ کیسی خواب ہے آنکھیں تو کھول اے مفتوں
بتا تو مجھ کو کہ کس کا تجھے تصور ہے ‌ ‌ ہے کس کی یاد میں اس درجہ غمزدہ محزوں دل
بتا تو کون سی شیریں ادا کا ہے فرہاد ‌ ‌ بتا تو کونسی لیلیٰ روش کا ہے مجنوں
کہا یہ میں نے کہ بندہ نوازیاں تیری ‌ ‌ بیان سے کہیں باہر ہیں اور کہیں افزوں
مجھے ہے فکر کہ تاریخ میں کوئی لکھوں ‌ ‌ ہوا ہے نعت میں دیوان عجیب اک موزوں
اسی خیال میں بُت کی طرح سے ہوں خاموش ‌ ‌ یہی ہے خواب کہ جس سے ہوا ہے حال زبوں
یہ حال سنتے ہی بولا وہ ملہم غیبی ‌ ‌ کہ اتنی بات پہ اس درجہ مضطرب ہے کیوں
کہاں کی فکر کہاں کا خیال کیا سوچ ‌ ‌ صغیر ہوش میں آ کہہ دے مشک بو مضمون

۱۳۰۴

قطعہ تاریخ از نتائج ابکارِ افکار عالم علامہ تحریر فہامہ ماہر فن قشقہ طراز جبینِ سخن نادرِ تمثال فاضل بےنظیر جناب مولوی علی احمد خاں صاحب اسیر مالک مطبع مدظلہ

اے ساقیِ شمعِ محفلِ نور ‌ ‌ اے پیر مغانِ بزم منصور
اس درجہ غرور نوجوانی ‌ ‌ اس درجہ خمار لن ترانی
میخانہ پہ لڑکھڑاتے ہیں مست ‌ ‌ سوتے ہوؤں کو جگاتے ہیں مست
کیا موسمِ گل میں بھول بھولا ‌ ‌ ہر مست خودی کو اپنی بھولا
نکھرا ہوا دختِ رز کا جوبن ‌ ‌ کرتا ہے دلوں میں کارِ سوزن

برخیز و بگیر جام در دست	عالم عالم شود سیہ مست
رندوں میں پڑی ہوئی ہے ہل چل	گیسو کی طرح سے کھاتے ہیں بل
بے ہوش ذرا تو ہوش میں آ	شفقت رحمت کو کام فرما
مخمور ہے سخن ہیں سارے	ہیں یعنی عرش کے ستارے
دنیا کی یہی ہیں یادگاری	ہے کام انھیں کا ہوشیاری
بلبل کو کیا جو گل پہ مفتون	قمری کو دکھایا سرو موزوں
پروانہ و شمع کی محبت	ہے انھیں کی شوخی و شرارت
اس روز کو کہیئے روز نوروز	ہیں اہل کمال مجلس افروز
سب نوت گو نعت خوان احمدؐ	کرتا ہے ہر اک بیان احمدؐ
ہیں خاص جو میر جلسہ	حضرت حامدؔ ہے نام جن کا
پھیلی ہے ضیا تمام ان کی	روز روشن ہے شام ان کی
وہ شمع انھوں نے کی ہے روشن	پروانہ ہے جس کا شمع ایمن
پھیلا ہے جہاں میں ہر طرف نور	پھوٹا ہے دلوں سے شعلۂ طور
دیوان نے وہ آج نام پایا	کیا کیا موسیٰؑ کو کر دکھایا
شہرہ ہے زمین سے تا بہ افلاک	اللہ رے فیض شاہ لولاک
تاریخ کا ہے جا بجا ہے چرچا	ہے ذکر یہی فلک پہ ہر جا
گانے لگی دف بجا کے ناہید	فانوس خیال اہل توحید
	۱۳۰۳ھ

ولہ

حامدؔ نے عجیب مدح احمدؐ لکھی	مداح ہے آپ جس کا مدحت والا
خامہ سے لیا ہے کاتب تقدیر کا کام	کھینچا ہے مدینہ کا وہ پورا خاکا
پھولی ہے کہیں گلشن طیبہ کی بہار	آتی ہے کہیں روضۂ رضواں کی ہوا
ہر نقطہ میں پوشیدہ ہے معراج کی رات	ہر حرف میں پنہاں ہے وہ شب کا قصہ
مصرع ہے ہر اک مصرع باب قبول	ہر سو ہے محراب اجابت کی دعا

تھا فکر میں سال طبع کی ذہن اسیر
بے ساختہ خود پکار اٹھے جبریل

ادرہ طبع کو تاریخ کا ایک سودا تھا
ہر بیت ہے محو باب بیت اقصی
۱۳۰۱ھ

قطعہ تاریخ و تقریظ تصنیف دیوان نتیجہ طبع والا و فکر آسمان بیاے صدر نشین چار بالش عز و تمکین بلیغ و لوذعی فطین یگانہ کارخانہ تقدیر جناب مستطاب مولانا مولوی محمد امتیاز احمد صاحب باثیر سلمہ القدیر مالک مطبع نسیم سحر

گل ریاض امارت حدیقہ خوبی — نہال گلشن جود و بہار باغ سخا
عزیز مصر جلال و سپہر چرخ کمال — بہار خانہ مجد و ضیائے شمع علا
ہمای اوج سعادت سحاب لطف و کرم — فدائے حسن محمد شہید عشق خدا
بہ برج حشمت و اجلال نیر اعظم — بدرج ہمت و اقبال گوہر یکتا
وحید عرصہ دہر انتخاب نوع بشر — جناب حضرت حامد بذات خود یکتا
نوشت نادر و رنگین و تازہ دیوانے — بہ نعت پاک محمد رسول ہر دو سرا
ہے کلام و مضامین روح پرور او — برائے مردہ صد سالہ چوں دم عیسی
اگر حروف و معانیش براہم نسبت — بزلف و عارض حوران خلد ہست بجا
بسر و مصرع او شاخ سدرہ و طوبی — بود بہ نیر اعظم چو نور ماہ و سہا
غرضکہ وصف کتاب و مصنفش از من — چنانکہ ہست نگردد کہی بیان و ادا
ہمیں بس است کہ با صدق و سوز تر آرم — بحضرت ملک ذوالجلال دست دعا
بپائے حامد مداح دولت دارین — عطا نما بطفیل حبیب خویش خدا
الا کہ بہر سن اختتام ترتیبش — نوشتہ اند تواریخ دلربا شعرا
تو نیز مصرع دلکش رقم نما تاثیر — کزو بود سن ہجری و عیسوی پیدا
شدم بظلمت فکر و زغیب روشن شد — شعاع شمع محبت - فروغ ماہ ثنا

۱۳۰۱ھ ۱۸۸۳ء

ولہ

در نعت تمام نظم حامد	گنج گہر پیمبری شد
سال وسن او فکر تاثیر	مہر فلک سخنوری شد
	۱۳۰۱ھ

ولہ

حقہ عرفان و درج معرفت	حرف حرف حامد شیرین مقال
سال او تاثیر از غواص فکر	شد دریگانہ فضل و کمال
	۱۳۰۱ھ

ایضاً تاریخ طبع دیوان

جناب حامد مجموعۂ صفات کمال	بہ نعت سید لولاک سرور دو جہان
بسوز درد محبت بجوش عشق حضور	بہ دستگیری کلک و بزور طبع روان
بصدق صادق و اخلاص خالص خاطر	نوشت آنچہ اہل نظر زہے دیوان
سخنوران جہان شاعران روی زمین	بحسن بندش او ہمچو آئینہ حیران
چہ مصرع دلکش ہر مصرع قد دلدار	چہ بیت دلکش ہر بیت ابروی خوبان
اگر بجامہ سر راہ وصف او گیرم	دگر بمدح و ثنایش کنم دراز زبان
نہ آن بمنزل مقصود پی سپر گردد	نہ این بگوید مطلوب خویش نشانہ کنان
بصد نیاز نہ آمد بخاطر تاثیر	برای طبع شریفش خیال سال روان
بوصف این کلام پاک حامد	زبان را از گلاب و عطر شویم
چو سال عیسوی مد نگاہ ست	چراغ خانۂ طیبہ بگویم
	۶۱۸ ۸۶
دو گل شگفتہ بیک شاخ گلبن امید	کہ بوی ہجری و فصلی از و رسد بجہان

بیا گلشن تحقیق و بزم طبع ببیں		بہار باغ محامد - صبائے شمع بیان ۱۲۹۴
ہزار شکر کہ دیوان باختتام رسید		الٰہی دولت حامد بود بدہر مزید

ختم شد

طبع جدید دسمبر ۱۹۸۸ء نیو لیتھو آرٹ پریس چھتہ لال میاں دہلی